باسمہٖ سبحانہٗ

۱۳۱۹ھ

دیوانِ عاقل

حسب ارشاد فیض بنیاد

عالی جناب مستغنی عن الالقاب نواب میر دادر علیخان بہرام جنگ

بہرام الدولہ بہادر دام اقبالہم۔ رئیس اعظم حیدرآباد دکن

صانہ اللہ عن الشرور والفتن

بحسن سعی و اہتمام محمد سید طاہر رضا

مطبع انوار الاسلام حیدرآباد دکن میں طبع ہوا

دیباچہ

حمد و نعت و منقبت کے بعد جو حد بشری سے باہر ہے واضح ہو کہ تمام مخلوق سے افضلیت انسان کو
لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ گواہی کو موجود ہے مگر شرف انسان نطق سے ہے لیکن اس صفت مین
اور بہائم بھی اسکے شریک غالب ہین تو ضرور ہوا کہ کوئی وجہ خاص افضلیت ہو ورنہ ترجیح بلا مرجح
لازم آئیگی اور وہ عقلاً محال ہے۔ پس بدیہات سے ہے کہ سخن معقول وصواب باعث فضیلت ہے
اسی کی طرف شیخ سعدی نے اشارہ کیا ہے ؎ بنطق آدمی بہتر است از دواب ٭ دواب
از تو بہ گر نہ گوئی صواب ٭ پس کلام معقول موجب فضیلت انسانی ہے جسکو اسمین زیادہ کمال
ہوا اسکو درجۂ کمال انسانیت حاصل ہوا۔ جیسے پیغمبرانِ برحق و امامانِ مطلق اسیطرح علی قدر المراتب
تمام افراد انسانی کا حال ہے۔ اب اگر خیال قوی سے کام لیا جائے تو کلام دو حال سے خالی
نہین یا بطور جملہ و نثر ہوگا یا بطریق نظم۔ اسکے بھی بیان کی ضرورت نہین کہ منظوم کو کیا شرف
حاصل ہے اگر احیاناً حضرت ختمی مآب صلواۃ اللہ علیہ وعلیٰ آلہ الاطیاب نے نظم مین تکلم
فرمایا ہوتا تو پھر اسکے شرف کا مرتبۂ معراج اسقدر بلند وبرتر ہوتا کہ جسکو جبرئیل واہمہ و اسرافیل
خیال بھی نہ پاتے۔ مگر پھر بھی اتنی ترقی طور عزت اسکو نصیب ہے کہ اکثر ائمہ طاہرین علیہم السلام سے
کلام نظم منقول ومروی ہے اور یہہ شرف اسکے واسطے کافی ہے۔ اسکے سالک بھی علی قدر مراتبہم

رجات وطبقات رکھتے ہین - مین جس ناظم کے ذکر کی تمہید اور جسکے کلام کی خوبی کا عنوان
لکھ رہا ہون وہ میرے دوست مرحوم میر محمد سلطان عاقل اس زمانہ کے طبقہ کملائے اہل
کلام سے تھے خدا غریق رحمت کرے پایۂ نظم اُنکا جسقدر بلند ہے اُسکے بیان کی حاجت نہین
مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید - ناظر کو ایک صفحہ الٹنے کے بعد خود سب معلوم ہوجائیگا
لکھنا تو یہ ہے کہ ایسے کامل ماہر فن کا ذخیرہ محنت اُن مرحوم کے انتقال اور اُنکے اعقاب کی
بے سرمایگی سے یون ہی عالم خفا و احتجاب مین رہا جاتا تھا مگر خدا زندہ رکھے میرے ولی نعم
قدر شناس اہل کمال صاحب حشم والاہمم امیر ابن الامیر ابن الامیر والاجناب عالی خطاب نواب
میر داور علیخان بہرام جنگ بہرام الدولہ بہادر دام اقبالہ کو کہ انھون نے
اپنی دریادلی و مسیحانفسی سے کام لیکر کلام مرحوم کو اپنے خزانۂ خاص سے چھپوا کر نام مرحوم کو
زندۂ جاوید کردیا - اگرچہ جناب ممدوح بخیال اداے حق تلمذ جو مرحوم سے اُنکو حاصل ہی اُنکے
انتقال کے بعد سے اُنکے اعقاب خصوصاً اُنکے فرزند سعادتمند سید فرخ سلطان سلّمہ کی
غور و پرداخت اور اُنکی مایحتاج کے متکفل ہین مگر یہ کام جو اُنکے بقاے نام کا باعث ہے
نہایت ہی قابل مدح و ثنا ہے - خدا اُنکی دولت مین برکت اور نکوئی کو زیادہ کرے -

آخر مین مین اپنے مرحوم دوست کیواسطے دعا کرتا ہون کہ یہ کلام اُنکا مقبول عام ہو اور
جو خطاے فن اسمین ہو اُسکو صاحبان نظر اور جو خطاے شرعی ہو اُسکو خدا معاف کرے اور
اُنکے نام کو بقا اور درجات اخروی کو بلندی عنایت کرے اور اُنکا حشر اُنکے ائمہ و موالی
کیساتھ ہو - آمین ثم آمین -

خاکسار خادم الاطبا و شعرا
سید بادشاہ علی ضیا لکھنوی

مختصر حالات مصنف مرحوم

قبل اِسکے کہ مین کچھ لکھون اس امر کا اعتراف ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ چند سطرین مین نہ بہ حیثیت تذکرہ نویس لکھنے کیلیے آمادہ ہوا ہون۔ نہ تذکرہ نویسی کی معلومات کا مجھے دعوی ہی بلکہ مصنف کے بعض ضروری اور مختصر واقعات کا تذکرہ سیدھے سادے الفاظ مین کردیا ہے۔ البتہ مصنف مرحوم کے سوانح عمری لکھنے کا ذمہ میرے معزز و قابل دوست مولوی سید الطاف حسین صاحب منتظم ایجس لیٹیو کونسل سرکار عالی نے لیا تھا۔ اسمین شک نہین کہ اُنھون نے جہانتک اس کام کو انجام دیا ہے بہت ہی خوبی اور پوری قابلیت سے انجام دیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اُنکے سرکاری مشاغل سے وہ مکمل نہ ہوسکا جو دیوان کے ساتھ شایع ہوسکتا۔ اور چونکہ دیوان کو تیار ہوے عرصہ گزر چکا تھا زیادہ تر التوا بوجہ تقاضاے شوقِ احباب نامناسب خیال کیا گیا۔ اور بعض احباب نے مجھے اِن سطور کے لکھنے پر مجبور کیا۔ چار و ناچار مجھے قبول کرنا پڑا۔ تاہم مجھے اپنے قابل دوست سے پوری امید ہے کہ وہ اُس سوانح عمری کو جو اِس دیوان کا ایک ضروری حصہ ہے فوقتاً فوقتاً مکمل کرکے بہت جلد شایع کردین گے۔

سید محمد سلطان صاحب عاقل مرحوم ۱۵ شعبان سنہ ۱۲۷۰ھ کو دہلی مین پیدا ہوئے۔ وہین کی آب و ہوا مین نشو و نما و تربیت پائی۔ چونکہ طبیعت مین فطرتاً موزونیت تھی۔ بچپن ہی سے شاعری کا شوق پیدا ہوگیا۔ عالم جوانی مین بنارس مین آئے۔ میر وزیر علی صاحب سفید پوش (جو فنِ پھکیتی مین یکتاے دہر اور جگت اُستاد تسلیم کیے گئے ہین) کے یہان شادی ہوئی۔ اپنے خسر سے اُنھون نے اس فن مین بھی کمال حاصل کیا۔

شاعری مین پہلے نواب نجم الدولہ دبیر الملک میرزا اسد اللہ خان غالب کے شاگرد تھے۔ اُنکے انتقال کے بعد میرزا قادر بخش صابر دہلوی شاہزادہ خاندان تیموریہ کے شاگرد ہوئے۔ مرزا صابر مرحوم جیسے اُستاد فن کو انکی شاگردی پر ناز تھا۔ واقعی مرحوم کا کلام جسقدر نمکین بلند خیالی و مضمون آفرینی کے رنگ مین ڈوبا ہوا ہے اُسکے بیانکی ضرورت نہین خود دیوان اس پر دال ہے۔ قصیدہ گوئی تو خاص مرحوم کا حصہ تھا۔ اُنکی فکر رسا زیادہ وقت کی طالب ہی نہ تھی۔ اکثر اوقات اعلی مضامین کے قصائد اور نہایت رنگین غزلین باتون باتون مین منظوم کرکے سر معرکہ سُنائین اور سُننے والونکو بے چین کر دیا ہے

چونکہ اتفاقات روزگار و نامساعدت زمانہ سے شمالی حصۂ ہند مین عرصہ سے کچھ ایسا تغیر و شہر آشوب پیدا ہو گیا ہے کہ خود اہل کمال اپنے شایقین کے متلاشی ہو کر جا بجا متفرق ہو جاتے ہین عاقل مرحوم بھی بمقتضائے وقت حیدرآباد کی قدر دانیون کا آوازہ سُنکر ۱۲۹۹ھ مین یہان وارد ہوے۔ چند ہی روز مین یہان کے طبقۂ امرا کی کمال شناسیون کا ایسا ہجوم ہوا کہ حیدرآباد کے قیام کو پسند فرمایا۔ علاوہ شعر و سخن مین کامل ہونیکے علم مجلس بھی کچھ ایسا حاصل تھا کہ جس محفل مین تھوڑی دیر بیٹھ جاتے اپنی جادو بیانی شیرین کلامی و خوش اخلاقی کے اثر سے اہل محفل کے دل ہاتھ مین لیکے اُٹھتے۔ چند ہی روز مین ہر دلعزیز ہو گئے۔ چونکہ طبیعت آزادی پسند تھی سلسلۂ ملازمت کی پابندی پسند نہ کی۔ اور بعض احباب کی رائے و مدد سے ایک مطبع قائم کرکے اخبار ہزار داستان نکالنا شروع کیا۔ عرصہ تک یہ اخبار بڑی آب و تاب سے نکلتا رہا۔ مگر پھر بعض وجوہ سے ہزار داستان سے قطع تعلق کرکے مطبع آصفی قائم کیا اور ۱۳۰۱ھ سے اخبار آصفی کی اشاعت شروع ہوئی۔ مرحوم اعلی خیالات کے مجموعہ تھے جنکو اپنے زور قلم سے بذریعہ اخبار ملک پر ظاہر کرتے رہے۔ اور رعایا و گورنمنٹ کے مابین طرفین کے فوائد مدنظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حدِ امکان سے باہر ہے بیانِ جاہِ محمدؐ کا
کہ دورِ ہر دو عالم حاشیہ ہے اُسکی مسند کا

کئے جب صرفِ حد بندی عناصر دونون عالم کے
کھچا قدرت سے خاکا آپ کے قصرِ مشید کا

مِلے جب ہِل کے دونون لب ہلی کونین کی دولت
دہانِ پاک مین نقشہ ہے سارا مِیمِ مقصد کا

رخِ انور کے پرتو کا جو ہو سرگرمِ نظارہ
تو نوراً دیدۂ خورشید ہو ہم چشم مُرمد کا

بساطِ حشمتِ کونین گویا مبتدا ٹھہری
خبر ہے مسندِ حضرت کہ نقشہ ہے وہ مُسند کا

کشودِ کارِ عالم حصر اِس سرگشتہ پر ہوتی
مگر اک فوق ہے گردونِ دون کو طوقِ قد کا

سرافرازی ہے دانشمند کو یائے محمدؐ سے
قدم کا حرفِ آخر تاج سر ہی لفظ موبد کا

ہوئی منظور جب کتمِ عدم سے جلوہ پیرائی
رہا چوتھے فلک پر مہر بن کر سایہ احمدؐ کا

جو ہو پرتو فگن یہ صبحِ رخ تربت مین عاقل کی
تو شرقِ مہر ہو ہر ایک ذرہ صحنِ مرقد کا

عدم آباد کو جب قافلہ دم کا روان ہوگا
ترنم کی جب کہتے ہین گردِ کاروان ہوگا

نہ وہ مجھ سے خفا ہے نے عدو پر مہربان ہوگا
خیال اپنا تھا یہ بھی وہ بھی اپنا ہی گمان ہوگا

رقیبوں سے تحمل درد کا کیا مہربان ہوگا
نکل جائینگے باتوں میں جو انکا امتحان ہوگا

یہاں ہے ضبط مانع صبر وہاں قفل دہان ہوگا
ہمارا آپ کا انصاف یاں ہوگا نہ وہاں ہوگا

میں وہ برگشتہ ہوں سامان راحت کا نہ یاں ہوگا
پڑیگا جس کا سایہ مجھ پہ وہ اک آسمان ہوگا

وفا دیکھی نہ کچھ اہل ہوس کی وائے ناکامی
وہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے تیرا امتحان ہوگا

نہ کہنا مانیے میرا مجھے تسکین ہی اس سے
شب وصل عدو پائے نزاکت درمیان ہوگا

نہ پوچھ اہل تمنا کی ہوس ای ناصح نادان
اسی کو وصل کہتے ہیں کہ کب ہوگا کہاں ہوگا

چلے اس بزم میں ای حضرت دل کس بھروسے پر
جسے تم صبر سمجھے ہو وہ نذر امتحان ہوگا

ثبوت اثبات کا ہر نفی سے ثابت ہی ای ناصح
ابھی نامہربان ہی وہ تو اک دن مہربان ہوگا

یقین ہی ضعف محشر میں مخل داد خواہی ہو
کہ بعد مرگ سینہ پر مرے سنگ گران ہوگا

جو سوزش ہجر میں ہے وصل میں اس سی سوا ہوگی
جلیں گے اور ہم وہ مہروش جب مہربان ہوگا

نہیں آتا نظر میں ضعف سے۔ کیا رحم کھائے وہ
کسی سے اسکے آگے حال میرا کیا بیان ہوگا

ہوا ہے انتہا میں ایک حسن و عشق کا عالم
کسی کے حال پر کس طرح کوئی مہربان ہوگا

میں وہ لاغر کہ انکے ذہن پر بھی چڑھ نہیں سکتا
وہ یہ نازک کہ میری دھیان میں آنا گران ہوگا

۳

کسی کی چشم نے غافل کیا یہ ہم کو اے عاقل
کہ زیر سنگ مرقد بھی ہمیں خواب گران ہوگا

۱۲

اگر سد رہ دشمن نہ کوئی پاسبان ہوگا
مرے دل کے دھوئیں میں آپکا پنہان مکان ہوگا

مرے خاموش جلنے کا وہاں جسدم بیان ہوگا
تو غنچۂ شمع کے شعلہ کا شارح کا دہان ہوگا

جلا کر دل مرا انکو ملال اے مہربان ہوگا
کہ سب رونے لگیں گے بزم میں جسدم دھوان ہوگا

خدایا دیکھیے عمر ابد ہے کس کی قسمت مین
وہ کہتے ہین کہ مرنیوالون کا آج امتحان ہوگا

اثر ہوتا ہے ذکرِ وحشیانِ عشق مین ناصح
بھریگا سر جو تیری ہر زہ گردی پابیان ہوگا

نگہبان ہین عبث در پر - نہ آؤن گا نہ آؤنگا
کہ نقشِ پائے دشمن مجھکو چشمِ پاسبان ہوگا

یہی تسکین ہین گر یاس و تمنا کی تو اے ہمدم
یقین ہے مرتے دم بھی ساتھ اپنے اِک جہان ہوگا

مرا خون کس طرح محشر مین ثابت ہوئیگا یارب
کہ اُن کا خنجرِ رنگین زبان رنگین بیان ہوگا

ملا تو خاک مین لیکن نہ چھوڑونگا ترے در کو
مرا دل سخت بھی ہوگا تو سنگ آستان ہوگا

یون ہی گر روز افزون ضعف کی قوت ہے وحشت مین
یقین ہے خانۂ زنجیر ہی اپنا مکان ہوگا

وفائے بوالہوس معلوم ہو ہی جائیگا اپنا
وہ جتنا بے وفا ہوگا ہمارا قدردان ہوگا

۱۳	فنا فی اللہ کے ہین راستہ پر جو کہ اے عاقل عدم آباد سے بھی دور کچھ اُن کا مکان ہوگا	۴

ترے دل مین نہ ہوئی جائے ستمگر پیدا
گھر ہی بیٹھے ہین مگر ہم کو نہین گھر پیدا

سرخ ڈورے یہ نہین نشہ سے آنکھون مین تری
کیئے تیغِ نگہِ ناز نے جوہر پیدا

آسمان اور بنے اور زمین اور بنے
اُن سے دو چار جو ہون اور ستمگر پیدا

کہتی ہے بلبلِ نالان کہ ہے غم مین صیاد
یا الٰہی نہ کیے ہوتے مرے پر پیدا

دیکھ لختِ دلِ سوزان کو مرے اشکون مین
کیا اللہ نے پانی مین سمندر پیدا

لے کے غربال ترے کشتۂ دندان کی اگر
خاک چھانین بھی تو ہو خاک سے گوہر پیدا

تیری باتون سے ہے وحشت کو ترقی ناصح
پاؤن مین تھا یہ ہوا سر مین بھی چکر پیدا

دستِ نازک مین ہے وہان تیغ کرون کیا اللہ
شوق نے کردیے یان لا کے مرے پر پیدا

ہے گلہ مجکو بجا گریۂ طوفان زا کا
نہوا اُن کے بلانے کو کوئی گھر پیدا

اشک غصہ سے دمِ قتل جو ٹپکین اُنکے ‏ ‏ ‏ ہون ابھی آب مین شمشیر کے گوہر پیدا

طالب درد کو ہے درد سے راحت ہمدم ‏ ‏ ‏ درد کے واسطے خالق نے کیا سر پیدا

وہ ستم دوست ہون مین خاک اُڑائی یانتک ‏ ‏ ‏ آسمان اور ہوا اک مرے سر پر پیدا

قتل نے میرے عجب کام بنایا عاقل
کہ ہوا دلمین رقیبون کے بھی اب گھر پیدا

۱۵

زیست مین عذر ہی فرمائیے گا ‏ ‏ ‏ پر جنازہ پہ تو آجائیے گا

حُسن اور عشق ہے توام واعظ ‏ ‏ ‏ جو نہ سمجھے اُسے سمجھائیے گا

ملک الموت۔ کہان ہو حضرت ‏ ‏ ‏ میری بھی آن کے سُن جائیے گا

مار ڈالو مجھے زندہ نہ کرو ‏ ‏ ‏ کچھ مسیحائی بھی فرمائیے گا

کیون خجل آکے وہ ہون ای ہمدم ‏ ‏ ‏ کہو بس فاتحہ پڑھ جائیے گا

دیکھئے خُو ہے بُری خود بینی ‏ ‏ ‏ آئینہ دیکھ کے شرمائیے گا

کیا نہ سمجھون گا کہ قاتل ہے یہ ‏ ‏ ‏ آنکھ مجھ کو جو نہ دکھلائیے گا

دل ہی قابو مین نہین سُن لینگے ‏ ‏ ‏ آپ جو کچھ ہمین فرمائیے گا

کچھ کہا مین نے تو ہنس کر بولے ‏ ‏ ‏ خیر ہے جان کی فرمائیے گا

کیسی ہے حضرتِ دل تیغِ نگہ ‏ ‏ ‏ دہنِ زخم سے فرمائیے گا

اُلجھے گیسو تو کہا جھنجھلا کر ‏ ‏ ‏ مرے سر چڑھ کے نہ اِترائیے گا

کہیئے عاشق مجھے طعنہ ہی سہی ‏ ‏ ‏ پھر اسی کلمہ کو فرمائیے گا

ق

مُنہ جو آئیے کہین ہم محفل مین ‏ ‏ ‏ بولے وہ مُنہ کہین نبوائیے گا

اپنا مُنہ دیکھیے آئینہ مین ‏ ‏ ‏ مُنہ لگے مُنہ کی کہین کھائیے گا

۶ | جس مین دلی کی زبان ہو غافل | اک غزل اور بھی فرمائیے گا | ۱۵

جب کہا مین نے کہ کب آئیے گا
ہنس کے بولے یون ہی مرجائیے گا

ہون شہیدِ رہِ غم ہم نفسو
نہ مرے مُردے کو نہلائیے گا

دھوم ہے کُشتۂ عیسیٰ ہے یہ
اے مسیحا نفس آجائیے گا

چھیڑ کی حد ہے چلو چُپ بھی رہو
ہم جو چھیڑین گے تو گھبرائیے گا

خبط ہے مجھکو کہ ظالم ہین آپ
فیصلہ آپ ہی فرمائیے گا

آپ کا چاہنے والا مین نہین
کیا کہا۔ کہہ کے نہ شرمائیے گا

آپ جاتے تو ہین اَی حضرتِ دل
جاکے اُس بزم مین پھر آئیے گا

بوسہ لون گا جو کہا بولے۔ ہان
مصحفِ رخ کی قسم کھائیے گا

یار سے مین نے کہا چلتے وقت
ق
یہ تو فرمائیے کب آئیے گا

جان بیتاب ہے دل مضطر ہے
اِن کی تسکین تو فرمائیے گا

ہنس کے کہنے لگے گھبرانا کیا
دل کو بیتابی سے بہلائیے گا

پیاس ہو خونِ جگر پیجئیے گا
بھوک ہو غصہ و غم کھائیے گا

اور جو اِس طرح بھی مانے نہین دل
میرے کوچہ کی طرف لائیے گا

سیکڑون خاک پہ دکھلائے تپان
پئے عبرت اُسے دکھلائیے گا

۷ | بُت کے ملنے سے ملا حق غافل | کفر ہے اِس مین جو شک لائیے گا | ۱۵

سنگِ دل داغِ جگر کا کبھی قائل نہ ہوا
جائے حسرت ہے کہ وہ آہ مرا دل نہ ہوا

دار کس تیغ کا مجھ پر تری قاتل نہ ہوا
دل مرا بیضۂ فولاد ہوا دل نہ ہوا

رنگ تیرے ہی تلون کا ہے الفت کے سبب
کہ مین اے یار کسی بات مین کامل نہ ہوا

دہنِ زخم نے کی اُس سے لگاوٹ کیا کیا
بر سرِ رحم مگر خنجرِ قاتل نہ ہوا

لوٹتا آتشِ حسرت سے ہی انگارونپر
سوزِ پروانہ سمندر کو جو حاصل نہ ہوا

ملتا لیلی کو حقیقت کا مزہ خیر ہوئی
قیس کا پردۂ دل پردۂ محمل نہ ہوا

یاس ہے صورتِ امید بھی اللہ اللہ
خون تمنا کا حنائے کفِ قاتل نہ ہوا

جب کہا مین نے کہ عاشق ہون تمہارا تو کہا
مجھکو یہ غم ہے کہ مین آپ پہ مائل نہ ہوا

ناتوانی سے مجھے ہوئی ہے کیا کیا خفت
ہائے مین تیرے تصور کے بھی قابل نہ ہوا

سحر گر آنکھ چرانے سے ترے مرجاتا
دلبری سے ترے افسون کی مین بیدل نہوا

شمع سے پھول جھڑے بزم مین شبکو لیکن
سوزِ پروانہ ہوا شورِ عنادل نہوا

شمع رو آپ کو یکتا جو سمجھتے تھے تو کیا
آئینہ اُس رخِ تابان کے مقابل نہوا

مردمِ چشم سے ہین ہین عیانی مین نہان
آپ ہی آپ کوئی غیر تو حائل نہوا

بھول کر یاد کیا اُس نے جو ہرگز نہ مجھے
خوب سمجھا تو کبھی یاد سے غافل نہوا

۱۵	کی جو نادانی کوئی بھولے سے وان دشمن نے صدقے اِس یاد کے کہنے لگے عاقل نہوا	۸

زانوے درد سے نہ سر سر کا
ضعف اپنا وبال ہے سر کا

ہاتھ عاشق ہوا ہے پتھر کا
آسرا اب ہمین نہین سر کا

مجھے خوکردۂ جفا پر رحم
یہ ستم اور ہے ستمگر کا

دام عالم مین پھنسکے ہون آزاد
دام ہے وصف تیغِ جوہر کا

کج روی چھوڑ و چرخ کو دیکھو
نہ کھلا حال اس کے چکر کا

ہے لبون پر ثبوتِ خونخواری
رنگ لایا ہے پان کا فسر کا

سرِ واعظ پہ دستِ رندان سے
پہنچا - رتبہ بڑھا یہ ساغر کا

لاغری سے عزیزِ عالم ہون
راحتِ جان ہی تارِ بستر کا

شکوۂ ہجر گر کرون - تو کہین
مین مدبر نہین مقدر کا

جو کہے حق بھی ہم کو چاہتا ہی
کون عاشق ہو ایسے کافر کا

زخمِ دل کیا ہو شاد مرہم سے
منہ لگا ہے تمہارے خنجر کا

مخلصی خود نمائیون مین نہین
دام آئینہ مین رہے جوہر کا

کیونکہ سمجھین وہ رنگ استقرار
ق
اثر الٹا ہے قلبِ مضطر کا

جب لکھا نامہ ہوائے وصال
اڑگیا رنگ ہی کبوتر کا

۱۴	دامنِ صبر جل گیا عاقل وصل ہوتے ہی شعلہ پیکر کا	۹

جس طرف دیکھا ادھر گویا تماشا ہو گیا
ایک اشارے مین ترے کا فرادا کیا ہو گیا

فکر کیون کرتے ہین شاعر اب جو عنقا ہو گیا
وہ مسیحا تھا سو پنہان مثلِ عیسیٰ ہو گیا

اس بت مغرور کی تصویر جب کھینچنے لگی
صورتِ تصویر خود مانی کا نقشا ہو گیا

چشمۂ حرص و طمع مین جس نے چاہی شست و شو
داغِ کلفت اور اس مین دھو دیتے میلا ہو گیا

کیا جما رکھا ہے ظالم تو نے رنگِ انقلاب
شکر بھی میرا تری محفل مین شکوہ ہو گیا

لاکھون مردے چونک اٹھتے ہین مری نالون سے رات
لے ترا بیمار ہجران بھی مسیحا ہو گیا

جانتے ہنسنے کی خو اسکی تو پھر مرتے ہی کیون
کہہ رہا ہی لاش پر ہنس ہنس کے یہ کیا ہو گیا

اپنی صورت دیکھکر کیا کیا مجھے حیرت ہوئی
سامنے میرے وہ جب آئینہ سیما ہو گیا

سلسلہ وحدت کا ہے اپنا نہ سمجھو گو ہمین
ہم ہوے دل کے ہمارا دل تمھارا ہو گیا

آئینۂ دل کا مرے ٹوٹا قیامت ہو قریب
اور یکتائی کا اب اُس بت کو دعوی ہو گیا

جب کسی کم ظرف نے چاہا اُٹھاؤن بارِ علم
بوجھ بھاری ہو گیا اور جسم ہلکا ہو گیا

خاک مین مل جائے صیقل عشق کی آتا ہی رنگ
سامنے اُنکے گئے تو رنگ اُن کا ہو گیا

۱۰

اک بتِ نادان کی باتین سُنکے بیخود کیون ہوئے
خیر ہے اے حضرتِ عاقل تمھین کیا ہو گیا

مثل ہم ٹھہرائین کس کو گردشِ ایام کا
ایک نقشہ ہے تمھاری چشم کا اور جام کا

عاشقِ چشمِ فسون کی دید شائد ہو نصیب
چشمِ نرگس وے جو کاجل روغنِ بادام کا

نام میرا غیر جنسون سے ملاتے ہین جو آپ
یہان ہے کس علت سے جائز قاعدہ ادغام کا

ضعف نے منھ پر نہ دربان کے چڑھایا رات کو
بن گیا تارِ نظر زینہ تمھارے بام کا

بے نشانی ہو گئی ہے باعثِ نام آوری
نام عنقا ہو گیا ہے اب مرے ہمنام کا

مل کے باہم بیٹھنے سے کس طرح آرام ہو
حرف سے ہی حرف الگ تحریر مین آرام کا

یاد مین لب کی ہوا مین ضعف سے آخر نہان
میم ہے اُن کا دہن لیکن مرے انجام کا

واعظون کے دل نہ کیون اس لامِ گیسو مین پھنسین
قلب ہے یہ قلب کا اور قلب ہے اسلام کا

زلف پر دیتے ہے جان واعظ ہوا کافر مین کیون
کیون نہ دون اس لام کو دل دل یہ ہی اسلام کا

تو ہی زلف و رخ دکھا دے آن کر قصہ چکے
ہے ترا بیمار ہجران صبح کا یا شام کا

عشق ہے تصویر خانے کا مرے آئینہ دار
ابتدا مین نقشہ سب دکھلا دیا انجام کا

اک نگہ کے بدلے صاحب کیا بُرا ہی یہ بھلا
نقدِ دل لیتے نہین کیون بندۂ بے دام کا

کس سے یا رب ہو حصولِ کامِ جان کی اب امید — کام کا اک دل تھا سو نکلا وہ اُن کے کام کا

۱۱ — اک بُتِ نادان کو دل دیکر بنے کیون بیوقوف
حضرتِ عاقل کرو کچھ پاس اپنے نام کا — ۱۳

ترا منھ رات کو اُترا ہوا تھا — تصور مین کسی کے تو بندھا تھا
ہوا ہین آکے وہ مجھسے پھرا تھا — عدو گویا ہوائے آسیا تھا
بھلا مین اور ہون گستاخ تم سے — خدا جانے مجھے کیا ہو گیا تھا
عرق ریزی سے قسمت نے بٹھایا — غبارِ ناتوان اپنا اُٹھا تھا
ترے پاؤن کے نیچے شکل بدلی — خدا جانے مین کسکا نقش پا تھا
ہزارون گل پہ چٹختے تھے چمن مین — وہ گل ایسے شگوفے چھوڑتا تھا
نہالِ شوق بڑھتا سرو قد کیا — ترے سائے کے نیچے وہ دبا تھا
نکرتا اُن سے مین عرضِ تمنا — خموشی نے لبون کو سی دیا تھا
تری ہی شکل کا اک شخص زاہد — بتون کے سنگِ در پہ جبہہ سا تھا
خوشش آیا مجھ کو اپنا فوت ہونا — کسی دشمن کا مین بھی مدعا تھا
جہان تھا دفن تیرا کشتۂ چشم — اُٹھا وہان جو بگولا سُرمہ سا تھا
خدا تجھ کو دلِ مرحوم بخشے — محبت دوست محنت آشنا تھا

۱۲ — نہ لاؤ شکوۂ عاقل زبان پر
تمہارا تھا بھلا تھا یا بُرا تھا — ۱۸

ہر اک کو مرقع نظر آتا ہے وفا کا — نقشہ ہے دلِ آئینہ تصویر نما کا
بیٹھا ہے غبار ایسا ترے بے سروپا کا — صرصر بھی اُڑائے تو اُڑے اُس کا نہ خاکا

ہے فکرِ عبث قلبِ مکدر کی صفا کا
ہے گوہرِ بے آب یہ محتاج جلا کا

ہاتھون کی صفائی کے اثر سے دمِ تزئین
آئینہ دکھاتا ہے تمھین رنگ حنا کا

اِس لاغری مین بھی ہے وفا ختم مجھی پر
گویا ہے تنِ زار الف لفظِ وفا کا

اے شمع یہان مشق گدازش کی ہے گرمی
شعلہ مرے سر کا ہوا کانٹا کفِ پا کا

کس کس کو ملے گوہرِ تاثیر الٰہی
ہنگامہ سا ہنگامہ زبان پر ہے دعا کا

یہ ناخنِ تدبیر ہے یا نونِ ندامت
عقدہ نہ کبھی حل ہوا اُس بندِ قبا کا

معدن مین اُسے لعل بنا دیتا ہے خالق
اُڑتا ہے ترے ہاتھ سے جو رنگ حنا کا

کر اک نگہِ مہر کہ سب عیب ڈھکین گے
دامانِ نظر تیرا کفن ہے شہدا کا

ہر گام سناتے ہو خبر موت کی مجھکو
پاؤن سے ادا کرتے ہو پیغام قضا کا

اِس نورِ جوانی کا بھی نقشہ نہ جمے گا
گر جوش یہی ہے ترے عارض کی صفا کا

برقع ہی مین ہر دم ہین رقیبون سے اشارے
بے شرمیون کے واسطے پردہ ہے حیا کا

تنہائی یہ سیکھی ہے کسی گوشہ نشین سے
ہے سب سے الگ طور تری ناز و ادا کا

سیدھی چلی آتی ہین جو آفاتِ سماوی
جادہ تنِ لاغر ہے مگر دشتِ بلا کا

زندہ ہوا محشر مین یہ مردہ ہی رہا مین
تھا زیست مین کشتہ ترے پاؤن کی صدا کا

دامانِ نظر مین اُسے لیتی ہے تمنا
گرتا ہے پسینا جو رخِ مہر لقا کا

۱۳	تعلیمِ سخن حکمِ خداوند سخن ہے عاقل مین پیمبر ہون گروہِ شعرا کا	۱۶

کچھ فرض ہے ہو طور پہ دیدار خدا کا
اک جلوہ ہے کافی صنمِ ہوش ربا کا

اک ہاتھ مین تیغ اک مین دامن ہی قبا کا
اپنا کوئی دیکھے صنمِ ہوش ربا کا

کیا اُن کی ندامت سے خجالت ہوئی ہم کو — آخر وہ ہوا شکر جو شکوہ تھا جفا کا

تن پر جو جمی گرد ہوے اور سبکدوش — پوشاک وہی ہے وہی بستر فقرا کا

یہان شوق وہی اور وہی دل کی تپش ہی — وہان ناز وہی اور وہی شیوہ ادا کا

آندھی مین رکھا کاغذِ تصویر جلا کر — اس شکل سے ظالم نے اُڑایا مرا خاکا

راحت کے لیے پختگی کار ہے درکار — خامی کے سبب خون ہی دل برگِ حنا کا

موت آئی عجب حال مین بیمار کو تیرے — شکوہ نہ کیا زیست کا نے شکر قضا کا

زردار کو آسایشِ دنیا کا مزہ کیا — حاصل ہے غریبون ہی کو آرام سرا کا

بالیدگی شرم تکلف کی ہے دشمن — وہ خود بخود اب کھُلنے لگا بند قبا کا

اب ناز سے وہ پاؤن زمین پر نہین رکھتے — بوسہ نہ ملا خاک ہوے پر کفِ پا کا

وہ چوستے ہین ناز سے خود دستِ حنائی — کچھ آج تو بے ڈھب ہی جما رنگِ حنا کا

دشمن کو تم الفت کی نگاہون سے نہ دیکھو — تیرِ نگہِ ناز ہے پیغام قضا کا

دونو تو ہے پر موت بھی ہے زیست جہان کی — اے شمع فنا ہو کہ تقاضا ہے بقا کا

گنجایشِ رندانِ سیہ کار نہین جب — کیا کہنا ہے زاہد تری جنت کی فضا کا

۱۶	کیا جھوٹ ہی سچ کہتے ہو مثل ہو عاقل ہان صدق بھی شمہ ہی دروغ شعرا کا	۱۴

جو دیکھا سحر تری نرگسِ سخن گو کا — تو بن گیا کفِ افسوس نقشِ جادو کا

ہوا ہے خاک جو کشتہ تمہارے گیسو کا — وہی غبارِ زمین ہو گیا [illegible] مشکبو کا

ہمارے خون نے جسم کر بنا دیا کعبہ — ہوا ہلال سیہ پوش [illegible] تیغ ابرو کا

مرے گنہ کا وجود و عدم برابر ہے — کسی طرف کو نہ [illegible] جھکا ترازو کا

رہِ وفا میں کہاں ٹھوکریں کھلاؤں گا — اسی کلام کا سمجھے تھے وہ مجھے بدو کا

مدام نقص سے ہوتا ہے نفع ظالم کو — کہ بال حسن ہوئے اُن کی تیغ ابرو کا

جو گل جھڑے وہ پڑے پھول بنکے گھر پھرے — اگرچہ داغ میں شعلہ ہو آپ کی خو کا

رنگے حنائے شفق سے فلک مہِ نو کو — مزا نہیں ہے جبین پر سفید ابرو کا

اب اُسکی شوخیوں نے رشک کا مزا نہ رکھا — نہیں رہا وہ پری وش کسی کے قابو کا

نہالِ حسرت و افسوس وہاں سے اُگتا ہے — زمین پہ گرتا ہے جس جائے تخم آنسو کا

بڑھی ہے لاغری ایسی جو فرطِ وحشت میں — بنے گا تار نظر کیا نگاہِ آہو کا

شبِ الم میں کیا عرصۂ حیات کو طے — میں تھا سوار سمندِ سیاہ زانو کا

بلاؤ بزم میں مجھکو نہ امتحان کے لئے — سُنا ہے آپ کا دل بھی نہیں ہے قابو کا

ستم یہ ہے کہ اُٹھایا ستم سے ہاتھ اُسنے — سنبھالنا ہوا مشکل دلِ بلاجو کا

عدو کی چشم کے ڈورے ہیں موجِ ریگ رواں — پڑا ہے آنکھ میں شاید غبار اُس کو کا

۱۵	پس فنا بھی نکلا جسد سے تیل اُسکا جسد جو خاک ہوا عاقلِ بلاجو کا	۱۴

وطن میں گر رہیں میں کیا چلے بس مجھ پہ دشمن کا — کہ ایذا کچھ نہیں دیتا ہے خار اپنے نشیمن کا

سبب رونے کا وحشت میں ہے بھر جانا تو ان تن کا — کہ بیکاری سے زنگ آلود تن ہوتا ہے سوزن کا

چمکتے ہی بہت مشکل نظارہ روی روشن کا — ترے پرتو نے پردہ رکھ لیا ہے در کی چلمن کا

ہوا ہے تنگ پیرہنی کے مشابہ میرا مرنا بھی — کہ بوتل کی طرح سے ساقیا ڈھلنے لگا منکا

مری چارہ گری چارہ گری سے ہاتھ اُٹھانا ہے — رفو کا ٹانکا ٹانکا زخم ہے گویا مرے تن کا

میں تھا آرام مرگ عشق کا طفلی میں بھی خواہاں — گمان آغوش دایہ پر رہا آغوش مدفن کا

جو اگر دشتِ غربت میں ہوں میں تو ٹکڑے ٹکڑے ہو — تن لاغر مرا اک خار ہے صحرا کے دامن کا

نہوں الفاظ رنگین گر تو پھر کیا شعر رنگین ہو — کہ پھولوں کے سبب سے ہی گلستان نام گلشن کا

ہجوم یاس و حرمان کیوں نہو دل بعد مرنے کے — کہ حرزِ جان حسرت ہی مرا تعویذ مدفن کا

مری وحشت کا ساماں ہی مرا ناصح الجھنے سے — الجھنا یاد آجاتا ہے مجھکو خار و دامن کا

یہاں گر شوق نظارہ پسِ دیوار ہے میرا — بنوں گا لاغری سے مردمک میں چشم روزن کا

عجب کیا ہو جو لذت بوالہوس کو تیری ملنے کی — کہ روزِ وصل نے سیکھا ہی ڈھلنا تیرے جوبن کا

کیا بیخود یہ جوشِ پند سے شوقِ عبادت میں — کہ خم ہو کر بنا ہے زاہدا تو نون شیون کا

نشان ہر میری ہنستے ہنستے رو دیتے ہیں وہ آخر — اثر اتنا تو ہے ناصح مری فریاد و شیون کا

نگہبان شب کو ہے دن کو بیمِ عشق رہبر ہی — ملا آرام غربت میں رہا کھٹکا نہ رہزن کا

میسر دست بوسی تیری ای قاتل ہوئی اسکو — ترے خنجر کی گردن پر ہی احسان میری گردن کا

٢٠	کھٹکتا ہو کوئی گر لفظ تجھکو نظمِ عاقل میں سمجھ ای باغبانِ نظم وہ کانٹا ہر گلشن کا	١٦

نہ زندہ نہ مردہ نہ دنیا نہ دین کا — مجھے تو نے ظالم نہ رکھا کہیں کا

عبث امتحان میں لگاتے ہو دفعہ — بھروسا ہے کیا میری جانِ حزین کا

مجھے گھر میں گردش ہی پتلی کی صورت — یہ اعجاز ہے چشمِ سحر آفرین کا

پڑا انا نہ فتنہ ترے گھر سے اٹھا — نیا آسمان ہے مگر اس زمین کا

کبھی مرے تن میں کبھی اسکے گھر میں — یہی شغل ہے میری جانِ حزین کا

غضب ہی میری اس سے تکرار ہمدم — ستم ہے جو موقع ملا اب نہیں کا

ق

سنا تو نے عاقل عجب رات گزری — محبت کا مذکور نکلا کہیں کا

خیال اپنی باتون کا جس وقت آیا
نہ سنبھلا دل اس ظالم نازنین کا

جب آنکھون مین آنسو بہت ڈبڈبائے
پکڑ ہاتھ اُٹھا ترے ہمنشین کا

کہا ایک گوشہ مین لیجا کر اُس سے
کہو حال کچھ عاشقِ دل حزین کا

کسی دشت مین ہوئے گا میرا مجنون
کہ ہے کوہ مسکن اُس اندوہ گین کا

کسی باغ مین دل کب اُسکا لگے گا
کہ بلبل ہے وہ تو اسی گلزمین کا

مرے کوچہ کی یاد ہر وقت ہوگی
ملے ہوگا منھ پر غبار اس زمین کا

نہ ہوگا خور و نوش سے کچھ علاقہ
یہ شیوہ تھا پہلے بھی اُس غم قرین کا

جو کھانا نہین ہے تو جیتا ہے کیونکر
خدا حافظ اب اُسکی جان حزین کا

ترے ہمنشین نے کہا اُس سے روکر
کہون حال کیا مین اُس اندہگین کا

غذا لختِ دل بدلے پانی کے آنسو
زبان صرف شیون پہ کلمہ یہین کا

نہ مسکن کہین پر یہ دیکھی ہے حالت
گرا جس جگہ ہوگیا بس وہین کا

کہین تھک کے یہ شعر پڑھتا ہی روکر
جب ایڑی تک آیا پسینا جبین کا

۱۷	نہ گھر کا نہ در کا نہ کوچہ کا اپنے مجھے تونے ظالم نہ رکھا کہین کا	۲۷

بدلا کیا خدا نے آفت رسیدگان کا
ہے ناک مین فلک کے اِک تیر کہکشان کا

پہنچا ہے آسمان پر شعلہ مری فغان کا
گلدستہ بنگیا ہے وہ طاق کہکشان کا

مرقد بنا نہ اپنے بیمار ناتوان کا
کافی دبانے کو ہے سایہ ترے مکان کا

ہے اشک ہی نتیجہ اس حُسن کے بیان کا
اُڑتا ہے رنگِ چہرہ سنکر جو رازدان کا

کچھ سُنکے ہین وہ حیران کچھ کہہ کے ہم پشیمان
برقع ہوا تامل رخسارۂ بیان کا

گریہ بھی خوش نہ آیا جانو کہ کام نکلا
جاتے ہین لے کے تحفہ ہم خوف پاسبان کا

جدت سے طبع کی وہ دم بھر تھما نہ دل مین
بنتا ہے تازہ ہر دم نقشہ ترے مکان کا

خود جلوہ مثلِ موسیٰ بے ہوش تھا زمین پر
چلمن سے اپنی جس دم اُس فتنہ گر نے جھانکا

چرچا مین مجھ کو کہہ لین مین کچھ خبر نہ ہون گا
ملتا ہے اِس مین شائد اُن کو مزہ زبان کا

گردش سے بخت کی ہم عاشق ہوے تھے گویا
سنگِ فسان ہے شاید یہ تیغِ امتحان کا

لیلیٰ کی ایک نگہ مین درسِ جنون کیا طے
مانندِ خاک تو نے مجنون سبق یہ پھانکا

کیونکر پیام پہنچے قاصد سے پورا پورا
کچھ حالِ بد ہے میرا کچھ نقص ہی بیان کا

ہے بیکسون سے کاہش اور ظلم نو کی خواہش
پہلو مین دل تمہارا ٹکڑا ہے آسمان کا

دربان مجھ سے جل کر چھپنے لگا کمین مین
شائد شرر بنے گا یہ سنگ آستان کا

نیک اُن کو جانتا ہون اور مین عدو کی شکوکر
کیونکر یقین آئے اُنکو مرے بیان کا

ہے ہر تصورِ دل خواہانِ ظلمِ تازہ
میرا نفس ہے جادہ صحرائے امتحان کا

قسمت اُلٹ گئی ہے کیا کوئی بات سمجھے
اُلٹے زبان تو پردہ ہو عارضِ بیان کا

چٹکی مین تیر ہے وان دل شوق سی بڑھا یان
کیا صحن یہ بنے گا اُس خانۂ کمان کا

آئینہ مین نہ ڈالو تم عکس پر نظر یون
ڈر ہے نہ وہ ہدف ہو اِس تیرِ جانستان کا

چرخ آہ سے پھٹا وان - یان ہمنے خاک اُڑائی
ہو جائے گی زمین اب پیوند آسمان کا

گر جذبِ دل یہی ہے تو ایک دن سمٹ کر
بن جائے گا سویدا سایہ ترے مکان کا

پژمردگی کا رستہ ملتا نہین عدو کو
وقتِ سخن سفر ہے منھ مین مری زبان کا

تیرِ ستم تمہارا ہر وقت ہے کمان مین
شوقِ ستم سے گویا مرکز بنا کمان کا

یارب تو شرم رکھیو آئے نہ آہ لب پر
محشر مین سامنا ہی اُس شوخِ بدگمان کا

ظالم پھر سے دم الٹے یارب مری طرف سے وعدہ بھی وصل کا ہے اظہار ناز کی بھی	دم سینہ مین سمائے شمشیر جانستان کا دشوار ہے پلٹنا اب تو تمھین زبان کا

۱۸	ہین شاہد سخن کے جلوے عجیب عاقل عالم شہود کا ہی عالم مرے مکان کا	ٹ

دل کے ویرانہ مین غربت کا ہوا جب سامان تو وطن چھوڑ دیا	اسقدر ہمکو ہوا خوف خزان قبل خزان کہ چمن چھوڑ دیا
بی دہن بات جو کرتے تھے تو اک حیرت تھی اسپہ [illegible]	تمنے ای جان جہان بات نکالی ایسی کہ سخن چھوڑ دیا
ہجر مین پوچھتے کیا ہو مرے مرنیکا سبب جی گیا تن ہی مین اب	روح گھبرائی ہجوم غم والام سے جب تو بدن چھوڑ دیا
ناتوانی تری امداد کی ہم خوب بچے حشر کی ایذا سے	قبر سے بچ گئے شہدا کی فرشتے سارے اور کفن چھوڑ دیا
نسبت غیر سے جینا نہین اچھا زنہار ہی تعلق دشوار	جب یہ دیکھا کہ جدائی ہی تو ہمکو ناچار روح و تن چھوڑ دیا
تیری تصویر تو مثل تھی اسنے کھینچی لیکن اک دقت تھی	بات بہزاد سے جسوقت بنائی نہ گئی تو دہن چھوڑ دیا

۱۹	قدر دانی اسد کا ہی بھلا کیا کہنا پھر یہان کیون چپ رہنا حیدرآباد مین ای حضرت عاقل کہنا کیون سخن چھوڑ دیا	ٹ

کہتے ہین دشمن کے قبضہ مین زمانا ہو گیا	اب ہمین دنیا سے مشکل ہاتھ اٹھانا ہو گیا
یہ ہوے لاغر کہ مشکل آنا جانا ہو گیا	منحصر دم پر اٹھانا اور بٹھانا ہو گیا
وہ متاع زندگی کو چاہتے ہین مثل مرگ	اپنی ہمت کو بھی لازم آزمانا ہو گیا
مثل زلف یار الجھا تھا شب فرقت مین دم	غنچۂ خورشید روز وصل پیشانا ہو گیا
تو ہماری جان ہے جانا ترا ہے اپنی موت	فرض ہمدم کو جان کا اپنی بچانا ہو گیا
میری بربادی نے ابتر کر دیے دنیا کے کام	یہ لگایا گھر کہ مستغنی زمانا ہو گیا
جسطرح غفلت مین آجاتی ہے ای قاتل اجل	یون ہی اک دن تیرے دھوکے مین بھی آنا ہو گیا

۲۰	وقعت ملا نہ ہم کو گنہ کے حساب کا	گزرا ہے کتنی جلد زمانہ شباب کا	۱۵
	بیباک کس طرح سے شبِ وصل مین وہ ہون	مشکل ہے نازکی سے اٹھانا حجاب کا	
	جب شکوۂ نگاہِ تغافل نہ تم سنو	کیا منتکر کیجیے نگہِ پُر عتاب کا	
	آنکھین کھلی ہوئی ہین پہ کچھ دیکھتے نہین	بیدار اسطرح ہین کہ عالم ہی خواب کا	
	ٹپکے عرق کی طرح گنہ بال بال کے	احسان ہے فشارِ زمین کی عذاب کا	
	وہ اور دستِ غیر سے پلوائین مجکو مَے	پینے لہو کے گھونٹ مین پینا شراب کا	
	پابوسیون مین آنکی ہی کیا جانے کیا مزہ	ہر وقت منھ کھلا ہے فرس کی رکاب کا	
	واعظ نے میکدی مین یہ کین سختیان کہ ہائے	دل کی طرح سے ٹوٹ گیا خم شراب کا	
	وصلت کی رات بھی وہی دوری رہی ہمین	پردہ رہا ہے بیچ مین شب بھر حجاب کا	
	پہلو مین وہ جو بیٹھے تو ہی دل کی یہ صدا	موقع ملا ہے آج ہی تو اضطراب کا	
	انکو بھی کچھ تو قدر ہوئی حسن وعشق کی	تن تن کے دیکھنے لگے جوبن شباب کا	
	نظارہ وجمال کا قصہ تمام ہے	اب بیچ مین ہے پاؤن تمہاری رکاب کا	
	کیجو جواب ہی کا فقط قاصدا سوال	موقع تجھے ملے جو سوال وجواب کا	
	دم بھر کیواسطے ہی ہماری یہان نمود	شکلِ حیات مین ہی تماشا ہے حباب کا	
۲۱	دہلی کو آج یاد دلادو دکن مین تم عاقل جواب دو غزلِ لاجواب کا		۱۶
	نظارہ خواب مین ہی رخِ بےحجاب کا	کیا پوچھنا ہے اب نگہِ کامیاب کا	
	ہان سعی چارہ گر کہ ٹھہر جائے دل مرا	ہے رات دن اگر تو قلق اضطراب کا	
	منظور ہی فنا کو جو مشقِ مصوری	بنتا بگڑ بگڑ کے ہے نقشہ حباب کا	

کیا ہو سوال بوسہ کہ یہ تنگ ہی دہن
مشکل ہوا ہے مُنہ سی نکلنا جواب کا

ہان اہلِ حشر حسین سے آرام اب کرو
دفتر کھُلا مرے گنہِ بے حساب کا

ق

ہمدم نہ پوچھ وصل کی شب کا تو ماجرا
اِس ذکر سے ہی دل پہ ہجوم اضطراب کا

وہ ضعف کشمکش سے یہان انتظار کے
آمد وہ اُن کی جیسے کہ آنا شباب کا

کس ناز و التفات سے وہ پاس بیٹھنا
عشوہ کی یہ صدا نہین موقع حجاب کا

یہان دمبدم یہ دھن کہ ہون نظارہ بازیان
وہان بار بار رخ سے اُٹھانا نقاب کا

یان دمبدم یہ چھیڑ کہ ہو بے تکلفی
وان بار بار مُنہ وہ بنانا عتاب کا

یان لب پہ بیشمار سوالون کا اژدحام
وان شرم سی زبان مین الجھنا جواب کا

یان شوق مضطرب کہ بس اب انتظار کیا
وان ناز کی یہ بلوہ عام اضطراب کا

وہان لحظہ لحظہ ساعتین گننے ہی کا خیال
یہان ذکر ہجر کے قلق بیحساب کا

القصہ لُطف ایسے اُٹھائے کہ کیا کہون
ای ہمنفس مزہ تھا وہی بس شباب کا

اب تو خیال مین بھی نہین وہ حکایتین
جو کچھ لکھا ہے مین نی یہ قصہ ہی خواب کا

کچھ حسرتین بھی گریہ کنان ساتھ ساتھ تھین
دیکھا جنازہ **عاقل** خانہ خراب کا

جلوہ طور ہی ہوتا یہ نمایان ہوتا
دل مین رہتا تھا جو پنہان تو نہ پنہان ہوتا

داغ ہوتے جو نہ سینہ مین تو ویران ہوتا
دِل اگر باغ نہ ہوتا تو بیابان ہوتا

کچھ تو لذت ہمین ملتی جو نہ بےخود ہوتے
شادیِ وصل نہ ہوتی غمِ ہجران ہوتا

ارمان ۱۲ — ہجوم حسرت ۱۲

آئے وہ لاش پہ تا ہو نہ اُوسی کا ہجوم
اب رہا کون جنازے پہ جو گریان ہوتا

غنچہ کو دیکھ لو ہنسنے کی کہان فرصت ہے
دِل اگر جمع بھی ہوتا تو پریشان ہوتا

شمع کی طرح سے رو رو کے ہوا جسم فنا
یون نہ مرتا تو لبِ گور بھی خندان ہوتا

دل لگانے ہی کے ارمان تھے پہلے کیا کیا
اب یہ ارمان ہے کاش اور ہی ارمان ہوتا

رنج ہم بزمیٔ اغیار ہے گو کاہشِ جان
رشک سے جان نہ دی غیر کا احسان ہوتا

ذائقہ ہے دہنِ زخم کا پھیکا پھیکا
کاش جلاّد ہی کا لب نمک افشان ہوتا

ہوا ایذا طلبی سے مرا مرنا مشکل
جینا دشوار نہ ہوتا تو کچھ آسان ہوتا

دل کو اِس تیرگیٔ بخت مین جلنا ہی نہ تھا
اور جلا تھا تو چراغِ رہِ جانان ہوتا

بیٹھے ہین بزمِ تصوّر مین مرے سامنے وہ
یون ہی کٹ جاتی جو اسے عمر تو احسان ہوتا

حور کے وصل کا ہے وعدۂ فردا واعظ
مانتا گر کبھی بدعہد کا پیمان ہوتا

دلبری کی جو ادائین ہین وہ ہین عام پسند
دل بھی ہوتا تو مین اِس وقت پشیمان ہوتا

تم نہین غیر سہی غیر نہین مرگ سہی
مدعا یہ کہ کوئی جان کا خواہان ہوتا

سچ کہا تو نے ذرا تو ہی سمجھ اے ناصح
ایسی باتین مین نہ کرتا اگر انسان ہوتا

شکر ہے آ گئی شامِ شبِ اقرار اجل
مین نہ مرتا تو وہ وعدہ سے پشیمان ہوتا

بختِ برگشتہ کی میرے اُسے منظور تھی نقل
بلہوس اور وہ یون آپ پہ قربان ہوتا

ہائے جیتا رہا دربان کے طعنے سُن کر
سخت جان تھا تو مین سنگِ درِ جانان ہوتا

اب تو نفرت یہ دوئی سے ہے کہ حسرت ہے یہی
دل بھی اک کاش نہ ہوتا فقط ارمان ہوتا

سحرِ وصل تھی انجامِ شبِ فرقتِ یار
زندہ رہتا تو مرا درد ہی درمان ہوتا

تو بھی تو دیکھ ذرا حسرت و حرمان کا ہجوم
تیرے بیمار کے مرنے کا ہے سامان ہوتا

حشر مین ٹھہرے گنہگار جو ہم خوب ہوا
ہائے کیا ہوتا جو وہ سر بہ گریبان ہوتا

رونے سے بزمِ تصور مین نہ گھٹتی مری عمر
شمع تصویر کے مانند جو گریان ہوتا

گرمیٔ رشک نہین ورنہ جو آتے اغیار | حجر الاسود کعبہ شرر افشان ہوتا

۲۳

نالۂ زندان کا بھی پابند نہین ای عاقل
کوئی تو خانۂ زنجیر کا دربان ہوتا

۱۵

الٰہی شکر دن آیا قیامت آنے کا | کیا ہے غیر کے گھر اُسنے قصد جانے کا
ثمر کبھی نہین نخلِ مراد لانے کا | زمینِ شور پہ ہے نخل آشیانے کا
گھڑی گھڑی ہین بدلنے لگی مری صورت | ہین شعبدہ ہون مگر کوئی اِس زمانے کا
یہ تند بادِ ہواے ہوس کا ہے اندھیر | کہ گل چراغ ہے بلبل کے آشیانے کا
کوئی سُنے نہ سُنے انکو وعظ سے ہے کام | مزہ تو مل گیا واعظ کو دل لگانے کا
رقیب وصل مین کہتا ہے بُلہوس مین نہین | یہی تو وقت ہے نادان آزمانے کا
قدم قدم پہ ہے نقشِ قدم کے بدلے داغ | نکالا ہے عجب انداز دل مین آنے کا
ہون کبھی گر ہمہ تن سر مین امتحان کیلیے | مثالِ اشک کبھی سر نہین اُٹھانے کا
یہ مدعا ہے کہ سینہ مین پھر سما نہ سکے | کہ ڈھنگ سیکھا ہے ظالم نے دل بڑھانے کا
وہ ایسے گل ہین کہ دشمن کے گھر بہار آئی | مین بلبل ایسا کہ ہون خار آشیانے کا
چھپا رہے ہین وہ زلفون مین رُخ کہ مٹجاؤن | بنایا ضعف نے سایہ جو آستانے کا
اگرچہ تارِ نگہ لاغری سے ہوجاؤن | مین اُنکی آنکھ مین پھر بھی نہین سمانے کا
سُنا ہے حشر مین دیدار ہوگا بے پردہ | قیامت آج ہے انداز مُنہ چھپانے کا
مریضِ ہجر ہون رہتا ہے کون بالین پر | سرک کے دور رہے تکیہ مرے سرہانے کا

۲۴

بُرا کہے کوئی نادان تو کیا حرج عاقل
بُرا نہ مانو یہ دستور ہے زمانے کا

۱۱

خموشی مین وہ دہن انتخاب کیسا ہوگا
مرے سوال کا عاقل جواب کیا ہوگا

نہین ہے نامۂ اعمال مین کوئی نیکی
حساب پاک ہے اپنا حساب کیا ہوگا

وہ سامنے ہین مین چُپ ہون یہ دل اُچھلتا ہی
یہ جب ہے صبر تو پھر اضطراب کیا ہوگا

نہ پوچھ وصل کو ائی ہم نشین کہ کب ہوگا
امید ہی نہین پھر اضطراب کیا ہوگا

تڑپ تڑپ کے زمین کو زمینِ حشر بنا
تو اس سے ای دلِ خانہ خراب کیا ہوگا

جو غیر مدِ نظر ہین نقاب اُلٹ دیجے
کہ شرم ہی نہین تم کو حجاب کیا ہوگا

یہ سن کی بات ہی اللہ رے تجاہلِ ناز
کوئی سوال کرین ہم جواب کیا ہوگا

بتون کے عشق سے توبہ کرین ہم ای واعظ
بتا اعادۂ عہد شباب کیا ہوگا

خبر سُنی مرے مرنے کی تو وہ کہتے ہین
مری جدائی مین وہ محوِ خواب کیا ہوگا

ہوئی ہے شرمِ گنہ مانع جزا طلبی
نہین ثواب کے خواہان عذاب کیا ہوگا

۲۵

جو پوچھا جائیگا کل حال غیبتِ عاقل
جناب شیخ مشیخت مآب کیا ہوگا

۱۶

رشک نے حشر کا میدان دیکھا
دل مین جب یار کا ارمان دیکھا

پائمالی کی بہ دولت ہم نے
دشت دیکھا تو گلستان دیکھا

ہم ہین حیرت زدۂ بزم وصال
جلوہ ناز ۱۲
تجھ کو دیکھا بھی تو حیران دیکھا

قتل کے بعد ترے خنجر کو
خون کے اشکون سے گریان دیکھا

حشر کی آگئی شامت اُس نے
کیون سوے گورِ غریبان دیکھا

تو ہے آنکھون کی طراوت لیکن
اشک کی طرح گریزان دیکھا

کس طرح مر گیا بیمار ترا
موت کو لاش پہ گریان دیکھا

کیا پریشان کیا واعظ نے | آج میخانے مین شیطان دیکھا
شب کو زلف اُسکی تھی بازو اپنے | آج کیا خواب پریشان دیکھا
ہائے بے جرم ہوا کیون مین قتل | تیغ کو سر بہ گریبان دیکھا
ہوئے ظاہر تو نہ ہم دیکھ سکے | ہوئے پنہان تو نہ پنہان دیکھا
خلد کی مدح بہت کرتے تھے | واعظا کوچۂ جانان دیکھا
بات کیا اُن سے تصور مین کرین | دل مین اغیار کو پنہان دیکھا
بے کسی دیکھ ترے ارمان نے | خانۂ دل کو بھی ویران دیکھا
کِس کی زلفون کی شکایت ہوگی | صبحِ محشر کو پریشان دیکھا

بعد مدت کے بنارس مین آج
میرِ عاقل کو غزلخوان دیکھا

کچھ تیغ لگاتے تم کچھ زخم ہرا ہوتا | کچھ نون چھڑکتے تم کچھ دردِ سوا ہوتا
حورون کی ثنا واعظ اور مجھسے ہی خلوت مین | آجاتا جو وہ اُس دم فرمائیے کیا ہوتا
مانو کہ نہ مانو تم مختار ہوا ے رند و | لیکن کبھی واعظ کا دُکھڑا تو سُنا ہوتا
اِس خوف سے کیون اُٹھی رونا تھا تو رو دیتی | طوفان ہی عوض اپنے محفل سے اُٹھا ہوتا
مقبولی طاعت کا دھڑکا ہے عبث زاہد | اُس نقش کفِ پا پر سجدہ تو کیا ہوتا
یا دُھن ~~شیہ~~ خوبی کی آتی ہی مرے دلمین (اسے نہ کھینچا ۱۲) | تعظیم کو اس دم تو اے دردا ٹھا ہوتا
جنت ہی کی خواہش مین ہم جان کو دیدیتے | اُس کوے ستمگر مین گر دل نہ لگا ہوتا
دامان نظر جھٹکا ذرہ کیطرح ٹپکا | کاش اشک ہی بنکر مین آنکھون سے گرا ہوتا
ہوتا نہ مکدر گر اِس عالمِ خاکی سے | عینک کی طرح دل بھی آنکھوں سے لگا ہوتا

وہ آتے ہی آتے کیوں اس سمت کو یارب | گرحشر ہی ہونا تھا تو آج ہوا ہوتا

قصہ شب فرقت کا کیوں کہہ دیا عاقل
وہ سنتے نہ سنتے پر تمنے تو کہا ہوتا

شب غم میں یوں چپ اے دل ناشاد ہونا تھا | دہان زخم ہونا تھا لب فریاد ہونا تھا
نگاہ ناز سے ظالم بھلا مرتا ہی کب دشمن | کوئی تلوار کوئی خنجر فولاد ہونا تھا
نہ کیوں ہم اپنے نالوں سے جلیں مانند قفس کے | ہماری خاک کو اس طرح سے برباد ہونا تھا
سر بالین مرے بعد شہادت آئیں کیوں جو رین | کوئی سفاک ہونا تھا کوئی جلاد ہونا تھا
ستم کس پر کرینگے اب یہ غم شائد ہوا۔ ورنہ | انھیں مثل عدو مرنے پہ میرے شاد ہونا تھا
ادھر غصہ کی نظریں بھی ادر اُسپر مسکرانا بھی | ستم میں بھی کرم کچھ او ستم ایجاد ہونا تھا

وہ گھر کرتے ہیں دلمیں غیر کے عاقل نہیں اسدم
خدا بخشے اُسے وہ خانماں برباد ہونا تھا

ناصیہ سا تری چوکھٹ پہ جو عاقل ہوگا | اُس کی تقدیر کا لکھا خط باطل ہوگا
میں تو سمجھا تھا کہ عارض پہ ترے تل ہوگا | ہر نظر سے یہ گمان ہی کہ مرا دل ہوگا
بزم اغیار میں کیوں اس نے لہو تھوکا ہے | شیشۂ مے کو بھی شائد مرض سل ہوگا
حیرت جلوہ سے پتھر یہ بنا آئینہ | آئینہ کیا ترے چہرے کے مقابل ہوگا
سخت جانی کا بھی شکوہ ہو اگر زخم کے ساتھ | شکر احسان نمک ریزی قاتل ہوگا
مجھ سے جب بات وہ کرتا ہی نکلتا ہی دھواں | دہن غیر بھی شائد چہ بابل ہوگا
سرکشی تیری بچالے گی تو ڈرتا کیوں ہے | خون میرا تری گردن پہ نہ قاتل ہوگا
کاہش و رنج و الم ذلت و خواری خفت | آپ کی بزم میں ہم کو یہی حاصل ہوگا

دن دہاڑے نہ تمھین غیر کے گھر جانا تھا / یہ نہ سمجھے کوئی اِس چال سے بسمل ہوگا
سخت جانی سے چھٹون قتل اگر ہو جاؤن / سہل جو آپ کو ہوگا مجھے مشکل ہوگا
بوسہ دیدیجیے عاشق جو مچاتا ہے غل / بند اک بات مین اے جان لبِ سائل ہوگا
تم کو بھی حور کی گر شکل بناوے خالق / دل وہ کمبخت ہے اُس وقت نہ مائل ہوگا
مین وہ محروم ہون بے پردہ جو تم آجاؤ / پرتوِ عارضِ پرنور ہی حائل ہوگا
بیدلی کی ہے تمنا مین ہمین زیست حرام / ہم جہان مین جو رہینگے تو نہ پھر دل ہوگا

۲۵	بزمِ انشا دہی مین ہر غزلخوان عاقل اسکو دل دیکے سنینگے سب اگر دل ہوگا	۱۷

قدر کم ہے تو کمال اور بھی زائل ہوگا / رفتہ رفتہ یہ عرض جوہرِ قابل ہوگا
اشکِ خون کم ہین تو مقروض جگر دل ہوگا / خرچ آمد سے زیادہ ہو تو فاضل ہوگا
ایک ذرہ سا چمکتا ہے کسی کے در پر / دیکھنا دیکھنا شائد یہ مرا دل ہوگا
لاکھ ڈھونڈھین پہ وجودِ کمر اُنکا ہے محال / ہوگا تو مبطلِ وہمِ خطِ باطل ہوگا
اس نزاکت پہ وہ ہر سمت پڑے پھرتے ہین / یہ کسی کا اثرِ جذبۂ کامل ہوگا
رتبۂ فضل ملا ذلت و خواری سے ہمین / جو کسی مد مین نہ داخل ہو وہ فاضل ہوگا
بے دہن باتون سے تم فیض جو پہنچاتی ہو / لبِ جان بخش تمھارا لبِ ساحل ہوگا
لاغری کی ہی جفا سہل پہ یہ مشکل ہے / دھیان مین آپ کے آنا مجھے مشکل ہوگا
خندۂ زخم پہ بے ساختہ ہنس دیتا ہے / یہ بھی اندازِ نمک ریزیِ قاتل ہوگا
نقدِ جان کا ہے سوال آپکے عاشق سے مدام / لبِ سوفار بھی شائد لبِ سائل ہوگا
اب تو دل دیکے پشیمان ہین پر انشاءاللہ / ہم تمھین پھر نہ کبھی دینگے اگر دل ہوگا

سل پہ صندل جو گھسا میرے لیے ناصح نے
یہ مگر چارہ گرِ دردِ سرِ سل ہوگا

وہ بنارس میں طرب خیز صدائیں ہر سمت
جمگھٹا آج بتوں کا لبِ ساحل ہوگا

لاش پر میری تجاہل سے وہ خود کہتے ہیں
اس کو پہچانے گا وہی کہ جو قاتل ہوگا

کیا نہیں جانتا العلم حجاب الاکبر
شیخ عالم جو سوا ہوگا تو جاہل ہوگا

دم نکلتا ہے یہ مرتا نہیں بیمار ترا
زندگی ہے تو یوں ہی خلد میں داخل ہوگا

۲۶

سو ہنر پر بھی نہیں نقص مقدر مٹتا
کیا کمال اس سے زیادہ تمہیں عاقل ہوگا

۲۱

آوارگانِ عشق رہیں گے وطن میں کیا
ہم بوئے گل کی طرح سے ٹھہریں چمن میں کیا

ترچھی نظر ہے راہ میں کیا انجمن میں کیا
لے جائینگے دل آپ اسی بانکپن میں کیا

دشنام کے علاوہ مزہ ہے دہن میں کیا
کہیے تو اور بات ہی اُنکے دہن میں کیا

سینہ میں حسرتوں کا ٹھکانا نہیں رہا
ہم دلکو بھول آئے کسی انجمن میں کیا

اے شمع صبح تک ہے تری زندگی تمام
رو رو کے جمع کرتی ہے پونجی لگن میں کیا

ہے بار اتنا کیوں تنِ لاغر پہ دیکھنا
تارِ نگاہِ غیر ہے بندِ کفن میں کیا

ہر وقت کامیاب ہے بوسہ سے آپ کے
پائی جگہ نہیں نے تمہارے دہن میں کیا

آجائیں راہ پر وہ شبِ تارِ ہجر میں
اتنی بھی روشنی نہیں دل کی لگن میں کیا

پایا نگاہِ ناز میں جب شوقِ دلبری
کھوئے گئے ہیں غیر تری انجمن میں کیا

غربت میں یاس و حسرت و حرماں کا ہے ہجوم
آ پہنچے آج دشتِ خیالِ وطن میں کیا

بستر پہ اب نہیں ترا بیمارِ ناتوان
وہ دب گیا تڑپتے تڑپتے شکن میں کیا

ہر ٹانکے سے عیاں ہے دلِ انگاری حیات
تارِ نفس کا بخیہ ہے میرے کفن میں کیا

ذکرِ شرابِ ناب پہ کیون تھوکنے لگے
پانی بھر آیا حضرتِ زاہد دہن مین کیا

شرما کے مُنہ پھرا نا لڑا کر نگاہ کو
ظالم یہ سیدھی سی ہے ادا بانکپن مین کیا

بوئے کدورت آنے لگی دودِ شمع سے
پروانہ جل کے راکھ ہوا انجمن مین کیا

غربت کے جنگلون ہی مین لگنے لگا ہے جی
وحشت کو بھول آئے مگر ہم وطن مین کیا

تعظیم کو امید جو بے ساختہ اُٹھی
آیا کسی غریب کا ذکر انجمن مین کیا

کہنے سے اُنکے عطر ملا ہے رقیب نے
یہ داغ لگ گیا ہے ہمارے کفن مین کیا

وہ بھی کوئی گھڑی ہوا الٰہی کہ وصل مین
یان عرض مدّعا ہو وہان ہر سخن مین کیا

اُنگلی نہ رکھ سکے کوئی دشمن کلام پر
گرمی نہ ہوگی اتنی بھی میرے سخن مین کیا

۱۲	اپنا وہی وطن ہے جہان اپنا دل لگے دِلّی کو یاد کرتے ہو عاقل دکن مین کیا	۲۷

اُس سے ہم کرتے ہین گلہ دِل کا
ہو چکا آج فیصلہ دِل کا

تم سے بے درد پر یہ مرتا ہے
حوصلہ سا ہے حوصلہ دِل کا

یون نکلتی ہے دل سے تیغ نگاہ
جس طرح نکلے حوصلہ دل کا

وہ چلے اُٹھ کے ہمنے آہین کین
جا رہا ہے یہ قافلہ دل کا

جان کا بھی چکائین گے قصہ
طے تو ہولے معاملہ دل کا

شب فرقت ہے تم بھی آجاؤ
دب کے رہنے کا ہے حوصلہ دل کا

بے طرح خار غم کھٹکتے ہین
پھوٹ جائے نہ آبلہ دل کا

رہ گئی کھنچتے کھنچتے تیغ انکی
رہ گیا دل مین حوصلہ دل کا

دلبری کم سنی مین کیا جانین
کس سے انکا معاملہ دل کا

امتحان ناوکِ نظر سے واہ		دل سے کیجے مقابلہ دل کا	
دِل مین وہ ہین پہ ذوقِ وحدت سے		رہ گیا پھر بھی فاصلہ دل کا	

۲۸	دردِ دل اُن سے کہہ دیا عاقل آج نکلا ہے حوصلہ دل کا	۱۳

اگرچہ ہوش مین ناصح مین آ نہین سکتا	—	کسی کی یاد کو لیکن بھلا نہین سکتا
مین خوش ہون وصل مین رحم اُنکو آ نہین سکتا	—	مفارقت کی مین صورت دِکھا نہین سکتا
صفائی آپ کے چہرے کی کیا کرون لیکر		کہ وہ گھڑی بھی نظر مین جما نہین سکتا
گرا ہون اشک کی مانند سب کی آنکھون سے		کہ مجھ کو خاک سے کوئی اُٹھا نہین سکتا
تمھارا نام مرے سخت دل پہ کندہ ہے		یہ نقشِ سنگ ہے اِسکو مٹا نہین سکتا
نہ مجھ مین کہنے کی حالت نہ تم مین سُننے کی تاب		مین تم کو دردِ دل اپنا سُنا نہین سکتا
کیا ذلیل اگر ضعف نے بڑھا رتبہ		عدو کی آنکھ مین اب مین سما نہین سکتا
تمھارے عشق نے بیکار کر دیا مجھکو		کسی حَسین سے اب دل لگا نہین سکتا
غمِ فراق نے یہ ناتوان کیا مجھکو		کہ آپ مین شبِ وصلت مین آ نہین سکتا
مصوری مین ہی کامل اگرچہ مانی بھی		مگر یہ چال یہ باتین بنا نہین سکتا
تمھارے چہرۂ پر نور کے تصور سے		مین دل کا بھید کسی سے چھپا نہین سکتا
تُمھین نہ یاد کرون مین کبھی مگر دل سے	۵	یہ بھولنے کی ادائین بُھلا نہین سکتا

۲۹	یہ ناتوان ہوا ہون مین اب تو ای عاقل کبھی رقیب کے دھوکے مین آ نہین سکتا	۴

ستائین کِسکو رُلائین کِسکو کبھی تو یہ بھی خیال ہوگا		ہمارے مرنیکا ای ستمگر تجھے بھی کچھ تو ملال ہوگا

ہے نبض ساقط غشی ہے طاری ہر اک نفس ہے نفس شماری
یہی ہے کوشش اگر ہماری تو بجر ہی میں وصال ہوگا

کہاں تلک چپ رہینگے ہم بھی کہاں تلک غم سہینگے ہم بھی
جب آخرش کچھ کہینگے ہم بھی تو آپکو بھی ملال ہوگا

بھلا یہ وقت ملال کیا ہے چلے چلو اب خیال کیا ہے
تمہارے عاقل میں حال کیا ہے یقین ہے انتقال ہوگا

۳۰ ردیف بائے موحدہ ۲۶

اصرار اقربا کا یہی ہے مگر جواب
دیدے دوا کے بدلے تو اُس چارہ گر جواب

قاصد کو زندہ بھیجا۔ دیا مختصر جواب
لکھا کہ تیرے نامہ کا ہے نامہ بر جواب

ہان شوقِ صبر سوز وہان شوخیوں میں شرم
بسمل اِدھر سوال لبوں پر اُدھر جواب

کیوں چپ ہو۔ خود وہ پوچھتے ہیں بزم غیر میں
پھر پرستم زبان کٹے۔ دون اگر جواب

مدت کے بعد بابِ اجابت ہوا ہے وا
یعنی دعا کو دینے لگا اب اثر جواب

ہے نازِ سروِ قامت وسیب ذقن پہ کیوں
اس کا شجر جواب ہے اُس کا ثمر جواب

بڑھکر یہ غصہ آیا کہ وصل عدو کی شب
لکھا گئے وہ خط کا مرے تا سحر جواب

جب پوچھتا ہوں راہ عدم کتنی دور ہے
سو سو ادا سے دیتی ہے اُنکی کمر جواب

چپ ہو گیا ہے اُن کے زبانی سوال پر
دینے لگی طلاقت پیغامبر جواب

معدوم ہے دہن یہ ہوئی بحث ہنس دیئے
واللہ خوب لائے ہو تم ڈھونڈھکر جواب

ہیں شکلِ پشت آئینہ تم شکل آئینہ
میرا اِدھر جواب تمھارا اُدھر جواب

اے نالہ داغ کیا کوئی پُر درد دل دکھا
کیا میرے درد دل کا ہے داغ جگر جواب

کیا بات حسن کی کہ ہے بے مہری کرم تو ہو
غیروں کو دیتے ہیں وہ سر رہگذر جواب

اُس کے دہن کا ذکر تھا غنچے بجستجو گئے — سچ ہے کہ یون ہی دیتے ہین مُنھ موڑ کر جواب

مطلب یہ ہے کہ کوئی نہ پورا ہو ولولہ — دیتا ہے مجھکو بات مری کاٹ کر جواب

شرمِ کرم کریم کو رہتی ہے بالضرور — پنہان ہے ہر سوال کے پردہ مین ہر جواب

کھو کر تمھارے مُنھ مین جگہ اسنے پائی تھی — سیری تو زندگی سے بھی تھا تلخ تر جواب

آیا پیامِ مرگ یہ سُن قصہ ہم نشین — ق — خط دیکے اُنسے کہنے لگا نامہ بر جواب؟

قربان مین کس ادا سے وہ کہنے لگا کہ ہان — لکھون گا حرف حرف کا خط دیکھکر جواب

پھر خط پڑھا تمام اُٹھایا قلم لکھا — ہے داستان طویل سنو مختصر جواب

یہ سچ کہ جان بلب ہو ہمارے فراق مین — لیکن تم اس سوال کا دو کارگر جواب

دشمن تمھارے ہمسے یہ کہتے ہین آن کر — ہے صدمۂ فراق کا دشوار تر جواب

جیتا نہین ہے عاشقِ دلخستہ ہجر مین — دیتے ہین نبض دیکھتے ہی چارہ گر جواب

حیرت یہ ہے کہ جیتا ہے کسطرح اب تلک — کیا دیگا اس کا عاقلِ خستہ جگر جواب

ہم یہان اسی سوال کی شرمندگی مین ہین — اب تک دیا نہ زیست نے تمکو مگر جواب

۳۱

عاقلؔ اسی غزل کو مکرر سُنائین ہم
مطلوب اس غزل کا تضمین ہو اگر جواب

۱۹

ہجر ساقی مین کٹین دل سیکڑون بیکر شراب — موج سے رکھتی ہی شیشہ مین مگر خنجر شراب

سیکڑون کٹ جائین دل دیکھے جو وہ پیکر شراب — ہی مگر تیغِ نگاہِ یار کا جوہر شراب

میکشون کی قبر پر شاید صبا لے جائے تو — کچھ چھڑک دو مغبچو میخانے کے باہر شراب

ساقیا تجھکو بھی ہی شاید بری خوانی مین دخل — کس مزے سے بندکی ہی شیشہ کے اندر شراب

آتشِ شوق و شراب اتنی ہی سارے جسم مین — گھل کے ہوجائیگا میرے ہاتھ مین ساغر شراب

وہ نہین میکش جسے تمیز خیر و شر نہین
لا کہین سے ساقیا میرے لئے بے شر شراب

ذبح ہو کر نشۂ الفت کو افزائش ہوئی
ہو گئی میرے لیے آبِ دمِ خنجر شراب

۳۲
نشہ مین مثلِ صبا آوارہ ہم عاقل ہوئے
گردشین دیتی ہے ہمکو آسمان بنکر شراب
۱۲

کھینچ اب تو صورتِ حیرت فزائے عندلیب
ائی مصور رنگِ گل ہی خون بہائے عندلیب

ہائے کس حسرت سے ہی کھولے ہوئی آغوش گل
کاش عاشق گل کا مین ہوتا بجائے عندلیب

جا رہا ہے نگہتِ گل کا چمن سے قافلہ
یہ ہے آوازِ درا یا نالہائے عندلیب

کس طرح مین چپ رہون جاتے ہین جب وہ باغ مین
کہتے ہین سنتے ہو تم بھی نالہائے عندلیب

سیکھین گے طرزِ جفائے گل کہ وہ صیاد سے
غور سے کچھ سن رہے ہین ماجرائے عندلیب

گل کی خاموشی یہ کہتی ہے زبانِ حال سے
سو زبانین پائی ہین بہرِ ثنائے عندلیب

خوشس بیانی سے اسیرِ الفتِ احباب ہون
بن گئی موجِ سخن زنجیرِ پائے عندلیب

حسن خود بن جاتا ہے خضرِ طریقت عشق کا
بوئے گل ہی فصلِ گل مین رہنمائے عندلیب

دل جلا کر دیکھ لے معشوق کو جلتے ہوے
روغنِ گل کا اگر کاجل لگائے عندلیب

بادِ صرصر ہے اثر مین تو سمجھکر آہ کر
اس ہوا مین موسمِ گل اڑ نہ جائے عندلیب

بوئے گل بھی ناتوانی کی جو یکرنگی سے ہو
ہے وہ بدقسمت نہ جامہ مین سمائے عندلیب

۳۳
ہی غزلخوان آج عاقل ہمصفیرون مین ہی شور
آرہی ہے کسطرف سے یہ صدائے عندلیب
۱۶

ہم بغل ہوگا مرے داغِ جگر سے آفتاب
حشر مین اونچا سوا نیزے ہی سر سے آفتاب

عکس اپنا دل مین گھائل کے نہ سمجھو تم وہ ہو
جھانکتا ہے روزنِ زخمِ جگر سے آفتاب

آج دیکھا غور سے مین نے تمہاری حسن کو
ہے بہت کم ذرۂ گردِ نظر سے آفتاب

صبح فرقت کی پریشانی جنون انگیز ہے
فصد کھولے اب شعاعی نیشتر سے آفتاب

حیف ائی آہِ سحرگاہی پہنچ جاتا ہی وہان
تجھسے پہلے نامہ بر اور نامہ بر سے آفتاب

چاک سینہ سی عیان یون ہی جنون مین داغ دل
جس طرح نکلے گریبانِ سحر سے آفتاب

کس کی جلوہ گاہ کا اسکو ملا ہے اہتمام
باندھتا ہے پٹکا زری کا اب کمر سے آفتاب

اس کو بھی میری طرح شائد مرض ہے عشق کا
کانپتا ہے حضرتِ عیسیٰ کے ڈر سے آفتاب

تم نے جس دل کو جلایا تھا بہا اشکون مین وہ
آج نکلا ہے ہماری چشمِ تر سے آفتاب

اس طرح عارض وہ روشن ہی سوا خورشید سے
جس طرح روشن سوا روئی بشر سے آفتاب

مجھ سیہ قسمت سے تمنے آج ہنسکر بات کی
یا یہ نکلا چشمۂ آبِ گہر سے آفتاب

یادِ رُخ مین اپنے دیوانے کی وحشت کو تو دیکھ
دیکھتا ہے چاکِ دامانِ نظر سے آفتاب

ہی تصور رُخ کا نخلِ آرزو کی آڑ مین
صبحدم جیسے نمایان ہو شجر سے آفتاب

معتقد پیرِ مغان کے مغبچے کیونکر نہ ہون
وہ بنا لیتا ہے ای زاہد ثمر سے آفتاب

گردنی کے نورِ دل افروز کا پوچھو نہ حسن
جسکے زنجیر طلا لپٹا کمر سے آفتاب

۲۴	مادہ کی قابلیت آہ عاقل مین ہی شرط دود سے بنتا ہے بادل اور شرر سی آفتاب	۱۹

جب وہ چلے گئے تو لبون پر فغان ہے اب
قسمت کی طرح پھرتی دہن مین زبان ہے اب

دم توڑنے کی بھی نہین تاب و توان ہے اب
ہم کو تو زندگی کا تصور گران ہے اب

جب ٹھان لی کہ جینے مین اپنا زیان ہے اب
ناآزمودہ کار سرِ امتحان ہے اب

شوخی کی تاب لا نہ سکا غیر وصل مین
جو اضطراب ہمکو یہان تھا وہان ہے اب

ہردم جو آئے آن دگر سے وہ روبرو — میری نظر بھی دل کی طرح بدگمان ہے اب

لو بے خودی رشک مین سب حال کہہ دیا — سب سے سوا رقیب مرا رازدان ہے اب

کیا جانے تیرے جلوہ نے کیا کیا دکھا دیا — واعظ کی بھی زبان پہ چنین اور چنان ہے اب

جو کچھ کہ زندگی کا اثاثہ تھا بہ چلا — اشکون کے ساتھ عمر بھی اپنی روان ہے اب

ہر وقت دل کو رنگ پریدہ کا ہے خیال — چہرہ سے جو عیان تھا وہ دل مین نہان ہے اب

ارمان کے ساتھ وصل مین نکلا نہ اپنا دم — یہ سانس ہے کہ گرد پس کاروان ہے اب

انجام یاس اے دل مضطر قرار ہے — امید صبر کچھ نہین پھر کیون تپان ہے اب

اللہ رے شوق ملنے کا اک حیلہ چاہیے — بیمار ہے رقیب تو وہ شادمان ہے اب

وحشت مین ہم نے گرد کا جامہ پہن لیا — سو آنسوون کے ہاتھ سے ثابت کہان ہے اب

ہردم ہے ذکر خانہ بدوشی ہر ایک سے — صیاد کی زبان پہ مرا آشیان ہے اب

خوگر کیا ہے ظلم کا تو ظلم ہے کرم — اے ظلم دوست ظلم کرم مین نہان ہے اب

تیرے تلونون سے دلون کا غبار بھی — مثل غبار شیشۂ ساعت روان ہے اب

اُسکے ستم مین روز نزاکت نکلتی ہے — مجھ ناتوان کا تار نظر بھی گران ہے اب

تکلیف ہے بلند خیالی سے شعر مین — جس کو زمین سمجھے تھے وہ آسمان ہے اب

غافل یہ بیدھڑک سرِرہ بے حجابیان
ہین ہین یہ کیا۔ جناب کا تقوی کہان ہے اب

۳۵	ردیف بای فارسی	۸

کہتے ہین ترے روشنیٔ رُخ کو کڑی دھوپ — اے مہرلقا تم نے نئی دل سے گھڑی دھوپ

اُس مہر کے نورِ رخِ روشن سے لڑی دھوپ
کیا آتشِ غیرت سے جہنم مین پڑی دھوپ

پھیلے جو زمانہ مین مری گرمیٔ وحشت
ہو جائے سمٹ کر مری بیڑی کی کڑی دھوپ

گرمی کہین اغیار کے دل کی تو نہین یہ
ہے میری طرح آپ کے در پر جو پڑی دھوپ

نظارۂ مہرِ رُخِ روشن کے ہین بھوکے
کھا لیتے ہین عاشق ترے دو چار گھڑی دھوپ

ہو رونقِ خانہ تجھے دودِ جگر اپنا
ہو تیرے لبِ بام پہ مستی کی دھڑی دھوپ

چشمک ہی مرے حال پہ اُٹھ اُٹھ کے جو برقع
اُس مہر کے گھر مین ہی گھڑی چھاؤن گھڑی دھوپ

عاقل یہین اگر تو ہرن ہوتا ہی کالا
ایسی ہی مرے وادیٔ وحشت کی کڑی دھوپ

۳۶ ردیف تائی فوقانی ۱۴

کاہش غم کرد ہے عزمِ سیرِ کوئے دوست
اِک نئی صورت بنا کر روز جاؤن سوئے دوست

شب کو اُ[illegible]و رہے کیا کیا خیالِ یار مین
دل کی اِک اِک موج تھی گیسوے عنبر بوئے دوست

بادِ صرصر لے اُڑے اُس کو بنا کر گردِ باد
خاک ہو کر مین جو بن جاؤن غبارِ کوئے دوست

دل جلا گر کج ادائی سے تو اُٹھا لطفِ دید
شعلۂ رخسارۂ حورِ جنان ہی خوئے دوست

خاک مین اُسکو ملائے گنجِ قارون کی طرح
دشمنون کے نقدِ دل پر گر چلے قابوئے دوست

ہر ستم مین بھی لگاوٹ مجھسے غافل تو نہین
سچ اگر پوچھو بھلا تو کیا بُری ہے خوئے دوست

میرا دل لینے مین یون دلجوئی کرتا ہے وہ شوخ
دوست ہو جیسے بُرے احوال مین دلجوئے دوست

یاد ہے یہان سرد مہری کی دلِ ناشاد کو
گرم ہوگا صحبتِ دشمن سے وہان پہلوئے دوست

اُس کو کھولین بل جبینِ یار کا ہم جان کر
غیر کی کج طینتی ہو گر خمِ ابروئے دوست

اُس کا شوقِ قتل اِس دھڑکے مین مرتا ہون یہان
بازِ خنجر سے نہ دُکھ جائے کہین بازوئی دوست

حسرتین کہتی ہین اپنے سر پہ رکھ لے تو اُسے
جستجو مین جو قدم اُٹھتا ہی سوئی کوئی دوست

تنگ گزرتا ہے تری بدگوئیون سے واعظا
دیکھتا ہی کس نظر سے تو رُخِ نیکوئی دوست

مین نہ واعظ کی سنون اور وہ نہ کچھ میری سُنے
ملتی جاتی ہی مری عادت سی کچھ کچھ خوئی دوست

۳۷ | عاقل اُٹھ جائے جہانسے خودپرستی کا رواج
گر کھلے برقع سے مرآتِ رخِ نیکوئی دوست | ۱۱

اُس سے کس طرح کہون ہائے ملاقات کی بات
کہ وہ آتا ہی مرے دھیان مین بھی بات کی بات

رنگ بوسہ کا بھی کچھ گالیون مین لازم ہے
کہ نہ بگڑے دہنِ معجزہ آیات کی بات

ایک ہی بات مین جی جاؤن سُنا دو صاحب
کہ یہ اعجاز کا اعجاز ہی اور بات کی بات

زخمون کو ہاتھ لگاتا نہین کوئی جرّاح
بن پڑی ہے تری تیغِ ستم آیات کی بات

ہمنے دشمن سے کچھ اِس طرح صفائی چاہی
کہ نہ ٹھہری کوئی آپس مین ملاقات کی بات

ق
سچ کہا آپنے ائی حضرتِ واعظ یہ سب
کہ دہن سے بھی جو نکلے تو مناجات کی بات

یہ بھی مانا کہ اگر یہان نہ سنور جائینگے
وان بگڑ جائے گی رندانِ خرابات کی بات

شور و شر دیکھتے ہین آپ مگر ائی حضرت
میکدہ مین نہ کہو زجر و مکافات کی بات

اپنی قلقل ہی مین ہے مست صراحی تک بھی
کون سُنتا ہے یہان قبلۂ حاجات کی بات

ہان اگر آپ بھی کچھ تھوڑی سی پی لین مئی ناب
پھر سمجھ جائین گے سب رندِ خرابات کی بات

۳۸ | ہنس کے سر اپنا جھکا لیتے ہین وہ ای عاقل
جب مین کہتا ہون تمھین یاد بھی ہی رات کی بات | ۴

ہر نالہ پہ یان ڈر کہ نہ آجائے قیامت
وہان غیر کا گھر اور وہ قدم ہائے قیامت

اے دستِ جنون بس کہ نہ آجائے قیامت
سینہ ہے مرا دامنِ صحرائے قیامت

پالے ہیں مرے ہمرہِ صوتِ قدمِ ناز
اک اور قیامت ہوئی ہمپائے قیامت

کیا وعدۂ فردا نے مرے دم پہ بنا دی
ہر سانس سے پیدا ہے تقاضائے قیامت

۳۹ ردیف ثای مثلثہ ۱۱

کہہ تو اے ماہ لقا کیا باعث
یہان اندھیر رہا کیا باعث

کیا یہ تھا طبعِ اجابت پہ گران
نہ اُٹھا دستِ دعا کیا باعث

سرد مہری سے تری اے بے مہر
جل کے دل خاک ہوا کیا باعث

شبِ غم آہ نہ تھی آتش بار
پھر گئی آ کے قضا کیا باعث

پا کے اُس زلف پہ قبضہ مین بنا
مالکِ ملکِ خطا کیا باعث

دیکھ کر تیرے مریضِ غم کو
روئی تاثیرِ دعا کیا باعث

آتے ہی پایۂ راحت تیرے
درد دل مین نہ رہا کیا باعث

زلف نے کان مین کیا پھونک دیا
حال اِس کا نہ کھلا کیا باعث

یہ بھی تھی کیا کسی معشوق کا راز
مُنہ سے نکلی نہ دعا کیا باعث

کیا تری زلف کی یہ خوشبو ہے
کیون پریشان ہے صبا کیا باعث

جو کہ پھرتا ہے نظر مین عاقل
وہ ہے پردہ مین چھپا کیا باعث

۴۰ ردیف جیم معجمہ ۱۱

شمع کے شعلہ پہ کیون جاتا ہی بے تابانہ آج
گُل کھلائیگی نیا کچھ سوزشِ پروانہ آج

کیا پڑا بازگاہِ دیدۂ پیمانہ آج
کیون خرامِ ناز ہے ای دشتِ زرستانہ آج

امتحان صبر و تحمل کا مرے منظور ہے
سامنے میرے جو وہ آتے ہین بیباکانہ آج

ہر طرف سے ہے ہجومِ حسرت و یاس و الم
کیا عجب آباد ہوجائے مرا ویرانہ آج

تاب زلفِ پُر شکن ہے آئینہ مین جلوہ گر
رنگ لائین گی مری بیتابیان کیا کیا نہ آج

مردمانِ چشم لیتے اُس کا بوسہ بزم مین
آنکھ ہوتی گر ہماری دیدۂ پیمانہ آج

وصل مین پیتا ہون آنسو بدشگونی جانکر
گریۂ شادی ہوا ہے گریۂ پیمانہ آج

کوچۂ گیسو مین رہتا ہے تصور سے ترے
سایۂ بالِ پری مین ہے دلِ دیوانہ آج

ساقیا ہان گردشِ چشمِ فسون ہی کام لے
چشمِ ساغر کی طرح پھرنے لگے میخانہ آج

دیکھکر مئی کو خدا کی شان آتی ہے نظر
دیدۂ اہلِ نظر ہے دیدۂ پیمانہ آج

۴۱

عاقل اپنی بات کا دیتا نہین کوئی جواب
شہر خاموشان کا عالم رکھتا ہی بتخانہ آج

۱۱

پھر جائے گی تقدیر ہماری بھی مگر آج
پھرتی ہے زمانہ کی ترے ساتھ نظر آج

بے دید کیا تم کو مری سختئ جان نے
منھ موڑتی ہے وقت پہ شمشیرِ نظر آج

کب منزلِ دیدار پہ پہنچین گے الٰہی
تھکتے ہوے آتے ہین نظر پای نظر آج

شیرین سخنی سے مگسِ خال کی مانند
جم جائے گی ہونٹون پہ ترے میری نظر آج

کیون آئینہ پر پیار کی پڑتی ہین نگاہین
ہوجائے نہ ای جان کہین تمکو نظر آج

کس شان سے آئی ہے مرے دل مین تری یاد
تعظیم کو اُٹھنے جو لگا دردِ جگر آج

تم نے کسی دیوانہ سے کیا آنکھ لڑائی
زلفون کی طرح سے جو پریشان ہی نظر آج

دل ہی کے بچانے کی ہمین فکر تھی کل تک
پیوست جگر مین بھی ہوا تیر نظر آج

یارب یہ چلی کیسی ہوا بزم مین اُن کی
رُخ کرتے ہین غیرون کی طرف تیر نظر آج

کیا بازوے قاتل کو نزاکت نے نہ چھوڑا
کچھ دل پہ اُچٹتی سی پڑی تیغ نظر آج

بے پردہ وہ آتے ہین جنازہ پہ ہمارے
فردائے قیامت کا مگر رُخ ہے ادھر آج

۴۲	ردیف حائے حطّی	۱۷

گھڑی گھڑی مین بدلتی ہے فتنہ گر کی طرح
لی نہ شام کی ترکیب مین سحر کی طرح

نہ بدلی جالی مین برقع کی اُس نظر کی طرح
کہ جنتری مین وہ کھنچتی ہے تار زر کی طرح

وہ گوش مردمک چشم کو ہوا زینت
جو اشک خشک ہوا آنکھ مین گُہر کی طرح

پیام بر نہ میسر ہوا تو آخر کار
مرے حواس اُڑے مرغ نامہ بر کی طرح

دل و دماغ و جگر اور سینہ پہ ہین داغ
یہ چار چاند لگے ہین مجھے سپر کی طرح

مجھے فروغ ہے وحشت سے مہر کی مانند
ازل سے چاک گریبان ہون مین سحر کی طرح

یہی ہے ضعف تو ہو جائے گی ہمین نفرت
ہمارا دل بھی پھریگا ہمارے سر کی طرح

یقین ہے رنج مین بھی لطف تمسے پائینگے ہم
کہ بل تمھاری طبیعت مین ہے کمر کی طرح

ہوئی پیام بری تیرے خوف سے عنقا
کہ نامہ بر بھی ہوا گم تری خبر کی طرح

قفس کو دور چمن سے رکھا ہے کیون صیاد
امید کو تو نہ کر قطع میرے پر کی طرح

فلک جو سنگدلون سی مجھے جدا کردے
جلاؤن پنبۂ مہتاب کو شرر کی طرح

نہ دیکھتے کبھی تم عیب ہم نحیفون کے
تمھاری آنکھ مین رہتے جو ہم نظر کی طرح

کبھی نہ ہاتھ اُٹھاؤن گا اُس شکرلب سے
جو پور پور جدا ہو گی نیشکر کی طرح

سلے دل تجھ سے آزادی مین کیونکر
بنائے گا ترا گھر کاغذی بُرج

ذرا لکھ کلمۂ آزاد صیّاد
ہمارا دود ۂ فریاد صیاد

۴۷
بڑی وسعت قفس کو ضعف نے دی
اسیری مین ہون مین آزاد صیاد
کم پڑ گئے ۹

جان میری جسم مین ہے کہان جان کی جا ہی درد
مین درد سے جدا ہون نہ مجھ سے جدا ہی درد
ہمدم نہ ہو کوئی تو بھلا کیا بُرا ہے درد
بیٹھا نہ ہو پہلوئے اغیار مین کہین
کیونکر نہ مین عزیز رکھون جان کی طرح
یارب اُس اضطراب کا مین کیا کرون علاج
اللہ ری شوخی نزع کی حالت تماشا تھی
آواز رعد ابر سے پیدا ہے بار بار

سچ پوچھیے تو جینے کا اب آسرا ہے درد
خالق نے میرے واسطے پیدا کیا ہے درد
ہمدرد اب یہی ہے بُرا یا بھلا ہے درد
اِس وقت بے جگہ مرے دل مین اُٹھا ہے درد
ہمدرد ایک برسون مین مجھکو ملا ہے درد
جب سے وہ آئے ہین مری دل مین سوا ہے درد
مین مرگیا تو کہتے ہین کم ہوگیا ہے درد
ہمدرد اسکے دل مین مری طرح کیا ہے درد

۴۸
ہان ای مسیح عاقل خستہ کی لے خبر
کہتے ہین اُسکا شام سی کچھ بڑھ گیا ہی درد
۱۴

نہ سن قریب سے آہ شرر فشان صیاد
وہ صید ظلمِ فلک ہون کہ فرط دہشت سے
نہ پوچھ تو نفسِ گرم کا اثر میرے
تجھی سے تیری جفاؤن کا ذکر ہو کیونکر
ہر ایک داغ جگر رشک ہے گل تر کا

کہ رنگ رخ ترا ہو جائے گا دھوان صیاد
قفس کی چھت کو سمجھتا ہون آسمان صیاد
عجب نہین کہ ہو غنچہ ترا دہان صیاد
ہمارا حال نہین قابل بیان صیاد
بنایا ہم نے قفس ہی مین بوستان صیاد

وہ عندلیب ہون گر تو مزاج کچھ بدلے	بناؤن نخلِ تلون پہ آشیان صیاد
پھنسی نہ دام مین صیاد کے فقط بلبل	ہر گُل کیواسطے بھی دستِ باغبان صیاد
قفس مین پھرتا ہون گھبرا کے اسطرح ہر سمت	کہ جیسے نزع مین آنکھون کی پتلیان صیاد
کر ابتدا ہی مین کچھ انسداد آہون کا	قفس کی ٹوٹین نہ آخر کو تیلیان صیاد
نہ ظالمون کو ملے چین ظلم کرنے سے	خراب پھرتا ہے دیکھو کہان کہان صیاد
نہ گا نشۂ سے لطفِ نظارۂ گل بھی	قفس مین پھول کی رکھ دے پیالیان صیاد
چمن کی طرح کرون چہچہے قفس مین اگر	غضب یہ ہی کہ ہو اُسیر بھی بدگمان صیاد
الہی دیکھیے کس کا شکار ہوتا ہون	کہ ایک صید ہون مین اور اک جہان صیاد

گیا جو سیرِ جنان کو بھرا نہ وہ عاقل
مگر ہے راہ مین بیٹھا کہین نہان صیاد

۴۹	ردیف رای مہملہ	۱۲

مٹاؤن گا نزاکت اُسکی اک دن ناتوان بنکر	دماغِ یار تک پہنچون گا بوے بوستان بنکر
زمین سے آبلے تلوون مین ہین کیا چرخ کا شکوہ	مجھے رکھتے ہین گردش مین ہمیشہ آسمان بنکر
یہی شعلہ مزاجی ہے تو آئے گی خزان رخ پر	کہ رنگت پان کی اُڑجائیگی اک دن دھوان بنکر
مرے چہرہ کی زردی پر جو ہنستا ہے تو مر کر بھی	ہنساؤن گا تجھے ظالم مین شاخِ زعفران بنکر
بگڑ جائیگی صورت اِک پری تم سی دکھادے گا	نہ جاؤ آئینہ کے سامنے ای جان جان بنکر
یہی ہی بخت کی گردش تو اک دن عشق کا اپنے	بدل تجھکو بھی دون گا ای ستمگر آسمان بنکر
تری چشمِ فسونگر گر دکھائے سنگدل جادو	اُٹھاؤن لطفِ پابوسی کا سنگِ آستان بنکر

تم اپنی شرم بیجا سے بنے بے شرم لا حجاب
خبر جوبن کی لیجیے شرم نکلی چھاتیان بنکر

مری قسمت مین بیداری بھی لکھی ہی اگر یارب
توجاگون وصل مین اُسکے نصیب دشمنان بنکر

تم اپنی شعلہ خوئی سے جلاؤ پر سمجھ رکھو
چراغِ بزم کا محفل مین پہنچون گا دھوان بنکر

خموشی خوب ہی عاقل کہ ہین استاد بھی صابر
زباندانی کا دعوی کیجیے پر بے زبان بنکر

۵۰ — ۱۴

جنھین کل بے وقوفی سے نہ تھی تمئیز کچھ عاقل
وہ بیٹھے آج محفل مین ہمارے قدردان بنکر

ہم دیکھ لیتے اُسکو کچھ بے حجاب بنکر
ضعفِ نظر ہوا ہی پردہ نقاب بنکر

آیا دلِ برشتہ جس دم کباب بنکر
آنکھون مین خون اُترا میری شراب بنکر

بوسونکے ساتھ گنتی۔ بوسونکی وصل مین ہے
آئے زبان پہ اُنکی بوسے حساب بنکر

لکھا نہ خط جو لکھا۔ لکھا کہ خط نہ بھیجو
برگشتگیٔ قسمت آئی جواب بنکر

طوفانِ نوح نے جب دنیا مین جان پائی
میرے بدن مین آیا چشم پر آب بنکر

شکلین بدل رہا ہے پیغامِ مرگ اپنا
تلوار پر تمھاری آیا وہ آب بنکر

منظور زیست تھین تنہین قاتل کی ذبح تک بھی
خونِ گلوے عاشق نکلا شہاب بنکر

اک ذرہ پر نگاہِ مہر اُسنے کی تھی اکدن
جو تھے فلک پہ پہنچا وہ آفتاب بنکر

جلوہ سے مثلِ موسی یہ غش ہا نہین ہی ہمکو
نظرین بھری ہین اُلٹی آنکھون مین خواب بنکر

بھرتا ہی دم یہ دریا دم مین وفا نہین ہی
آنکھین بدل رہا ہی ہر دم حباب بنکر

آیا جو وہ پری رو تسخیر کی نظر سے
نقشِ حیاتِ دریا اُبھرا حباب بنکر

رحمت کو بھول جانا اور قہر سے ڈرانا
کس کام کے ہو واعظ تم اے جناب بنکر

بل دل کے اب تمھاری سرخی کی رنگ لائی
زلفون مین ہین نمایان وہ پیچ وتاب بنکر

۴۰	جام مئے سخن پر نازان نہ کیون ہون عاقل گردش مین ہے دل جم جام شراب بنکر	۱۵

ڈال دون نورِ سحر روئے بتِ بے پیر پر — حُسن ہوتا حُسن پر تنویر ہو تنویر پر

اُف نہین کرتے ہم اِس محرومیٔ تقدیر پر — تا نہ چھائے تیرگی آئینۂ تدبیر پر

کوئی پردہ چاہیئے تھا روئے پُر تنویر پر — رنگِ رخ مانی کا اُڑ کر جم گیا تصویر پر

اصل اچھی ہو تو صحبت کا اثر ہوتا نہین — رنگ کب چڑھتا ہے نورِ مہر پُر تنویر پر

وہ کرے گر کوہکن کی تفتہ جانی کا بیان — چھالے پڑ جائین زبانِ موجِ جوئے شیر پر

پائے لاغر ہے فتیلہ اور زخمِ سیم پا چراغ — نور کا عالم ہے اپنے خانۂ زنجیر پر

حال سُن کر دل نے کچھ ایسا کہا وہ چھُٹ گئے — منحصر ہے خواب کا سچ ہے اثر تعبیر پر

مثلِ طائر ہے یقین اُڑ جائین سب زخمِ بدن — چھوڑ جائے زخمِ دل مین گر تمہارا تیر ہے

خط کے فقرون مین ہے تعقید معانی جا بجا — کیا بندھے امید پاس آنے کی اُس بے پیر پر

دودِ حیرت کیون نہ ہو مشتاقِ صورت کو تری — عالم اک تصویر کا سا ہے تری تصویر پر

پارہ گر تا نکلے دہانِ زخمِ دل پر تو نہ جان — خندۂ دندان نما ہے یہ تری تدبیر پر

گردِ رہتا ہون ترے ای ماہ رو ہالہ کیطرح — ناز ہو کیونکر نہ مجھکو گردشِ تقدیر پر

گر زبانِ شمع کو حرف آفرینی کا ہو شوق — جوشش اک موج سخن کا ہو لبِ گلگیر پر

کونسا افسردہ دل رویا ہے شوقِ قتل مین — اُوس سی کچھ پڑ گئی ہے سبزۂ شمشیر پر

تیز رو سے فائدہ گوشہ نشین پاتے نہین — دے نہ اُڑنے کے لیے نہ اِغ کمان کو تیر پر

ہر گھڑی یون بات کو میری نہ کاٹا کیجیئے — خون جم جائے گا تیغِ موجۂ تقریر پر

کیون نہ وہ ہرجائی ہو کر ہر جگہ موجود ہو — رنگ ہے تیرے تلون کا تری تصویر پر

خط مین حالِ رنجِ دل اس درد سے لکھا گیا — کلک بھی اشکِ سیہ روئی مری تحریر پر
لاغری اُس بزم مین عزت کا باعث ہو گئی — شمع نے مجھکو بٹھایا ہے سرِ تنویر پر

۵۲	مرغِ جانِ زار عاقل کیون ہوا ہمین اسیر دام جوہر نے بچھایا ہے تری شمشیر پر	۱۰

بن پڑی حشر کی اب قامت دلبر ہوکر — فتنہ آرام سے ہے چشمِ ستمگر ہوکر
اللہ اللہ ری وحشت مین اُداسی کا ہجوم — ہو گیا دشت بھی سنسان مرا گھر ہوکر
قدِ دلکش پہ ترے خاک ہوی جو عاشق — باغ مین اُگتے ہین وہ سرو و صنوبر ہوکر
بھب گیا ظلم تجھے ای فلکِ ناہنجار — شاعرون کا تو ہے معشوق ستمگر ہوکر
ضبط نے قتل کے وقت اشک بہانے نہ دیئے — حلق مین اُترے وہ آبِ دمِ خنجر ہوکر
خاک مین مل کے مجھے زیست کا حاصل ہو مزہ — وہ گزر جائے اگر میری لحد پر ہوکر
اور زنجیر پنھانیسے بڑھی ہی وحشت — میری تقدیر پڑی پاؤن مین چکر ہوکر
ابرِ نیسان ہی خیالِ آبِ دُرِ دندان کا — اشک نکلا صدفِ چشم سے گوہر ہوکر
سر کٹا تیغِ ستمگر سے الٰہی صد شکر — سر ہوا مرحلۂ عشق مرا سر ہوکر

۵۳	مرغِ جان کو بھی پھنساتے ہین مری وہ عاقل عکس زلفون کا پڑا تیغ مین جوہر ہوکر	۲۶

خط نکلا ہے پشتِ لبِ لعلِ نمکین پر — یا سبزہ نمودار ہوا شور زمین پر
مرتا ہون جو مین نرگسِ طفلانِ حسین پر — ہو قبر بھی عطرِ گلِ نرگس کی زمین پر
گر لب پہ تبسم ہے کبھی چین جبین پر — غُصہ بھی ہمین پر ہے عنایت بھی ہمین پر
ظالم ہا [illegible] سجدہ ہر اک [illegible] جبین پر — کاغذ کو نہ [illegible] کبھی مُہر نگین پر

یہ زہد کی کثرت نے کیا ہم کو بھاری — مشکل ہوا زاہد تمھین چلنا رہِ دین پر

رنجش سے تری اور ہی عالم ہوا اپنا — ہے درد دل اک چرخ کدورت کی زمین پر

کیا طبع کے آنے کی ترے دلکو خبر ہو — ہوتے نہین قدمون کے نشان سخت زمین پر

وہ مُہر خطِ غیر پہ کرتے ہین اِسی سے — نام اُن کا جو کندہ ہے مرے دل کے نگین پر

اثباتِ دہن آپ کا یون ہے دم انکار — جس طرح سے اک نون کا نقطہ ہے نہین پر

مستی یہ نہین گرمئ گفتار کے باعث — شیرینی جمی جل کے یہ لعل شکرین پر

دنیا مین کوئی شیخ سا گستاخ نہ ہوگا — قائم کیا رندانِ سیہ کار کو دین پر

آئینہ کی آغوش مین ہے عکس جوان کا — اللہ ری نزاکت کہ پسینا ہے جبین پر

طالع کو مرے چرخ نے کیون دی یہ سیاہی — کیا خال بنائے گا مجھے روئے زمین پر

بوسہ ترے قدمون کا جو لینا نہین منظور — پھر چرخ جھکا پڑتا ہے کیون روئے زمین پر

پستی پہ نہ غالب ہو کبھی نسبتِ عالی — ہو رنگِ فلک آب کی صورت نہ زمین پر

کیونکر مرے گھر آئین کہ اول تو ہین نازک — اور اُس پہ نظر پڑتی ہی ہر اک کی اُنھین پر

ظالم کبھی ہمشکل کو ایذا نہین دیتے — سوہان کبھی ہوتا نہین دندانۂ سین پر

یارب مرے گالون پہ رکھین گال یہ گلرو — روئیدہ گل سرخ ہو تا زرد زمین پر

کیا رندِ کرین راست روی جائز ادب ہے — ہر تارِ نفس شیخ کا جادہ رہِ دین پر

جو بات ہی شیرین جو ادائین ہین وہ شیرین — تصویر تری ڈھالیے اسپِ شکرین پر

کیا نام خدا حُسن کی گرمی ہی مزیب — موتی ہوے قطرات عرق اُنکی جبین پر

یہ گرمئ وحشت ہے کہ بنتا ہے وہ شعلہ — گرتا ہے جو پتھر مرے تن برسی زمین پر

دل آتشِ رخسار سے جلتا جو بتون کی — مشعل وہ دکھاتا تمھین زاہد رہِ دین پر

تیرا فرس ناز جو ہو خانہ بر انداز ہو	جز خانۂ زین ایک بچے گھر نہ زمین پر
ہم سے دلِ بے تاب جو سنبھلا نہ ہو خاک	ہو گا دُرِ غلطان کا گمان گوئے زمین پر

۵۴	دزدانِ مضامین کا جو بلوہ ہی تو عاقل ذرہ نہ رہے گا کوئی شعرون کی زمین پر	۱۵

اب اُٹھنا رہ گیا اپنے گمان پر	مثالِ کوہ بیٹھا ہون جہان پر
ہے ذکر زلف سے تیزی زبان پر	کہ وہ ڈورا بنا تیغِ زبان پر
ترے تیرِ نظر کا صید ہوتا	نہین رکھتا ترا زاغ کمان پر
کلاہِ سرخ پہنی تم نے سر پر	کیا شعلہ کو یون قائم دخان پر
پسند آیا کوئی انداز میرا	وہ آمادہ ہوئے جو امتحان پر
سمندِ شعبدہ کا ہے اُنھین شک	ہمارے نالۂ آتش فشان پر
خدا ہے جو رہِ مقصود پائین	چلے ہین زہد واعظ کے بیان پر
ہوئی ہے خاک کس کی حسرتِ وصل	جمی جو گرد سنگِ آستان پر
مزہ پایا ہے یہ رازِ نہان نے	کہ وہ آتا نہین دل سے زبان پر
نہ بلبل خندۂ گل سے ہو تو شاد	کہ یہ بجلی گرے گی آشیان پر
مرے سجدہ سے وہ جلنے لگین سب	رگین جتنی تھین سنگ آستان پر
ستم مین بھی نزاکت کی جھلک ہے	کہ اُن کی طبع آئی امتحان پر
جلائے برقِ ناہمی دل اُس کا	اگر کوئی ہنسے میری زبان پر
رکھے گا جذب گر شوقِ نظارہ	نظر لگ جائیگی حُسنِ بتان پر

نہین بڑھتی نہین بڑھتی وہ عاقل

۵۵	بڑا کیا بوجھ فکرِ دوستان پر	۱۳

خوشا احوال پروانہ کہ پہنچا جل کے منزل پر	سفر ہوتا ہے اسکو دوشِ دودِ شمعِ محفل پر
ہجومِ شوق وقتِ قتل گر یون ہی رہا دل پر	نگہ جم جائے گی خون کی طرح شمشیرِ قاتل پر
مجھے ائی راہبر تا عمر پہنچا نا نہ منزل پر	پہنچکر ٹوٹ جاتا ہی حبابِ بحر ساحل پر
نگاہِ منتظر کیون منتِ بادِ صبا کرتی	جو ہوتا پردہ چشمِ قیس کا لیلی کی محمل پر
مین اُنسے جُھک کے ملتا ہون تو دشمن دلمین کٹتی ہین	تنِ خم گشتہ کو ہے فوق اپنے تیغِ قاتل پر
تری محفل مین آکر پانون سوجاتے ہین یون انکے	پہنچ کر راہ رو آرام لے جس طرح منزل پر
عدوے بُخل پیشہ جان تک بن مانگے دی اُسکو	تمھارے نام کی گر مُہر ہو لبہائے ساحل پر
عرق ریزیِ شوق و ناتوانی واہ ری قسمت	نہ اُڑکر خاکِ مجنون کی گئی لیلیٰ کی محمل پر
دمِ کُشتن جو بحرِ اشک اپنا جوش مین آئے	شناورِ ماہیِ جوہر ہو آبِ تیغِ قاتل پر
صدا آتی ہے کیون دیتا ہی تو دل کی سزا اسکو	اگر جوشِ جنون مین سر ٹپکتا ہون کسی دل پر
یہی گر دوڑنا ہے ضعف سی شوقِ شہادت مین	پہنچ جائے گا چڑھ چڑھ کر دم اپنا تیغِ قاتل پر

۵۶	نزاکت یار کے موئے میان کی دیکھی معنی مین کہ رکھ سکتا نہین انگشت دشمن شعرِ عاقل پر	۲۱

معجزہ تم نے دکھایا یہ خرامان ہو کر	جادۂ دشت چلا ساتھ رگِ جان ہو کر
جی مین ہے اک نگہِ لطف کے خواہان ہو کر	ہاتھ پھیلین ترے آگے صفِ مژگان ہو کر
گھر سے مجھکو یہ توقع ہوئی ویران ہو کر	کہ ملے گا دلِ وحشی کو بیابان ہو کر
رتبۂ نوح ملا چشم کو گریان ہو کر	اشک جاری ہوئے خضرِ رہِ طوفان ہو کر

فال دیکھین گے کبھی اُسمین شبِ وصل کی ہم
رہی آنکھون مین سیاہی شبِ ہجران ہوکر

آگئی آپ کے آنیسے مری جان مین جان
اُڑگئے غیر نقابِ رخِ جانان ہوکر

کچھ ہوا ایسی بندھی محفلِ جانان مین مری
رہ گیا مرگِ مفاجات کا سامان ہوکر

کم نہین صبح سے آشفتگیِ دل اپنی
کون سی جائے گئے ہم نہ پریشان ہوکر

بھرلیا ہمنے یہ زخمون مین نمک زخم کیطرح
مُنھ دکھاتا ہے تہی ہمکو نمکدان ہوکر

تیرا جانا ہے وہ اندھیر کہ پھر آنے تک
میری نظرون مین سحر ہوتی ہی پنہان ہوکر

دیکھنا درد رسانی تری مجروح کی سمت
بڑھ گیا شور قیامت نمک افشان ہوکر

اتنی ہے گرمی محبت کی کہ فرقت کی شب
گرتے ہین اشک کبابِ دلِ بریان ہوکر

کیا بھروسا کرے رہنے کا تمھارے کوئی
اعتبار آپ نے کھویا ہے مری جان ہوکر

مرحبا دستِ جنون دست درازی تیری
ہمین زندان مین رہے مالکِ زندان ہوکر

سرخ روئی ہوئی الفت سے پسِ مرگ تو ہم
گئے جنت مین گُلِ داغِ عزیزان ہوکر

ہر جگہہ ساتھ ہے اک پیرہن خاکستر
مثلِ اخگر نہ رہے ہم کبھی عریان ہوکر

زرد ہے رنگِ رزِ گل یہ کہو بلبل سے
باغ مین آئے خزان فصلِ بہاران ہوکر

زعفران زار تھا کیا سبزۂ شمشیر نگاہ
کہ مرے زخمِ جگر رہ گئے خندان ہوکر

مائلِ خانہ نشینی ہے کہو زاہد سے
مثلِ آئینہ رہے گھر مین وہ چسپان ہوکر

سب نہ نکلے شبِ غم مین جو اُٹھے دلسے بخار
رہ گیا کوئی تمنا کوئی ارمان ہوکر

۵۷	کیا بجھائی ہے اُنھین شمع مرادِ عاقل آئے افلاک جو دامان تہِ دامان ہوکر	۱۰

جھکین آنکھین حیاسے کیا بہار آئی ہی سب تن پر
نظر نرگس کی پڑتی ہے گُلِ خودروکی جوبن پر

بہار آئی ہے پھر نشاء چمن آیا ہے جوبن پر
گلِ داغِ جگر پھر ہنستے ہین گلہائے گلشن پر

نشان بلبل کا کیا باقی نہ تربت ہی نہ مدفن پر
فقط دو چار اُڑتے ہین پر سان صحنِ گلشن پر

اگر ڈھینگے بلبل و پروانہ مرگِ سوختہ تن پر
چڑھائے شمع نے جو گُل ہزارون اُسکی مدفن پر

شبِ فرقت مین عشق فتنۂ محشر اثر دکھلا
ظن صورِ قیامت ہو مری آوازِ شیون پر

سمجھ کر کھیل لکھا کوئلہ سے قبر پر میری
نہ گُل نے شمع ہو ایسے سیہ بختون کی مدفن پر

لہو پانی کیا ایک اپنا جب تو اب عدو کو بھی
ہماری فصد لینے کا گمان ہی اُسکے جوبن پر

لگایا اُسکو بھی دھبا کہ کچھ چھینا جھپٹی مین
پڑی ہین مُی کی چھینٹین محتسب کے آج دامن پر

اُلجھ کر تار آہون کے بنے ہین دام کیصورت
گمانِ خانۂ صیاد ہے اپنے نشیمن پر

۵۸

تصدق کوئی دشتِ لکھنؤ پر جان کری عاقل
ہمارا بلبل دل ہی فدا اُتی کے گلشن پر

۷

کون کہتا ہے ستمگاری نہ کر
چاہنے والون کی پر خواری نہ کر

ای غمِ دوریٔ دلبر الغیاث
باز آیا مین تو غمخواری نہ کر

کس مزہ سے لیکے دل کہتا ہی وہ
کہنا پھر اچھا تو دلداری نہ کر

ظلم کچھ اُس شوخ ہی کا حصہ ہی
نقل اُس کی چرخِ زنگاری نہ کر

کون عاشق ہوگا ظالم سوچ تو
حکم قتلِ عاشقان جاری نہ کر

ظلم کر کے مجھ سے کہتا ہی وہ شوخ
ایسے ظالم سے کبھی یاری نہ کر

۵۹

بخش دیگا سب گنہ عاقل رحیم
کر تو سب کچھ پر دل آزاری نہ کر

۱۴

ہنسے طعنِ اعدا پہ تیور بدل کر
یہ تلوار اور رہ گئی یون اُگل کر

یونہی مثلِ آہن دہکتا رہے گا
یہ وہ دل نہیں ہے جو ہو راکھ جل کر

ہوئی قدر آخر کو اب عاشقوں کی
کیا تم کو معشوق جوبن نے ڈھل کر

ہر اک سمت ارمان گھیرے ہوئے ہیں
مرے دل سے جاؤ گے کیونکر نکل کر

یہ جوشِ صفا دیکھنے کے ہے قابل
کہ رخ پر سے گرتی ہیں نظریں پھسل کر

اثر دیکھنا آہِ آتش فشاں کا
گلے لگ گئے غیر کے وہ دہل کر

نہ دل میں بھر بوالہوس کے تم اتنا
کہ شیشہ سے گر پڑتی ہے مَے اُبل کر

شبِ ہجر جب یاد آتی ہے تیری
تو دل تھام لیتے ہیں کروٹ بدل کر

غرض کو ہر اک اصل سے ہے تعلق
کہ آنسو گرے شمع کے بھی تو ڈھل کر

کمر ظلم پر باندھتے ہو ستم ہے
یہ نازک بہت ہے مری جان سنبھل کر

یہ گستاخیاں رات پروانہ نے کیں
اُٹھی شمع محفل سے آخر کو جل کر

خفا مجھ پہ ہو کر ہوئے منفعل وہ
حواس آئے جامہ سے باہر نکل کر

خدا جانے کیونکر کٹی رات اُن پر
ذرا امیر عاقل کو دیکھ آئیں چل کر

۶۰	ردیف زای معجمہ	۲

یہ بجا کہ سنگدل تم یہ درست بے حیا ہم
کبھی سامنے عدو کے نہ یہ کہنا یار ہرگز

یہ سہی کہ تجھ سے مجھ سے کرو میری چارہ جوئی
مگر اس گلی نہ جانا مرے غمگسار ہرگز

۶۱	ردیف طای مہملہ	۵

کون کہتا ہے کہ ہے دورۂ ایام غلط
ہان مگر وصل صنم کی سحر و شام غلط

ہر گھڑی جلوہ نما بام پہ رہتے ہو تمھین
وہ جو مشہور ہے خورشید لب بام غلط

ہم تو ہر دن یون ہی بیہوش پڑے رہتے ہین
ہجر مین سنتے ہین آتا نہین آرام - غلط

دیکھ تیرا اثر حسن بھی ہوجاے نہ جھوٹ
نہ کہا کر مری ہر بات کو خود کام غلط

ہاے شوخی کوئی دیکھے یہ کرم ہے کہ ستم
لکھدیا خط کے لفافہ پہ مرا نام غلط

۱۴	ردیف فاے سعفص	۱۳

عکس افگن آب خنجر مین جو ہو کافر کی زلف
رشک تصویر بنفشہ زار ہو جوہر کی زلف

آپ نے موتی پروئے ہین جو اک اک بال مین
بن گئی ہے سر سے پانون تک لڑی گوہر کی زلف

شام تھا وہ تو سیہ تابی سے یہ ٹھہری شفق
خون سے آلودہ ہوئی جب جوہر خنجر کی زلف

کہہ دو آذر سے کہ اک بت کا مرقع رخ بنے
شاعرون کو آج ثابت کرنی ہے پتھر کی زلف

بے شب تاریک کے ظاہر نہ ہو نور قمر
ہے ضیائے رخ کا باعث اُس مہ انور کی زلف

گریہ مین نظرون کو جانا ہوگا اُس رخ پہ محال
دام ہوگی موج بحر اشک چشم تر کی زلف

سو زبانون سے نہ مثل شانہ ہو اُسکا بیان
اِسقدر اُلجھی ہے تیری تیغ کے جوہر کی زلف

وقت نظارہ نظر اُسمین اُلجھکر رہ گئی
ایسی بکھری ایکدم رُخ سے نہ اُسکے سر کی زلف

ہم گنہگارون کو پھندے سے بچانا یاخدا
دام ہے دود چراغ نیر محشر کی زلف

مرغ جان کو بھی پھنسائینگے میرے کیا وقت قتل
جوہرون سے ہے نمایان آپکے خنجر کی زلف

ایک ہے دل زلف کا اور قلب کا پھر فرق کیا
مُتحد بالقلب ہے اسلام سے کافر کی زلف

کہتے ہین وہ زلف مجرم کو بھی اب ثابت کرو
تمنے عاقل باندھی ہے خنجر کی اور پتھر کی زلف

٦٤ — ١١

اُس کی ہر جالی کے خانہ سے نکلتا ہے دھوان
ایک دوجا ہو تو مین ثابت کرون مجمر کی زلف

کل توجہ کچھ تھی ناصح کی گریبان کی طرف
رخ کیا دستِ جنون نے آج دامان کی طرف

دو موکل عشق کے تھے قیس اور فرہاد نام
اک پہاڑ و نہین گیا اور اک بیابان کی طرف

دیکھتا ہے وہ مجھے روتے نہ کیون آنسو ہون خشک
ہے رخِ خورشید گویا شبنمستان کی طرف

آنکھ اُسکی پھرتے ہی سارا زمانہ پھر گیا
ہوگئی ساری خدائی چشمِ فتان کی طرف

اس صفائی سے مجھے کر قتل اے سفاک تو
دیکھتا رہ جاؤن مین شمشیر بران کی طرف

آ گر بہرِ عیادت ہمرہی کے شوق مین
نبض جادہ بھی چلے بیمارِ ہجران کی طرف

پند کا تو اک بہانہ ہے یہ ہی کچھ اور بات
حضرتِ واعظ چلے ہین بزمِ رندان کی طرف

کیا ملا ہے رنگِ وحشت آبِ حیوان مین جو خضر
اک بیابان سے روان ہین اک بیابانکی طرف

دیکھ حسرت اپنے قیدی کی رہا ہونیکے بعد
دیکھتا جاتا ہے پھر پھر کر وہ زندانکی طرف

کیا ہے تیری یاد اُسمین جو عوض مین خون کے
نشترِ فصاد کا رخ ہے رگِ جان کی طرف

ایک مجنون نے تو جنگل کو تہ و بالا کیا
میر عاقل بھی چلے ہین اب بیابانکی طرف

٦٣ — ردیف القاف — ١١

ہے عکسِ رخ ترا ساقی کہ ہے شراب مین برق
عجب عجب کہ چمکتی ہے آفتاب مین برق

وہ رخ نقاب مین ہے یا کہ ہے سحاب مین برق
خدا کی شان کہ پوشیدہ ہے نقاب مین برق

مزہ ملا ارنی کا جنابِ موسیٰ کو
سوال کچھ تھا چمکنے لگی جواب مین برق

چمک ہے درد کی میرے دل برشتہ مین
غلط نہین ہے جو کہیے کہ ہے کباب مین برق

سحر کو چہرۂ پرنور اُس کا دیکھ لیا
شب گزشتہ جو دیکھی تھی ہمنے خواب مین برق

خفا ہوے مرے رونے پہ تم گری بجلی
تمھارا چہرۂ پر نور ہے عتاب مین برق

تجلی قدم شہسوار حسن ہے کیسا
لگی ہوئی ہے مگر آہن رکاب مین برق

یہان وہی طلب بوسہ وان وہی انکار
ادھر سوال مین آندھی اُدھر جواب مین برق

کہان جگر کی یہ سوزش کہان تڑپ دل کی
ہے کس شمار مین خورشید کس حساب مین برق

جو دیکھی ابر مین زلف سیاہ ساقی کی
تو موج مے کی طرح سے ہے پیچ وتاب مین برق

کہان وہ خندۂ دندان نما ہر اب عاقل
طبیعت اپنی بھی تھی عالم شباب مین برق

۹۴ ردیف الکاف ۱۱

کرتی ہین نگاہین تری ہر ایک جگر چاک
رکھتی ہے مرے دل کی طرح چلمن در چاک

سب طرح گری پڑتی ہین پلکون پہ نگاہین
یارب کہین ہوجائے نہ دامان نظر چاک

وحشت نے کیا چاک یہ ہمت کو ہماری
اک وحشت بالاخیز بنا جامہ کا ہر چاک

گھبرا کے سب ارمان نکلنے لگے دل سے
اُس تیغ نظر نے کیا اسطرح جگر چاک

ناصح کی کرامات یہان بھی تو کھلے کچھ
اے دست جنون دامن محشر کو تو کر چاک

کانٹا مین ہوون اتنا سکھا ہے شب فرقت
شاید کہ اسی طرح ہو دامان سحر چاک

اُس تیغ کو اُنکی ہی زبان سمجھا ہے شاید
رکھتا ہے جو ہم صورت لب زخم جگر چاک

غیرون کو جو تم دیکھتے تھے دیکھے لیکن
کیا میرا جگر تھا جو ہوا یہ دو در چاک

غم یہ ہے کہ خود کیون نہ بنا جامِ سفالی	رہتا ہے سدا گل سے جبھی خاک لسبر چاک
امید نے کی دستِ درازی نہ شبِ ہجر	سینہ نہ ہوا مثلِ گریبانِ سحر چاک

۶۵	عاقل ہے نسیمِ سحری آہ یہ اپنی کرتی ہی گریبانِ گُلِ زخمِ جگر چاک	۶

شبِ فراق گزر جائے گی مگر کب تک	الہی شامِ جدائی کی ہے سحر کب تک
ٹھہر کے سینہ مین سو جائے لب پہ دم آیا	بھی ہار ہے ضعف تو پہنچیگی وان خبر کبتک (ہیر پیون ہی ۱۲)
مین انکے خواب مین جاؤن تو چونک اُٹھتی ہین	دعاے نیم شبی کا نہ ہو اثر کب تک
ہر ایک سانس مین سو بار مر کے جیتا ہون	الہی ہوئے گی یون زندگی بسر کب تک
کچھ اور میرے لیے اب تو کر غذا تجویز	غم فراق پہ ہو چارہ گر گزر کب تک

۶۶	نہ آئے وہ تو شبِ ہجر ہائے اے عاقل سُنین گے مرگ کے اُنکی ہم خبر کب تک	۴

قیامت کا وعدہ ہے دیدار کا	قیامت تو ہوگی مگر کب تلک

غریبی مین عاقل کا نکلا ہے دم
وطن دیکھین پہنچے خبر کب تلک

۶۷	ردیف المیم	۶

رہتے ہین دل کے بیٹھنے سے رنج وہم مین ہم	خوش کس طرح سے ہون کہ ہے لفظِ ہم مین ہم
ہے میری نفی نافی رنج و غم و الم	اثبات میرا یون ہے کہ جیسے الم مین لَم
پہنچون مین آنسوون کے بہانے سے وان تلک	یارب بہادے کوئی بُت مہ شمیم مین بہم

کہتا ہون جب کہ سنگدلی کیون شعار کی	کہتے ہین دیکھو لوکہ ہے لفظِ صنم مین نم
اسلام اتنا چاہیئے وحشئ چشم کو	ہون اُس طرح طواف مین جیسے حرم مین رم

۹۸	کہتے ہین وہ نہ آئے گا مرتے ہو کس لیے غافل یہ دوستون نے دیا آکے غم مین غم	۲۱

یون ہی مرتے رہے اُن پر اگر ہم		گر بنگے زندگی کیونکر بسر ہم
ہوے بےخود جو تمکو دیکھکر ہم		تمھاری بن گئے آخر نظر ہم
جگر سے دردِ دل کی سختیون مین		بنے سنگِ حوادث کا شرر ہم
جو ہون معدوم تو بر آئے مطلب		رقیبون کی دعا کا ہین اثر ہم
وہان شوخی یہان بیتابئ شوق		تڑپتے ہین اُدھر وہ اور اِدھر ہم
بنایا بےخبر کیون تم نے اتنا		تمھاری بھی نہین رکھتے خبر ہم
پھرا کرتا ہے سر یہ ضعف ہے اب		وطن مین بھی ہین مشغولِ سفر ہم
پریشانئ دل کیونکر سناؤن	٭	مزاج اُن کا ہوا جاتا ہے برہم
رہا غربت مین گر قسمت کا چکر		بنا لین گے اُسی مین اپنا گھر ہم
عدو کی ٹھوکرون مین کام آئین		نہ بنتے کاش سنگِ رہگذر ہم
خبر اُن کی انھین سے پوچھتے ہین		بنے انجان ایسے جان کر ہم
کہا مین نے کہ صاحب ہے یہ کیا بات	ق	رہا کرتے ہو کیون تم ہمسے برہم
رقیبون پر نگاہِ لطف کیون ہے		جفاؤن سے کہین کیون بد نظر ہم
بنا کر بہا دامانِ نظر کا		نہین کیون رکھتے زخمِ دل پہ مرہم
نہ سمجھے کچھ اثنائے چشمِ سرمہ سا بھی		نگاہون سے گرے کیون اسقدر ہم

نہ تمھے کچھ آپ کی زلفِ پریشان — پریشان رہتے ہین کیون سر بسر ہم

بڑھی حد سے زیادہ ناتوانی — عدم تک کیا کرینگے اب سفر ہم

چھپے جاتے ہین خود اپنے ہی سے کیون — نہ تمھے وصلِ عدو کی کچھ خبر ہم

وجود اپنا ہوا ثبت عدم کا — نہ تمھے کچھ آپ کی نازک کمر ہم

نظر رکھیے ہمارے حال پر اب — کہ جان دوبھر ہے ہم پر جان پر ہم

یہ سب سنکر کہا تم ناتوان ہو — رکھین کس طرح سے تم پر نظر ہم

بڑا ہے کام ناکامی سے عاقل
یون ہی اوقات کرتے ہین بسر ہم

٩	ردیف نون	٦٩

ردیف نون

کٹی ہین ہجر کی راتین جو ہماری آنکھون مین — تمہاری تیغِ نگہ ہے ہماری آنکھون مین

یہ سرخ ڈورے نہین پیاری پیاری آنکھون مین — ہمارا خونِ جگر ہے تمہاری آنکھون مین

کہا جو مین نے ادھر جلوۂ نظر ہو جائے — تو بولے کچھ ہے تماشا ہماری آنکھون مین

نگاہِ ناز کا ہو کیون وقوف آئینہ کو — تم اپنی دیکھ لو صورت ہماری آنکھون مین

کہا یہ طعن سے دیکھا جو چشم نم مجھکو — غضب کی رکھتے ہو تم آبداری آنکھون مین

بلائین آنکھون کی مین نے جو لین تو وہ بولے — اسی سے خوار ہوے تم ہماری آنکھون مین

عجب مقامِ تماشا ہے ہائے دنیا بھی — بھری ہے حسرتِ دیدار ساری آنکھون مین

جنھین کہ آنکھ سے اک پل جدا نہ کرتے تھے — اب انکی پھرتی ہے صورت ہماری آنکھون مین

نہین ہم اُن کی نظر مین سماتے ای عاقل

۱۰	ہماری جائے تو ہے شعرم ہماری آنکھون مین	۱۷

آپ کا میم دہان ہے کہ نہین — بولیے منھ مین زبان ہے کہ نہین

کون کہتا ہے کمر کو معدوم — لیکن اسطرح عیسان ہے کہ نہین

پوچھتا کیا ہے کہ کل سے ہمدم — سینہ مین دل کا گمان ہے کہ نہین

دیکھتے ہی مرے قاصد کو کہا — تن مین اُسکے ابھی جان ہے کہ نہین

تیری قدرت ہی ہر اک جا دیکھی — کون سی جائے کہان ہے کہ نہین

ق

کیون گبڑتے ہو بناوٹ سمجھے — عشق کا تمکو گمان ہے کہ نہین

ظاہر آثار پہ کچھ کیجیے غور — زردیِ چہرہ سے عیان ہے کہ نہین

اپنے ہی دل سے ذرا پوچھو تو — دلِ بیتاب تپان ہے کہ نہین

تم نہ سمجھو تو نہ سمجھو لیکن — یہ تو سمجھو مری جان ہے کہ نہین

۱۲	سُن کے کہتے ہین وہ شعر غافل یارو یہ سحر بیان ہے کہ نہین	۴۷

م

بڑے مشتاق ہین یہ ماہوش دل کے چرانے مین — کہ اپنا کام کر لیتے ہین آنکھین ہی ملانے مین

کیا مشہور اپنی فہم نے آنکہ زمانے مین — کہ ہوتا ہے تامل ہر سخن کو لب تک آنے مین

نہ ہو عقدہ کشائی فہم عالی سے زمانے مین — نہ پہنچے پنجۂ خورشید قارون کی خزانے مین

رہائی پر بھی اِس دل کی گرفتاری نہین جاتی — جو حال اپنا قفس مین تھا وہی ہی آشیانے مین

شرف ہوتا ہے یان ذکرِ خیال ماہ پیکر کو — اثر برج حمل کا ہے مگر اِس دل کے جانے مین

سُنا شائد نہین ہی قصۂ اصحاب فیل اِسنے — فلک کو کیون ہی کوشش کعبۂ امید ڈھانے مین

جو مجھ طائر کو ہو سودا ترے بازو کی مچھلی کا — تو خارِ ماہی کو ٹر گنا دُون آشیانے مین

تامل ہوگیا نالے گلو سے اپنے جینے مین	ہزارون پیچ مین رہین نفس کو تب آئی نہ
کسی کو ذات سے معشوق کی ایذا نہین ہوتی	نہ پہنچے آتشِ گل بلبلون کے آشیانے مین
سوا میرے غمِ خال بتان کوئی نہین کہاتا	یہ سچ ہے مُہر ہوتی ہے خدا کی دانے دانے مین
بنایا ضعف نے گل کے چٹکنے کی صدا مجھکو	فقط آواز ہی آتی ہے میری آشیانے مین

نمبر ۴۴ غزل ۱

نہ دیکھا آپ جیسا کوئی مصرف ہمنے ای عاقل
ذرا صرفہ نہین تم کو دُرِ مضمون لٹانے مین

۸

ادھر تو ہم جان کھو رہے ہین اُدھر وہ الفت سے رو رہے ہین
کدورتین عمر بھر کی دل سے وہ آج اشکون مین دھو رہے ہین
نہ باز رکھ ہم کو رونے سے تو کرین جو اشکون کے دانے بہتر
یہ کشتِ حسرت مین اپنی ہمدم امید کا تخم بو رہے ہین
ادھر ترقی خیال کو ہے اُدھر ترقی جمال کو ہے ؛ ؛ ؛ ؛
وہان تو مدِ نظر ہے سرمہ یہان تصور مین رو رہے ہین
جہان ہوا طفل کوئی پیدا کہا یہ مان نے ابو البشر کی
مری بھی آغوش ہے کشادہ عبث یہ سامان ہو رہے ہین
کیا ہے بے جرم قتل مجھکو ہجوم اغیار و آشنا مین ؛ ؛
اور اپنے ملبوس ڈھٹائی اشکون سے دامن اپنا بھگو رہے ہین
نہ پوچھو کچھ معصیت کا عالم فرشتو ہم کیا کہ تم نہ سمجھتے
حقیقت اس کی انکھین سے پوچھو سراے دنیا مین سو رہے ہین
شبِ وصالِ عدو کی سُنکر وصال کے معنی سوچتے ہین

انھین کو دان کچھ نہین ہے شادی کہ خوش یہان ہم بھی ہو رہے ہین

شاہ — ۱۴

گلا عبث اُن سے کیجیے غافل کیا ہے قسمت نے اُنکو غافل
جو در پہ جا کر پکارا مین نے تو بولے کہدو کہ سو رہے ہین

مجھے سرمہ لگا کر چشم پر نم وہ دکھاتے ہین
مرے دل کی کدورت اپنے اشکون مین بہاتے ہین

چراغ داغ فرقت مین جو ہم اپنا جلاتے ہین
فتیلہ پنبۂ مہتاب کا بٹ کر بناتے ہین

خدا نم کو چلے ہم ہر قدم آنکھین بچھاتے ہین
ادھر دیکھو تمہارے ناز آنکھون پر اُٹھاتے ہین

ہم [illegible] وہ ابرو اپنے دشمن کو دکھاتے ہین
وہ آدھا طوق قمری کی طرح مجکو پہناتے ہین

[illegible] ہین تو جھنکر خود وہ جاتے ہین
مرے بدلے مری امید دنیا سے اُٹھاتے ہین

خداوندا پڑا ہے کس طرح کا کال دنیا مین
غذا ملتی نہین ناصح کو میرا مغز کھاتے ہین

وہ کہتے ہین میسر وصل ہو جائے گا مر جاؤ
کبھی گر داستان ہجر ہم اُنکو سناتے ہین

عوض دشمن سے لون گا گو کہ مانع رشک ہے مجھکو
عدو کی چھیڑ کی خاطر وہ محفل مین بناتے ہین

ترے کوچہ مین کب پہنچا غبار ناتوان اپنا
ہوا کی ٹھوکرین افتادگان خاک کھاتے ہین

عدو سے کچھ تو بگڑی ہے الہی جی اُٹھون کیونکر
کھڑے ہو کر وہ میری قبر پر باتین بناتے ہین

بشکل آئینہ کیا عشق نے مجھکو کیا صیقل
کہ جب مین سامنے جاتا ہون وہ چہرہ بناتے ہین

دکھا کر سرو و قمری کو یہ کہنا ہمصفیر اُس سے
کہ اپنے چاہنے والے کو یون سر پر چڑھاتے ہین

شاہ — ۸

نہ ذکر حور اُس کوچہ مین شایان تھا اُنھین غافل
سنبھالو دل کو اب غرفہ سے وہ چلمن اُٹھاتے ہین

ہو نہ یارب وہ مری گردش ایام کہین
ہے تلون سے کے سبب صبح کہین شام کہین

آج ہوتی نہین صبح شب غم کیون یارب
تھک کے بیٹھی ہے مگر گردش ایام کہین

وہ سرِ شام ہی سے وصل کی شب ہانپتے ہین
رات آئی ہے بہت - یہ کہیے آرام کہین

یہ ہے نفرت کہ دہن آبِ ندامت سے وہ دھوئین
آئے بھولے سے زبان پہ جو مرا نام کہین

کبھی سر مین ہے کبھی دل مین کبھی سینہ مین
درد کو بھی مرے باعث نہین آرام کہین

کس کے آنے سے ہوا تفرقہ ایسا ساقی
مے کہین خم ہے کہین شیشہ کہین جام کہین

غیر دیکھے نہ کہین کھول کے آنکھین خطِ سبز
لکھ دو اس خط کے لفافہ پہ مرا نام کہین

۷۰

جب مین کہتا ہون انھین رکھو آنکھ مرے حال پہ تم
کہتے ہین ملتے ہین بے دام یہ بادام کہین

۱۷

کس طرح ہو نہ رنگ تلون کا چاہ مین
ہے نون نفی کا سر کلمہ نباہ مین

وسعت ہوئی یہ اوج کو اپنی نگاہ مین
اک ذرہ دو جہان نظر آتے ہین راہ مین

ہمشکل اہلِ جاہ ہون مین اسکی چاہ مین
دو نقطون کا ہے فرق فقط چاہ و جاہ مین

گر ہو صفائے آئینہ خوفِ گناہ مین
دیکھو مآل کو مرے روئے سیاہ مین

کچھ ایسی روشنی ہے رخِ رشکِ ماہ مین
چھپتا نہین رکھین جو ہم اسکو نگاہ مین

ادنیٰ بڑھے تو پہنچے نہ اہلِ فروغ تک
اڑ کر کبھی نہ خاک ملے نورِ ماہ مین

رونے سے چشم عاشقِ نالان ہوئی سفید
پانی سے تیرگی تھی یہ ابرِ سیاہ مین

باہر رکھا نہ ہمنے قدم حد سے ایک دن
پھرتا ہے سر ہمیشہ ہمارا کلاہ مین

ناطاقتون کو ہوتے ہین اہلِ صفا عصا
عینک لگائین ضعف اگر ہو نگاہ مین

ڈر جاتی ہے امید جو فتنون سے چرخ کے
چھپتی ہے آن کر دلِ حسرت پناہ مین

زینت ہوا ہے توڑنا توبہ کا ضعف سے
ہوتا ہے بار بار تکلف گناہ مین

ہنگامہ عاشقون کا ترے کوچہ مین نہین
حسرت کا ہے ہجوم دلِ دادخواہ مین

الله رے ضعف کرتے ہین ابرو جب نگاہ
کٹتی ہے راہ شکل ہلال ایک ماہ مین

آنکھون مین رہ کے تمام جدائی کا خوف ہے
چڑھتا ہون دن کی طرح مین اُن کی نگاہ مین

مجھ تک اثر کو آنے مین ہون کیون نہ دقتین
کچھ پیچ راہ کے ہین مری موج آہ مین

کافور ہوگا درد جدائی مثال صبح
اک دن نبون گا مہر شب دود آہ مین

باقی نہین تصور دیدار کو بھی جائے
کیون اتنے تم سمائے ہو میری نگاہ مین

۱۴

اداہٹ ہلکی ہلکی سی جو ہے مسّی کی دندان مین
نہاتی ہے شب ظلمات گو یا آب حیوان مین

ہر دست جنون کو بھی ہے وحشت کے سامان مین
جو تیری آنکھ کے ڈورے کا تکمہ ہو گریبان مین

تن لاغر مرا ایک جزو ہے صحرائے وحشت کا
مین یون ہون دشت کے دامان مین جیسے تار دامان مین

نہین جلوہ گہ معشوق سے اُٹھتا کبھی عاشق
رہے گی حشر تک روح زلیخا قید زندان مین

وطن کو چھوڑنا لازم نہین گو ہو پریشانی
کہ بوئے گل پریشان ہو کے رہتی ہے گلستان مین

جو ظالم ہین ہمیشہ نطق سے بے بہرہ رہتے ہین
زبان تو ہے نہین گو پائی پہ خار بیابان مین

دل پُر داغ زخمون کے سبب آہون سے بچتا ہے
ہوا کا کب اثر ہووے چراغ زیر دامان مین

تعجب ہے بگڑ جاتا نہین کیون رنگ چہرہ کا
تری تصویر پھرتی ہے ہماری چشم گریان مین

نقاب روے یوسف ہو اُسی کی آنکھ کا پردہ
جو روزن کی جگہ ہو دیدۂ یعقوب زندان مین

عبث تا جیب پارہ رہنے کی تجھے ہے فکر ای ناصح
رہا اک تار دامن بھی نہ اب صحرا کی دامان مین

کیا نادم مجھے اُس حیلہ جو سے دست وحشت نے
پیام وصل پر کہتا ہے مُنھ ڈالو گریبان مین

تمھین زینت سے رکھا باز شوق عشوہ سازی نے
کہ سُرمہ کی جگہ شوخی بھری ہے چشم فتّان مین

یکا یک چونک اُٹھے خواب وحشتناک محشر سے
لحد مین سو رہے تھے ہم خیال قد جانان مین

۷۸ | ۱۴

کسی دن گر وہ مست ناز آجائے گا اے عاقل
پھرے گی بوئے گل دیوانی دیوانی گلستان مین

وہ ہون تفتہ جگر ہو چارہ جو ساعی جو راحت مین
مثال سنگ خارا ہون نمک سنگ جراحت مین

شفا مرہم کی نقص کر دیتی ہے راحت مین
تنگ گور و رزق کی گردش نے ڈالا ہے مصیبت مین

تمھاری جستجو مین روح دیوانون کی نکلی ہے
نہین یہ ابخرات اٹھتے زمین دشت وحشت مین

مرے دم سے ہی بزم باز پرس معصیت روشن
رہا نور بصارت بن کے مین چشم قیامت مین

ہماری تیرگی قبر رنگ روئے لیلی ہے
بنین گے داغ دل مجنون کے ذرے خاک تربت مین

شگفتہ ہے بدن سارا مگر مرنا نہین ممکن
اثر دوزخ کا ہے شاید تپ غم کی حرارت مین

ہلال عید کیا موج رم آہو کو سمجھے ہین
گلے ملتے ہین کیون یہ خار و آہن وحشت کشتہ مین

بھری ہے اسقدر الفت ترے روئے مصفا کی
کہ آب آئینہ آنکھون سے نکلی جوش رقت مین

نزاکت حسن کی باعث ہے آپس کی صفائی کا
کہ رنجش بھی گران ہونے لگی آپ کی طبیعت مین

تری موج طبیعت نازکی کو تازہ کرتی ہے
رگ ابر بہاران ہے وہ گلزار نزاکت مین

سبھی ہر نقش پا چشمہ ہے آب حیات اس سے
چلون دو گام اگر یاد میان ماہ طلعت مین

سر نعش پہ ڈالو خاک دیکھو لاش کو میری
پھرو گرد نظر آکر تم اپنی میری تربت مین

۷۹ | ۲۰

مرے شعر متین ہر اک دیکھے اپنی فکر کو عاقل
صفائی آئینہ سے ہے سوا میری طبیعت مین

ہو کہان گر وصل بھی ہو غیر کی تدبیر مین
آج کل وہ شوخ رہتا ہے مری تدبیر مین

ہے تلون آسمان کا گردش تقدیر مین
گھٹنے بڑھنے سے ہے لطف روز شب تغیر مین

گفتگو ہے نقد جان عاشق دلگیر مین
کیا دہن سائل کا ہے سوفار تیر سے تیر مین

غیر کی توقیر کیونکر ہو مری تحقیر مین — دو عدد کی ہے کمی تکبیر سے توقیر مین

تیرہ لاغر ہون کہ وحشت کو بھی ہو مجھسے فروغ — جسم بتی ہے چراغ خانۂ زنجیر مین

شوق آرائش پہ اُسکے جان دیتا ہے جہان — اپنی صورت دیکھتا ہے دیدۂ نخچیر مین

جان پڑ جائے جو ہر اک لفظ مین کچھ شک نہین — جان کھپا دیتے ہین عاشق آپ کی تحریر مین

آتش دل پر نہ کیونکر اسکو مین سیدھا کرون — ٹیڑھا ہے ناوک فگن کا بل اگر ہو تیر مین

پھیکی ہے تیری نصیحت ساتھ میرے غل مچا — شور سے ناصح نمک آجائے گا تقریر مین

مژدہ اے صحرا نوردی رخصت اے تنگی دل — کوئی دروازہ نہین ہے خانۂ زنجیر مین

قتل ہو کر استراحت کی بہت آرام سے — خواب مخمل تھا مگر سبزہ تری شمشیر مین

لاتے ہین گویا پیام مرگ پیکان اجل — نامہ بر آتا ہے خط دامن سے تو بندھ کر تیر مین

مژدہ شوق قتل دو قاتل نظر آنے لگے — بال ہے عکس کمر آئینۂ شمشیر مین

کتنی ناہموار ہے اللہ راہ انتظار — نیند بھی آئی شب فرقت نہایت دیر مین

تیرے عاشق قتل گہ مین کب چھپا سکتے ہین جان — جوہرون سے لاکھ آنکھین ہو گئین شمشیر مین

رزق بھی دے گر بڑھائی ہجر مین عمر اے خدا — کھا چکا جو تھا غم فرقت مری تقدیر مین

حرف ظاہر فتحہ دیگر خط مین مطلب کو لکھا — نامہ بر کتنی ہے محرومی مری تقدیر مین

گرم رفتاری مری جوشش جنون مین دیکھنا — حلقہ حلقہ شعلہ جوالہ ہے زنجیر مین

پرتو رخسار نے کی آپ کی صورت گری — خوب قلعی ہو گئی آئینۂ تصویر مین

خود رنگ تو گاگو نون تجھے سہ کار بنا ہی ہے شفا
اب ملا ملک سخن عاقل تمہین جاگیر مین

۲۰

ضعف سے اب کوئی اصلاح کی تدبیر نہین — کہ پلٹ جانے کے قابل مری تقدیر مین

ذہن تیرا دلِ دشمن بتِ بے پیر نہین — کیون ترے ذہن مین رہتی مری تقریر نہین

سنتا فریاد مری کیون فلکِ پیر نہین — پنبۂ گوش اگر نالۂ شبگیر نہین

نور پر نار کی ہوتی کبھی تاثیر نہین — گلتی سونے کی طرح مہر کی تنویر نہین

سبب وسیلہ نہ ملے شمع رخون کا بوسہ — بے مدد غیر کے کھلتے لبِ گلگیر نہین

کثرتِ ضعف سے عصیان ہوی نیکی میری — رحم کھا کر مجھے دیتا کوئی تعزیر نہین

محو ہو جاتا ہون جنبش سے تمہارے لب کی — سچ کہا تم نے مجھے لذتِ تقریر نہین

آہ وہ نالہ کہ جس نالہ سے اُلٹے نہ فلک — حیف وہ آہ کہ جس آہ مین تاثیر نہین

اپنی زورون پہ چڑھی ہے کہ مدام اقبال — روز جلتی ہے یہ چڑھتا دمِ شمشیر نہین

نرم دل حاضر و غائب مین نہین ہین یکسان — عکس سے آپ کی کھنچتی کبھی تصویر نہین

سختیٔ رہ سے نہین گرم روون کو نقصان — ٹوٹ [illegible] پتھر پہ کبھی مہر کی تنویر نہین

چھپ کے مَے پینے مین کیا لطف ہے کیونکر کہتے — قدر افزائے گنہ دہشتِ تعزیر نہین

دی رہائی ہمین کاہیدگیٔ پیہم نے — ٹھیرتی پانون مین اپنے کوئی زنجیر نہین

جوڑتے ہین وہ خطاؤن کو مری گن گن کر — اس سے ثابت ہے کہ ثابت مری تقصیر نہین

کیا مزہ شعلہ رخون کی ہے قدمبوسی مین — شمع کے پانون سے ہٹتا سرِ گلگیر نہین

فرطِ حیرت سے مرا پانون پہ کیون سر پہنچا — حلقۂ جوہرِ آئینہ تصویر نہین

خواہشِ زر مین ہوا خاک مہوس ناحق — خاک انسان سے بناتا کوئی اکسیر نہین

ناتوانی ہے مری رعشۂ دستِ بہزاد — کہ کسی شکل سے کھنچتی مری تصویر نہین

جلوہ اُردوے معلی کا ہے اب اور ہی اور — کہین اسوقت مین قدرِ سخنِ میر نہین

میر عاقل رہی کے بارہ مین کہا ناسخ نے

٨١	آپ بے بہرہ ہی جو معتقد میر نہیں	٢
اجل نہ آئیو جب تک نہ آئی میرا مسیح مشغول ہے وہ سرو تماشاے باغ مین	٭	بغیر یار تکلف ہے جان دینے مین دل کیون نہ لالہ بن کے اُگا باے باغ مین
٨٢	زندگی ہمنے بسر کردی مثالِ اخگر خاک تو ہو چکے اب دیکھیے کیا ہوتے ہین	٢١

مشہدِ فصلِ بہاران ہے تنِ سفاک مین — گل پسینے سے کٹے ہین یار کی پوشاک مین

صحبتِ ناکس ملائے نورِ ہستی خاک مین — شعلہ روغن سے نہ اُٹھے پنبۂ نمناک مین

ذرہ ذرہ اُڑ کے لپٹا گیسوئے سفاک مین — ہے پریشانی سے جمعیت ہماری خاک مین

دی چمک اللہ نے کاملِ رخِ سفاک مین — تھی جو کچھ باقی وہ ہے دردِ دلِ صد چاک مین

کیون نہ حیرت چھائے چشمِ عاشقِ غمناک مین — مثلِ عکسِ آئینہ ہو اپنی تم پوشاک مین

خاکساری نے اُڑایا گردشِ افلاک مین — اک بگولا ہون مین اس صحرائے وحشتناک مین

سامنے سے ہٹتے ہی الفت ملائی خاک مین — آئینہ مین عکس تھا یا وہ ہماری تاک مین

فصلِ گل مین بھی نہین رخصت نظارہ کی ہمین — نکہتِ گل بھر گئی اتنی نفس کی چاک مین

دیکھتا ہون گردشِ قسمت کو اپنی بعد ذبح — ایک دورہ چرخ کا ہے دورۂ افلاک مین

معجزہ آموز ہے کتنا تصور بھی مرا — کھینچتی ہے تصویر تیری دیدۂ نمناک مین

کس طرح اپنی برائی بد نہ ہو ہر دم نظر — مردمک بختِ سیہ ہے دیدۂ ادراک مین

ہے عزاداری کے پردہ مین خرابی بھی مری — خاک اُڑانے آئے وہ جب مل گئی ہم خاک مین

کام آئے بعد مردن آخرش تارِ نفس — ہو گیا اُن سے رفو اپنی لحد کے چاک مین

آپ کو سمجھین گے ہم اپنی تپِ غم کا علاج — گو کھرو کے جھاڑ ٹانکے کاسنی پوشاک مین

کیون نہین انگشتری دیتے نشانی تم مجھے
پردۂ چشم عدو شائد ہے اُس کی ڈاک مین

کاٹ لی گردن مری تسمہ لگا رکھا نہین
کیا لگاؤگے سمندِ ناز کی فتراک مین

جسقدر رتبہ بڑھے ہوتا ہے آپسمین نفاق
بُعد اتنے اوج پر ہے ہمدگر افلاک مین

جلوہ گاہِ یار کا قاصد پتہ یہ ٹھیک ہے
ذرہ ذرہ چشمِ حیران ہے وہان کی خاک مین

حاجتِ چارہ گری گردش نصیبونکو نہین
کب ضرورت ہی رفو کی کوزہ گر کے چاک مین

اشک کی جا آنکھ سی جاری ہوئی اک سیلِ خون
ہجر کی شب تھی یہ سوزش دیدۂ نمناک مین

۸۳ — دل کے ویرانہ مین زخمِ عشق رہبر ہو گئے
خضرِ عاقل مِلگئے صحراے وحشتناک مین — ۱۴۳

وہ خوشی مین سخنِ رنج فزا کرتے ہین
وصل مین شکوۂ اغیار کیا کرتے ہین

ترک کرنے پہ بھی اتنا ہے تعلق اُن کو ×
غیر کے نام پہ وہ ہاتھ ملا کرتے ہین

نہ جا تو غیر کے گھر اسقدر ہی وہ محتاج
ستم کی خاک اُڑانیکو گھر مین خاک نہین

شائد وہ تصور مین مرے آئے ہوئے ہین
کچھ زخمِ جگر شام سے مُرجھائے ہوئے ہین

ہے شوق اُنھین ہم کو ستائین سرِ محفل
کچھ ہم بھی سمجھ سوچ کے غم کھائے ہوئے ہین

دیکھے تو کوئی حسن کی ناتجربہ کاری ×
دل لیکے جو مُکرے ہین تو شرمائے ہوئے ہین

کہتے ہین عدم تک بھی نہین اُسکا پتہ ہے
ہان اہلِ سخن تیری کمر پائے ہوئے ہین

پرچھائین بھی اپنی وہ دکھاتے نہین ہمکو
بادل کی طرح اُن پہ عدو چھائے ہوئے ہین

ای بادشہِ حسن فقیرونکی طرف بھی
دامانِ طلب دیر سے پھیلائے ہوئے ہین

نکلے ہین پریشان درِ میخانہ سے واعظ
کچھ بات ہی ایسی ہی جو گھبرائے ہوئے ہین

ویرانئ دل اب ہے تصرف ترا درکار
اغیار مرے آن کے ہمسائے ہوئے ہین

تو ہم مین بہت تشنہ بتِ دیدار کی پیاسے — لیکن ترے ملنے کی قسم کھائے ہوئے ہین

٨٤	ہر روز نیا شور بپا ملک دکن مین ہے یان حضرت عاقل تو نہین آئے ہوئے ہین	٣

یہ آرزو ہے کہ یاسِ ابد پہ شاد رہین — مراد ہے یہی اپنی کہ نامراد رہین

وہ خوش ہین رنج سے میری تو ہمنشین کیا غم — مجھے یہ رنج گوارا ہے وہ تو شاد رہین

بلا سے مشق تغافل ہی وہ کیے جائین — یہ بھولنے ہی کے انداز کاش یاد رہین

٨٥	تپان نہین ہون یہ فرقت کی دن کے وعدہ سے	شبِ وصال کا دھڑکا ہی ہمنشین دلمین	١٠

رہے افتادہ اے عاقل مقدس بہین برسون — ہمین بھی یاد رکھے گی دکن کی سرزمین برسون

رہے گا صبر کو روتا دل اندوہ گین برسون — خدا بخشے رہا ہے وہ ہمارا ہمنشین برسون

ستانے کیلیے بحثیں خط مین مشق ہوتی ہے — لکھا برسون کا وعدہ ہے کہ مین سمجھون کہین برسون

اُڑائی تھی کبھی یہ خاک مین نے عشقبازی کی — رہی ہے اُسکے کوچہ کی مری سر پر زمین برسون

خدا جانے تمہین تھے میری جان یا اور کوئی تھا — رہی ہے ایسی ہی صورت مری دلمین مکین برسون

نکالون دل سے گر اسکو کلیجہ بھی نکل آئے — ترا پیکان اے ظالم رہا ہے دلنشین برسون

عجب کچھ اعتبار اب تو ہوا ہے ناتوانی پر — جہان بٹھلا دیا بیٹھے رہے ہم بھی وہین برسون

نکل کر دل سے ویران کر چلے کس دل سے تم دلکو — وہی ہے یہ مکان جس مین رہے تم بھی مکین برسون

سوالِ وصل کیا کیجیے کہ فرقت کی شکایت پر — مہینون مین سُنا اتنا کہ گزرینگے یونہین برسون

٨٦	سمجھ کر طعن عاقل کی مقدر پر تو کرنا کسی کی آستانے پر رہی اُسکی جبین برسون	٢

دلمین شوقِ زوال رکھتے ہین — ہم بھی ناقص کمال کہتے ہین

وصل ہو شکر ہو شکایت ہو
ہم بھی کیا کیا خیال رکھتے ہین

۸۷

پیچیدگی طبع کی یہ صاف ہی دلیل
معنی اُلجھ کے رہ گئے اُنکے کلام مین

۷

جنان کا وصف بجا ہے پہ دلنشین تو نہین
وہ کوئے یار کی اے شیخ گلزمین تو نہین

سبب دورنگی کا مہر و مہ مبین تو نہین
فلک کے پردہ مین ای جان جان تمھین تو نہین

مکان دل مین جو ویرانیون کی ہی رونق
ذرا خیال سے دیکھو کوئی مکین تو نہین

سُنا ہے آج وہ برباد خاک کرتے ہین
کسی غریب کے مدفن کی وہ زمین تو نہین

تمہارے در سے کسی طرح یہ نہین اُٹھتی
تمھارا نقش کف پا مری جبین تو نہین

کسی کا دل تو دُکھایا نہین ہے ای واعظ
گناہگار رہون یہ آنکھ شرمگین تو نہین

۸۸

غزل سُنائیے عاقل یہ خانخانان کو
جو قدردان کوئی دہر مین نہین تو نہین

۴

آرام یان تو ہجر مین اک آن بھی نہین
اور وہان خدا کے فضل سے کچھ دھیان بھی نہین

۸

اعدا کے آگے قتل کیا مجھکو بے گناہ
اور اُس پہ یہ ستم کہ پشیمان بھی نہین

کہتے ہین وہ ستم کا تحمل محال ہے
سچ تو یہ ہے کہ ہم مین وہ اب جان بھی نہین

۸۹

عاقل سے اور بے ادبی بزم غیر مین
ایسا خدا نہ کردہ وہ نادان بھی نہین

۱۳

دیکھنے کا جز کوئی چشم ستمگر مین نہین
دیکھ لو نور بصیرت چشم جوہر مین نہین

دل وہ کیا جو طرۂ زلف معنبر مین نہین
لعل وہ پتھر ہے جو شاہون کی افسر مین نہین

ہجر کی شب کی تڑپنے کا یقین کیونکر وہ لائین
لاغر اتنا ہون شکن تک بھی تو بستر مین نہین

آرزوے وصل اُس سے یہ بھی قسمت کا لکھا
وہ مری تقدیر کا ہے جو مقدر مین نہین

جب کوئی کہتا ہے مرتا ہے ترا بیمار اب
کہتے ہیں مرنے کی طاقت ایسے لاغر میں نہیں

مجمع اغیار سے ہے مرگ تنہائی میں لطف
شام غربت کا بھی جلوہ صبح محشر میں نہیں

وعدہ کی شب تا سحر شق صفا کا شغل تھا
ایک ذرہ بھی جواب جسکو تو بستر میں نہیں

ہر طرح سے ہم مٹائینگے خط تقدیر کو
جان دینگے گر وصال اپنے مقدر میں نہیں

اسقدر پٹکا کیا ہوں سر تمہارے در پہ میں
اب خیال وصل بھی ای جان مری سر میں نہیں

آپ سے دیوانوں کو بلوانا یہاں کیا تھا ضرور
تار تک باقی کوئی دامان محشر میں نہیں

بندگی کو ناز ہے یہ بے نیازی دیکھکر
بے نیازی بھی مزاج بندہ پرور میں نہیں

ظلم ہو اور ظلم میں تمیز یار و غیر ہو
یہ سلیقہ ہمدمو میرے ستمگر میں نہیں

٩٠

بعد مدت گھر پر آئی ہو غزل لکھو اک اور
قافیہ عاقل ہو گھر رہتے اگر گھر میں نہیں

١٠٠

ضعف سے کس وقت اک چکر مری سر میں نہیں
اسطرح سے گھر میں ہوں گویا کہ میں گھر میں نہیں

آپ سے باہر ہوا ہوں آپ کو میں دیکھکر
میں نظر کی طرح گھر میں بھی ہوں اور گھر میں نہیں

تیری محفل میں محل کب ہے مری افتادگی
سایۂ دیوار ہی گھر میں بھی اور گھر میں نہیں

وحشت ویرانہ سے حاصل ہوئی عمر ابد
ہول کھاکر موت بھی آتی مرے گھر میں نہیں

دم قدم دیوانگی کا ہو خزاں ہو یا بہار
دشت میں کیا خاک ہی ہمدم جو یہاں گھر میں نہیں

زلف و رخ میں جلوہ گر نکلوں تمہاری گھر سے کیا
گھر کا سایہ ہوں کبھی گھر میں کبھی گھر میں نہیں

آنکھ میں کیونکر رہے آنسو تو ہی ناصح بتا
یہ وہ لڑکا ہے کہ جو رہتا کبھی گھر میں نہیں

صاف مثل آئینہ ہے گو تباہی سی مکان
گھر میں رہ کر عکس کے مانند میں گھر میں نہیں

یہ بہار۔ اور ایسی پابندی۔ یہ وحشت۔ اور یہ ضعف
وائے ناکامی کہ جنگل بھی کوئی گھر میں نہیں

٩١	ہمسرون کو رشک ۔ کم کو رنج ۔ اعلی کو نفور فائدہ عاقل مگر اظہار جوہر مین نہین	١٧

نہ گنتی ہے کوئی سیری کسی مد مین نہ داخل ہون
لِلا رُتبہ فضیلت کا کہ ہر مد سے مین فاضل ہون

تڑپنا کیا مین جانون اپنی راحت سی بھی غافل ہون
کسی سفاک کی تیغ تغافل کا مین بسمل ہون

برابر ہے مرا مرنا نہ مرنا کیون کری زحمت
اجل کیواسطے گویا کہ مین تحصیل حاصل ہون

چھپاؤن کسطرح سے قید مین وحشت کو ای ناصح
مین خود اس ناتوانی کی سبب شور سلاسل ہون

مری بیتابیان ہین اضطراب آموز نظارہ
تمہارے دیکھنے کیواسطے مین آپ حائل ہون

سراسر آرزو مین بن گیا ہون ناتوانی سے
الف کی طرح لفظ آرزو مین خود مین داخل ہون

مرے جلاد کو دامن کشان جانے دو مقتل سے
مرا کیا خون بہا مین کشتۂ انداز قاتل ہون

مخاطب کر لیا اپنی طرف چشم سخن گو کو
رقیبون کی بھی اس جادو بیانی کا مین قائل ہون

مری آغوش مین رہ کر جدا رہتا ہی تو مجھسے
تو بحر حسن اگر ہے تو مین لب خشکیدہ ساحل ہون

یہی کوشش ہر اک جزو بدن کی ہے کہ مل جاؤ
تمہاری آرزوئے وصل کی خاطر مین اک دل ہون

ہوا اغیار کی ایسی بندھی ہی بزم جانان مین
پریشان جل کی ہوتا ہون مین جو وہ شمع محفل ہون

مری اُفتادگی کے رہتے ہین چرچے زمانہ مین
کسی ہرجائی کے نقش قدم پر مین جو مائل ہون

ہجوم حسرت و یاس و تمنا ساتھ ہی میرے
جرس ہر آہ ۔ مین اس قافلہ کا میر منزل ہون

مرا عیب و ہنر احباب و دشمن شوق سی دیکھین
کمال و نقص مین گویا ہلال و ماہ کامل ہون

غرض تھی دادخواہی سے کہ اُسکو رحم آجائے
قیامت مین بھلا انصاف کا کسطرح سائل ہون

وہ ہے نا آزمودہ کار اور مجمع قیامت کا
کہین کہہ دے نہ گھبرا کر کہ اُسکا مین ہی قاتل ہون

نہ کیونکر نغمہ پیرائی کا ہر سو شور ہو عاقل

٩٢	ریاض نظم ہے مشبک مین سرخیل عنادل ہون	٣
ہمارے دل کی ویرانی کی ساماں ہوتی جاتی ہین عجب کچھ ربط یکرنگی بڑھا شیخ و برہمن مین	*	کہ اُنکے گیسوی مشکین پریشان ہوئے جاتے ہین تمہارے عہد مین کافر مسلمان ہوتے جاتے ہین
٩٣	ملی ہے اتفاقاً انکو صحبت خان خانان کی خدا کی فضل سی عاقل سخندان ہوتی جاتی ہین	١٩
وہ جوشش حسن سی خود بھی عجب مشکل مین رہتے ہین	*	کہ اپنی آرزو بن کر ہمارے دلمین رہتے ہین

دلبری ہوگی دلنشین نہ کہین	دل لگا لین گے ہم کہین نہ کہین
ضعف سے جان رہے یہین نہ کہین	حشر ہو وقت واپسین نہ کہین
نہ مچل بزم ناز مین اے دل	دیکھ لے چشم شرمگین نہ کہین
کوچۂ بت کے ذرون مین ہی تڑپ	دل ہمارا بھی ہو یہین نہ کہین
دست وحشت کی ہاتھ مین ہے پھنسی	چاک ہوجائے آستین نہ کہین
ذکر فرقت نہ وصل مین کیجیے	سہم جائے دل حزین نہ کہین
زلف کو ہاتھ سے نہ چھو ای دل	نکلے یہ مار آستین نہ کہین
واعظا جا نہ میکدہ کی طرف	تو بہک جائے راہ دین نہ کہین
ڈھونڈھتے ہین جسے جہان مین ہم	خانۂ دلمین ہو مکین نہ کہین
انکے وعدے ہین سب قیامت کے	شاد ہونا دل حزین نہ کہین
اشک خون کا ہی جوش ڈر ای چرخ	رنگ لے آئے کچھ زمین نہ کہین
ضعف ہجران کی آہ سی ہی خوف	ہو دم سرد واپسین نہ کہین
کہئیے تو اپنے ظلم کی باتین	آپ نے غیر سے کہین نہ کہین

آج ارمان کے ولولے وہ نہین — دل کو بھول آئے ہم کہین نہ کہین

کیسے چھپے ہوے تھے محشر مین — ایسے ہوتے وہ شرمگین نہ کہین

ع

اُن کے وعدون کی یاد تھین باتین — ہو رہے چُپ مگر ہمین نہ کہین

سخت رندون سے دل نہ کر واعظ — تو بنے سنگِ راہِ دین نہ کہین

جبہہ سائی سے بھی نہ چمکا بخت — مٹ گیا ہو خطِ جبین نہ کہین

چلتے چلتے غزل کہی عاقل
ہو یہان کوئی خوردہ بین نہ کہین

حال کھل جاتا ہے زلفون کی پریشانی کا — آئینہ دیکھکے ہوتے ہین پریشان دل مین

۹۴	ردیف واو	۷

کیون ہم ای شعلہ رخو تم سے لگائین دل کو — کیا ضرورت ہے جو ہر وقت جلائین دل کو

تیرے رخ پر سے نظر تک تو نہین اُٹھ سکتی — یہ کہان زور کہ ہم تجھ سے اُٹھائین دل کو

خون جب ہو گیا پہلو مین رکھین پھر کیون ہم — جی مین آتا ہے کہ آنکھون سے بہائین دل کو

نہ وہ آتے ہین نہ نیند آتی ہے پھر کیا کیجے — داستانِ شبِ فرقت ہی سنائین دل کو

اُن سے جب پوچھون کہ ہے کون مرا دشمن جان — ہاتھ سینہ پہ مرے رکھ کے بتائین دل کو

یار کی شکل ہے آئینۂ دل مین ورنہ — ناصحا پھر نہ کہو کچھ جو دکھائین دل کو

۹۵	کہین جان بچتی ہی عاقل صنمون سے توبہ جی چرائین کبھی اُن سے تو چرائین دل کو	۱۷

ہو کاش تلون ہی مگر شوق فزا ہو — تم اُس مین بھی پورے نہین پابند جفا ہو

حُسنِ تنِ نازک اگر اعجاز نما ہو
ہر نخل ترے جامۂ گلشن کا ہرا ہو

تم کیا ہو خدا جانے کہ کیا جلوہ نما ہو
برقع جو رخِ شاہدِ امید سے وا ہو

دن کو تو رہ گرمیٔ انکار و ابا ہو
شب کو سفرِ قافلۂ شرم و حیا ہو

سر تن سے جدا یون ہو کہ تسمہ نہ لگا ہو
گر اپنا تصور مین ہو تیغِ گلا ہو

ملنے کی روش بھی مری غیرونسے جدا ہو
بے وجہ ستم خوب ہے گر روز نیا ہو

دعواۓ نزاکت دمِ تزئین نہ بجا ہو
آئینہ جو آغوش مین لے لے تو مزا ہو

باندھا سرِ مینائے مئِ ناب مغان نے
تا دردِ خمارِ مئِ عشرت کی دوا ہو

زخمون کے تصور سے بھی محروم رہی ہم
ہاتھ اُن کا نزاکت نے مگر تھام لیا ہو

یہ سان پہ اُترے ترا خنجر کہ ہو بیکار
یارب کسی مقتول کی مقبول دعا ہو

ہے اُس رخِ دلچسپ پہ اک خال نمودار
شاید وہ ہمارا ہی کہین دل نہ لگا ہو

زاہد وہ مزہ ہمکو ملا عشقِ بتان مین
جو خواب مین بھی تم کو میسر نہ ہوا ہو

تھم تھم کے چلے تیغِ نزاکت سرِ گلے پر
تا شکر گلا کاٹنے کا ہو تو گلا ہو

کہتا ہے کہ جنت مین بھی ہوگا نہ کوئی بت
رکھا نہ کہین کا مجھے واعظ کا برا ہو

مین اور اُٹھون گریہ کنان بزم سے انکی
اغلب ہے کہ طوفان کوئی وان سے اُٹھا ہو

بخشش کو نہین سعیِ وسیلہ کی تمنا
وہ گالیان دیتے ہین خطا ہو نہ خطا ہو

۹۷

وہ نالۂ موزون دلِ نالان سے ہو غافل
جس مین لبِ معشوق بھی کچھ نغمہ سرا ہو

۲۶

وہ کہتے ہین ہم بس ہین ترے آئین تو کیا ہو
ہم کہتے ہین وہ ہوئے جو دیکھا نہ سنا ہو

خواہانِ جفا کیونکہ جفاؤن سے خفا ہو
ہو خاتمہ بالخیر اگر ختم جفا ہو

داغِ جگر اپنا خفتہ راہ نما ہو — یارب وہ تری یاد کا نقشِ کفِ پا ہو

تم گرمی و سردی کا زمانہ کی مزہ ہو — تم غیرتِ مہتاب ہو تم مہر لقا ہو

ہے اتنا تلون تو کہین زیب فزا ہو — رنگِ رخِ عالم سے کہو رنگِ حنا ہو

فرماتے ہین جب اُنکی رُکھائی کا گلا ہو — ڈھونڈھو کوئی معشوق جو عاشق پہ فدا ہو

ہم حال کہے جائین سُنو یا نہ سُنو تم — تم اُسکو سُنے جاؤ برا ہو کہ بھلا ہو

ناصح ہے بہت دور مقام اپنی سمجھ کا — اغلب ہے تری پند سے پہنچا نہ گیا ہو

حاجت نہ پڑے بعدِ فنا مجھکو کفن کی — جب ایک ہی شعلہ کی طرح جسم و قبا ہو

یارب وہی چارہ شبِ فرقت مین ہو میرا — دشمن کی جو مقبول مرے حق مین دعا ہو

تم دیکھتے آکر نہ کبھی زخمون کو میرے — تم کو یہ بھروسہ ہے کہ تم ماہ لقا ہو

یہ رنگ مری زیست کا ہے صبح شبِ وصل — جیسے سرِ ناخن پہ رہا رنگِ حنا ہو

وہ بدہ در پردۂ غفلت ہی جہان کو — ہیرا ابھی کوئی بھید اسی پردہ مین چھپا ہو

ہے تیغ کی آب اُن کا پسینا جو کٹا دہ — شاید کسی عاشق کا گلا رنگِ قبا ہو

اُٹھتی ہے چمک برق کی سی دردِ جگر مین — زخمون کو مرے تارِ تبسم سے سیا ہو

رہ جائے دمِ ذبح تڑپنے کی تمنا — سینہ مرا زانوے نحافت سے دبا ہو

آنا ہی نزاکت سے یہان بار ہے انکو — ہے اور گرانی جو خیال اُنمین لگا ہو

ڈرتا ہون کہ ہیرے کو زمرد نہ کرے خط — رنگینگئ سبز ترے رُخ کی ضیا ہو

کیا فہم ہے. بوسے تو تصور مین ہون لیتا — ڈرتا ہون وہ چھپ کر نہ کہین دیکھ رہا ہو

آبِ رُخِ یاقوت ہو آبِ دمِ شمشیر — ہاتھون مین پگھلتا ہو ترے رنگِ حنا ہو

ہو میری طرح شورِ قیامت بھی پریشان — کچھ تو مرے سونے سے جگانے کی سزا ہو

بے پردہ گی ہو جلوہ نمائی اُسے اپنی
پہنے ہوے وہ ماہ کتان کی جو قبا ہو

گھر میرا اُجالا دے گی شب تیرگیٔ بخت
آزار کو مژدہ ہے جو قسمت مین شفا ہو

شمع رہ امید ہو مصباحِ دل اپنا
روشن جو ترے شعلۂ عارض سے دیا ہو

اُٹھ سکتا نہین بزم سے بیمار تمھارا
غیرون نے کوئی اُس پہ نہ الزام رکھا ہو

٩٧

الفاظ کی خوبی سے کُھلے بھید نہ **عاقل**
اغلب ہے کہ خط روشنیٔ خط مین پڑھا ہو

٢

ایک بُت نادان کی باتین سُنکر جو تم مرتے ہو
سید صاحب **عاقل** ہو کر کیسی باتین کرتے ہو

وصل کی شادی ہجر کا صدمہ اُنسے کہا تو کہتے ہین
روز یون ہی تم جیتے ہو اور روز یون ہی تم مرتے ہو

٩٨

رشک کیا اتنی ہی اُس شوخ سے الفت مجھکو
کہ ہوئی غیر کی نفرت سے محبت مجھکو

٢٥

نفس پر آہ کی روکا دخان کو
کیا قائم ہوا پر آسمان کو

اگر وسعت مین دون اپنے گمان کو
جہان مین جا ہون پہنچا دون جہان کو

یہ طاقت ہے تمہارے ناتوان کو
کہ نظرون پر چڑھایا دو جہان کو

الٰہی دے یدِ بیضا بیان کو
کف بے پنجہ کہتے ہین زبان کو

کدورت دل کی ہے آہون کے ہمراہ
بنا دین گے زمین ہم آسمان کو

نزاکت اپنی شائد دیکھتے ہین
اُٹھائی تیغ میرے امتحان کو

رہین گی خواب مین بھی باز آنکھین
نہ سُنیے آپ میری داستان کو

رکھا در پر تواضع مین سحر تک
عجب خاطر تھی میری پاسبان کو

غرض ہے جوہرِ ذاتی سے اعلیٰ
ملا ہے فوق لب پر رنگ پان کو

وہ پردے مین مثال مردمک ہین
نظر آتے ہین پر سارے جہان کو

جہالت سے ہین اُنکے منہ لگا ہون
کہ ہر دم ٹوکتے ہین وہ زبان کو

ملا تھا اضطراب برق اِس کو
تنِ خاکی ملا کس طرح جان کو

وہ ابرو ہین مژہ کا تیر رکھکر
بناتے ہین کمان نونِ کمان کو

کرین گے نذرِ حلاجِ محبت
ہم اپنے پنبہ زار استخوان کو

وہ ڈورے آنکھ کے تو چارہ سازو
انھین رشتون سی میرے زخم ٹانکو

ہمارے رُخ کی زردی سے وہ خوش ہین
بہار اپنی سمجھتے ہین خزان کو

بڑا ہے سب سے ویرانی کا رتبہ
رکھا ہے سب سے اونچا لامکان کو

دہن سے ہے روان بحرِ فصاحت
بہ ماہی کہو میری زبان کو

دیا ہے دستِ بیعت تو نے زاہد
جو پکڑا دامنِ پیرِ مغان کو

دمِ سجدہ ہوا یہ جذبِ الفت
جمایا سر پہ سنگ آستان کو

ملائک کو تمنا ہے سند ہو
بڑھاؤ تم جو میرے امتحان کو

اگرچہ جنسِ ناقص ہے دلِ زار
مگر تم کچھ تو قیمت اس کی آنکو

سبنے گی شاخ مرجان خشک ہو کر
رکھون گا بحرِ غم مین نخل جانکو

٩٩

نہ فن آئے گا بے اصلاحِ اُستاد
نہ عاقل اسطرح تم خاک پھانکو

١٤

جو دیکھا ممتحن میری زبان کو
زباندانی کا دعوی ہے بیان کو

چڑھایا چرخ پہ نالہ نے جان کو
بناکر نردبان موجِ دخان کو

یہ وسعت ہے مرے صحنِ مکان کو
کہ اک گوشہ مین رکھا دو جہان کو

نہین مٹھی مین جنکی نقدِ الفاظ
کفِ بے پنجہ کہتے ہین زبان کو

زمانہ عالمِ برزخ کی ہو سیر
ہماری آتشِ دل لیکے دو تاؤ
ہوئے عشقِ دہانِ یار میں گم
سمجھ کو بنۂ مینا مغان نے
دہانِ تیر میرے استخوان کھائے
چلے گی نبضِ مجنون بن کے ہمراہ
بنے گی کیا کہ اعدا بوالہوس ہین
بچے مجھ سے جو کچھ سختیٔ دوران
بیانِ خستہ حالی تو مرا سُن

نکالون زندگی مین تن سے جان کو
خسمِ ابرو جو دینا ہو کمان کو
دیا جسمِ حنائی ہمسنے جان کو
تن زاہد سے کھینچا استخوان کو
بناؤ گر ہُما زاغِ کمان کو
نہ چھو لیلی رگِ سنگِ مکان کو
نہ چھوڑے گا وہ خوئے امتحان کو
ملے وہ سب دلِ سخت بتان کو
دکھا کر چاندنی اک شب کتان کو

۱۰۰

غضب ہے دل کے آجانے کا صدمہ
کیا پیر اس نے عاقل سے جوان کو

۲

پہلے تو آبِ عارضِ بُت سے وضو کرو
گو خط ہے مرہم دل بیتاب دوستو

واعظ خدا کے عشق کی پھر گفتگو کرو
لیکن علاجِ دیدۂ دیدار جو کرو

۱۰۱ | اللہ اللہ نامہ بر کی مژدۂ آمد کا فیض

یار کے گھر تک پہنچ جاتا ہون استقبال کو | ۱۳

خیالِ قبر جو ذوقِ شراب دے مجھکو
کبھی جو اُس سے کرون قتلِ غیر کا شکوہ
جواب دون مین اسی سے تمہاری غصہ کا
زبان مدحتِ دندانِ یار دھوڈن مدام
تمہاری چشمِ سخن گو سے گر سوال کرون

تو یادِ زلف کی اُلجھن عذاب دے مجھکو
زبانِ تیغ سے ظالم جواب دے مجھکو
تمہاری زلف اگر پیچ و تاب دے مجھکو
جو دام گوہرِ نایاب آب دے مجھکو
تو ایک بات کے سو سو جواب دے مجھکو

دہی مین صرف کرون شیخ کی نصیحت ہین — جو شیخی اپنی مشیخت آب دے مجھکو

سوالِ وصل پہ خاموش کیون ہوا ظالم — جواب گر نہین دیتا جواب دے مجھکو

خیال ہو جو کبھی دیدِ روئے جانان کا — ہزار طعنے مرا ذوقِ خواب دے مجھکو

کرم کو چاہیے تعداد نے سخا کو شمار — جو تجھکو دینا ہو وہ بے حساب دے مجھکو

جواب تم نہین دیتے نہ دو بنی ہر بات — خدا ابھی دہن لاجواب دے مجھکو

حساب کا مجھے کیا خوف اے مواسب حشر — تو اپنے فضل سے حب بحساب دے مجھکو

۱۰۲	کبھی ہوا تھا مین غش ضعف سے وہ کہتے ہین کہ اُتنی دیر کا عاقل حساب دے مجھکو	۲۴

دلمین ہو اور آنکھ مین جلوہ عیان نہ ہو — یہ بھی کوئی ادا ہے دہان ہو بیان نہ ہو

جز بیخودیِ شوق کوئی راز دان نہ ہو — خلوت وہ چاہیے ہے کہ تو بھی جہان نہ ہو

گزرا ہین حور و خلد سے ظالم نہ کر شہید — دوزخ مجھے قبول ہی تو بدگمان نہ ہو

غیرون کو قتل کرکے وہ کہتے ہین ناز سے — یہ بھی ہے امتحان کہ ترا امتحان نہ ہو

ناصح اب اتنی مجھ مین توانائی آگئی — اچھی کہی کہ بات بھی دل پر گران نہ ہو

شائد تم آکے حال مرا پوچھو اُس گھڑی — جب مجھ مین حال کہنے کی تاب و توان نہ ہو

غربت ہو یا وطن ہو جہان جاہی موت ہے — یارب مگر وہان کہ جہان آسمان نہ ہو

بزمِ عدو مین مجھکو بلانا نئی ہے بات — پوشیدہ اس طلب مین کوئی امتحان نہ ہو

ہلکی ہی گرد پیچھے ہے اے اہلِ کاروان — تم مین سے دیکھنا یہ کوئی ناتوان نہ ہو

آہون پہ میری بزمِ عدو مین وہ کہتے ہین — یہان کوئی گر جلے تو جلے پر دھوان نہ ہو

مجھ جیسے ناتوان سے رکھتے ہو کیون غبار — آئینہ پر بھی جسکے نفس کا نشان نہ ہو

پوشیدہ مجھ سے بزمِ عدو مین وہ مے نہین
اور اُس پہ یہ کہ نظر سے چھپا ن نہ ہو

ہشیار دستِ زجر بڑھاتا ہے محتسب
رندو یہ دستِ بیعتِ پیرِ مغان نہ ہو

امید صبر ہے ابھی فرقت کی شب مگر
بیتاب اتنی اسے اجلِ ناگہان نہ ہو

بجلی اُلجھ کے رہ گئی کانٹون مین بُری طرح
یارب کہین وہین تو مرا آشیان نہ ہو

چھُٹنے پہ بھی ملال کا جاری ہے سلسلہ
اک جا مقیم گردِ پسِ کاروان نہ ہو

اے لاغری مدد کہ ہین اغیار کھوج مین
طی ہو وہ راہ یون کہ قدم کا نشان نہ ہو

وہ جائین اور جا نہ سکے جان ضعف سے
مجھ سا بھی یا الٰہی کوئی ناتوان نہ ہو

ای خامشی جلا نہ مجھے اُن کی بزم مین
جُز شمع اور کوئی مرا ہمزبان نہ ہو

کہتے ہین جاتے وقت نیا امتحان ہے
جب جانین ہم کہ آنکھ سے آنسو روان نہ ہو

یون تو بہت سُنی ہین تری لن ترانیان
دیکھین اگر نقاب مین جلوہ نہان نہ ہو

کب تک امید و بیم ہو اب ہم ہین اور غیر
پھر کیا کرین جو تم کو سرِ امتحان نہ ہو

سُنیے گا دل سنبھال کے فرصت ہے جب کبھی
قصہ ہے درد دل کا کوئی داستان نہ ہو

۱۰۳	رنگِ سخن سے جسکے کِھلے باغ بزم مین ای ہمنفس یہ عاقلِ رنگین بیان نہ ہو	۵

پردہ کوئی چھپا نہ سکے آفتاب کو
ہم جزوِ حسن سمجھے ہین اُن کی نقاب کو

پہنچا دے آہ دان مری چشمِ پُرآب کو
پائے ثبات زور ہوا ہے سحاب کو

ہم چاہتے ہین ہو نہ کوئی وصل مین مُخل
اچھا ہوا جو اُس نے اُٹھایا نقاب کو

آتش نہ حُسن کی ہو خود آرائی کو مُضر
آئینہ سے کہو کہ بڑھائے کچھ آب کو

بسم اللہ سے حلال کیا لقمۂ حرام

۱۰۴	دوزخ مین اپنے بھرتے ہین زاہد ثواب کو	۱۳

وہ ایذا دوست ہون منظور گرمی مین جو جنت ہو — پڑے سایہ مرے سر پر تو اک کوہِ مصیبت ہو

مجھے ڈر ہے کہ واعظ وعظ کی ثابت نہ حرمت ہو — غضب ہی وعظ کی ہر لفظ مین مے کی شراکت ہو

ترے دیوانے کو ممکن نہین مجنون سے نسبت ہو — نہ ہو پکھراج شیشہ لاکھ اسکی زرد رنگت ہو

اُسے پھر نیکے مین نقصان سمجھا دون کہ راحت ہو — مرے آگے اگر پھرتی کہین سے انکی رغبت ہو

نہین بوسہ دو یا الزام یا دشنام مالک ہو — مگر وہ دو تمھین جس چیز کی دینے کی قدرت ہو

بچاتے ہین وہ دامانِ نظر کو خون کی چھینٹون سے — تڑپنے پر ہمارے کیا نظر وقت شہادت ہو

ہزارون مردے جی اُٹھے قیامت کی تصور مین — مگر مشقِ خرامِ ناز مین تم بھی قیامت ہو

تو وہ بدخو ہے تجھ سے دور رہتا ہی ترا سایہ — ترے نزدیک کیونکر اے ستمگر تیری عزت ہو

اُسی دانہ سے خرمن ہو اُسی خرمن سے دانہ ہو — یون ہی وحدت سے کثرت ہو یون ہی کثرت سے وحدت ہو

کیا محو آپ کو اتنا کہ تو ہی تو ہوا مین بھی — تعجب ہے کہ پھر تجھکو مرے ملنے سے نفرت ہو

نگاہِ ناز کا صرفہ عبث ہے ایسے لاغر سے — ترے گردِ نظر مین اے ستمگر جس کی تربت ہو

کمر اپنی ہوئی صورت کمان کی ضعفِ پیری سے — کہ خجلت سے گنہ کی نقشۂ نونِ ندامت ہو

۱۰۵	یہ سخت اور طبعِ حاسد ہی سبک پھر کسطرح عاقل زمینِ شعر پر نقشِ کفِ پائے طبیعت ہو	۳

وہ آئے دعا سے جو مری چار پہر کو — مہمان رکھون یار کے بدلے مین اثر کو

ناصح مری وحشت کا اثر دیکھ کے لے چل — ہو جائیگا جنگل ابھی جاؤن گا جو گھر کو

	بیطرح بڑھا اِس کا تڑپنا شبِ وعدہ تسکین تو ہی دے دلِ بیتاب جگر کو	۴

کس سے کہیے ظلم شوق تازہ کوئی بات ہے — بزم عالم مین جب اپنا ہمزبان کوئی نہ ہو

قطعہ

ہم بھی سنتے تھے جو تم کہتے تھے قائل اس کے سب — وصل ہو ایسی جگہ ای جان جہان کوئی نہ ہو

جز خیال لطف وصلت شوق و حسرت کے سوا — وسوسہ بھی دل مین ای جان جہان کوئی نہ ہو

۲ ہیچ سے شرما کے شرم اٹھے یہ آئین شرمگین — بے حجابی کے سوا وان درمیان کوئی نہ ہو

آہ ہو لب پر نہ مہر سے اور نہ غمزہ آپ کا — بد نفس کوئی نہ ہو اور بدگمان کوئی نہ ہو

نامۂ اعمال یہ بھر جائے حال وصل سے — عمر بھر تحریر فرقت کا نشان کوئی نہ ہو

لکھتے لکھتے کاتب اعمال بھی گھبرا اٹھے — ایسی طولانی ساعت کی داستان کوئی نہ ہو

سہل ہو اسطرح تبلسلان خیالات حکیم — ہو خلا ہی از زمین تا آسمان کوئی نہ ہو

اسقدر ہو اشتیاق انگیز باتون کا ہجوم — جا خیال غیر کی خاطر وہان کوئی نہ ہو

۴ تم بھی مست ناز ہو افسانہ ہو تا رازدان — آپ تنہا مین بھی نہ ہون تا رازدان کوئی نہ ہو

۳ سن کے یہ ساری کہانی یاد ہے اُسکا جواب — چپ رہو دیکھو پس دیوار یان کوئی نہ ہو

۱۰۷	زید کے کہنے سے مین نے یہ لکھے ہین چند شعر ورنہ عاقل کیون کہون جب قدردان کوئی نہ ہو	

۱ موت ہی سے کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو — غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو

۲ ہو تو ہو آباد کیونکر یہ خراب آباد دل — عشق غارت گر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو

انتظار یار مین جو چشم ہو جائے سفید — مردمک اُسمین کہان ہو داغ حسرت ہو تو ہو

۳ کہتے ہین شور قیامت جسکو وہ ای چشم یار — تیرے مستون کی صفیر خواب غفلت ہو تو ہو

گر پڑے ہے آگ مین پروانہ سان کرم ضعیف — آدمی سے کیا نہ ہو لیکن محبت ہو تو ہو

آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ — پست ہمت یہ نہ ہو یان پست قامت ہو تو ہو

اب زبان پر بھی نہیں آتا کبھی الفت کا نام | اگلے مکتوبون مین کچھ رسم کتابت ہو تو ہو

حضرتِ واعظ کی باتون مین اثر ہو کسطرح | خانخانان کی میسرانِ کو صحبت ہو تو ہو

۱۰۸	ردیف ہای ہوز	۱۵

اسطرح سے ہے دلمین مرے جاے مدینہ | جسطرح مدینہ کا ہے دل پاے مدینہ

کونین مین ہے کون شناساے مدینہ | واللہ ہے دنیا مین عجب جاے مدینہ

شائد ہوئی مہمان تمناے مدینہ | ٹپکتا ہے مرے سر مین جو سوداے مدینہ

کسطرح نہ بے سایہ ہو مولاے مدینہ | سایہ تو بنا ہے شب یلداے مدینہ

مین باغ ارم سے اُسے تشبیہ نہ دونگا | ڈرتا ہون کہ آنکھون سے نہ چھپ جاے مدینہ

محفوظ رہین تا نظر بد سے جہان کی | خود گم ہوے اس واسطے جویاے مدینہ

کرتے ہین اسی واسطے ہم شوق صفائی | تا دل مین نظر آئے تمناے مدینہ

جیسا کوئی ہوتا ہے نظر آتا ہے ویسا | کیا آئینہ ہے ساحتِ صحراے مدینہ

نقشِ قدم شوق چلے ساتھ تو کیا دور | مشہور ہے اعجاز مسیحاے مدینہ

اے قیس تمنا تجھے خلوت ہو مبارک | صحراے تصور مین ہے لیلاے مدینہ

گر سنگ درِ اہلِ مدینہ نظر آے | سو سجدے کرے ناصیہ فرساے مدینہ

شادابی ہوئی آتشِ الفت مجھے وانکی | ہین داغ جگر لالۂ صحراے مدینہ

اللہ کرے مین رہون تا زیست اسی مین | زندان ہو مرے حق مین تمناے مدینہ

جی چاہتا ہے نبض کے مانند جلون وان | اک نبض سا ہے ہر جادۂ صحراے مدینہ

۱۰۹

حسرت یہ مدینہ کی مرون تو رہون زندہ
عاقل ہے مری جان تمناے مدینہ

۳

۸

سینہ مین یون مرا نہ دل داغدار دیکھ
تیغ نگہ سے قتل کر اور پھر بہار دیکھ

کیا پوچھتا ہے اپنی حیا کی ستمگری
آئینہ مین ذرا نگہ شرمسار دیکھ

ہوگا خوشی سے جامہ ہستی عدو پہ تنگ
ای موجدِ جفا پھر اُدھر ایک بار دیکھ

۱۱۰	ردیف یا	۱۲

یقین ہے گوہرِ مقصود میکش اُس سی پھر بر سے
جو پانی ابرِ نیسان پی کے آئے حوضِ کوثر سے

ارادہ روکشی کا ہے کسی مژگان کے لشکر سے
کہ باندھی ہے کمر آئینہ نے زنجیرِ جوہر سے

گئے ہم سہم کھا کر زخمِ مژگانِ ستمگر سے
ہمارے رنگ نے پرواز کی ہی تیر کے پر سے

جلا شوخی سے ٹھنڈا ہو گیا دل عشقِ دندان سے
بجھایا برق کی آتش کو ہنسنے آبِ گوہر سے

وہان وعدہ ہے آنے کا یہان دم لب پہ آیا ہی
نفس کے تار کو اب باندھ رکھون تارِ بستر سے

تمنائے شہادت تیرے ابرو سے بر آئی ہے
درختِ آرزو تازہ ہوا ہے آبِ خنجر سے

دہانِ زخمِ دل کا دانت ہی تیرے نمکدان پر
اسے کچھ شور دے اپنی خرامِ رشکِ محشر سے

بنے کیا ہ؟ شیشۂ دل اپنا اسکی خو سے نازک ہی
اور اُس کافر کی باتین ہین زیادہ سخت پتھر سے

اُسے پھرنے کی کثرت اور اُنھین تھکنے مین مشاقی
مُساویت ہنر مین ہے مرے پا کو بری سر سے

بنایا کشمکش نے کانِ گوہر وصل مین اُن کو
پسینے کے جو قطرے ہین نظر آتے ہین گوہر سے

شعاعِ حُسنِ جانان ہے ادب آموز نظارہ
نظر الٹی پھر آتی ہے ہمارے روزنِ در سے

۱۱۱	غزل اک اور پڑھیے اسطرح کی آج ای عاقل کہ جس کا مطلع روشن لگے مہر منور سے	۱۹

زمانہ مین رہی تعلیم خود بینی سکندر سے
رہے گا سلسلہ جاری یہ آئینہ کے جوہر سے

ٹپکتا ہے پسینہ روئے آتشناک دلبر سے
ہوئی کس طرح جوئے آب جاری جسمِ اخگر سے

انھیں فرصت کہاں آرایشِ زلفِ معنبر سے
مثالِ عکس نکلیں گے نہ وہ آئینہ کے گھر سے

١

گنہگاری سے دیکھا جوش ہمنے بحرِ رحمت کا
لگا تھا اس گنہ کا جو دھبہ وہ پونچھا دامنِ تر سے

نہیں زخم اور جگر کا زخم کی ہنگامہ ہی دل پر
عجب کیا ہے تمھاری تیغِ ابرو آبِ جوہر سے

الٰہی ایک دن بزمِ حسیناں مجھ سے ہو روشن
کہ شعلہ شمع کی صورت لپکتا ہے مری سر سے

نگاہِ لطف کے طالب جو مے نوشی میں ہوتے ہیں
تو ہم کو آنکھ دکھلاتا ہے ساقی چشمِ ساغر سے

شبِ فرقت ہمارے مصحف نے طوفاں کیا برپا
تلاطم میں ہے کشتی تن کی موجِ چینِ بستر سے

جو کشتِ آرزو میں بوؤں میں تخمِ امید اپنے
وہاں برسے اداسی ابرِ رحمت بھی اگر برسے

لفافہ یار کو لکھتا تھا اتنا بدگمان ہوں میں
چھپا کر نام لکھا ہر رقم چشمِ کبوتر سے

ہوئی ہے قیدِ تقلیدِ صفائے روئے خوباں
کہ آئینہ بھی ہے پہنے ہوئے زنجیرِ جوہر سے

گرو سکے اس طرح اک دن نگاہِ غیر سے تم بھی
کہ جیسے اشک گرتے ہیں ہماری دیدۂ تر سے

ہوا سے آسیا کی طرح یہ رکھتی ہے سرگرداں
ہوا کا جی بہلتا ہے مرے پاؤں کے چکر سے

تمہاری کشمکش سے ہم نے وہ لذت اٹھائی ہے
کہ ہے اک رنگ ظاہر جبین پیشانی بستر سے

بڑھاؤں گا عدو کو ایک دن لگ کے شہادت کا
زباں میں دام لے کر اے ستمگر تیری خنجر سے

جو تیری جستجو میں سر اٹھاؤنگی نہ ہو فرصت
اتر آتی ہے میرے پاؤں میں گردش مری سر سے

کہاں بیٹھوں کہ جل جل کر بنا ہوں دھوپ میں شعلہ
دھواں بن بن کے اڑ جاتا ہے سایہ میری سر سے

نہ ہو سامانِ ظاہر سے وقارِ ذات دنیا میں
نہیں تمثالِ آئینہ کو زینت زلفِ جوہر سے

١١٢

نہ دے کیوں درہمِ داغِ جگر وہ سیمتن عاشق کو
ہمیشہ بے زروں کو فیض ہوتا ہے تونگر سے

١٠

شورشِ غم سے ہوا پھر دلِ حیران خالی
رکھدے قاتل مرے پہلو مین نمکدان خالی

جب مین کہتا ہون انھین زلفون مین دل الجھا ہے
ہنس کے دکھلاتے ہین وہ زلفِ پریشان خالی

ناتوانی کے سبب کھوے گئے ہم دمِ قتل
کہ نظر آتا ہے قاتل کو گریبان خالی

لختِ دل سینہ مین یا باعثِ خزان دیدہ مین
اُڑتے پھرتے ہین پرِ بلبلِ نالان خالی

کس نے حسنِ گلِ گلزار اُڑایا آکر
عندلیبون سے ہوا آج گلستان خالی

بات وہ کر کہ تجھے نذرِ تمنا کر دون
دلِ بیتاب نہ کر نالہ و افغان خالی

آنسوؤن کا تو بہانہ ہے بھرے بیٹھے تھے
تم نے چھیڑا تو ہوے دیدۂ گریان خالی

آبروِ عاشقون کی کھو دو نہ تم ہنس ہنس کر
آب سے ہون نہ کہین گوہرِ دندان خالی

اُف رہی سر جوشئی حسرت کہ سوال مے پر
ہنس کے ساقی نے دکھائی مجھے فنجان خالی

۱۲	پھرتے ہین شیشۂ دل کوئی غم سے ہردم ہم نہین رہتے ہین اے عاقلِ نادان خالی	۱۱۳

کچھ بھی ثابت نہ ہوا شمع کے جل جانے سے
ہان مگر ربطِ نہان تھا اُسے پروانے سے

ہم تو سمجھے تھے کہ دل گم ہوا یان آنے سے
کھل گیا حال مگر آپ کے شرمانے سے

آنکھ اسکی بھی لڑی کیا کسی مستانے سے
محتسب نکلا پریشان جو میخانے سے

چارہ گر اور بس اب کوئی غذا کر تجویز
منھ مرا پھر گیا ہر روز کے غم کھانے سے

مجھ سے چار آنکھ تو کی آپ نے غصہ ہی سہی
کیا ڈرا جاتا ہون مین آنکھ کے دکھلانے سے

مظہرِ قدرتِ حق بت کو نہ سمجھون واعظا
مین بھی کافر ہون کافر ترے بہکانے سے

جان نثاری کو جو تیار رہا مین شبِ وصل
ہنس کے کہنے لگے مرتے ہو مرے آنے سے

تو نے رسوا سے خالی تو کیا تھا اے چشم
دل بھی خالی نہ ہوا اشکون کے بھر آنے سے

جو کہ ہین اہلِ کرم بار رہے دولت اُن پر | ہین ثابت یہ ہوا شاخ کی جھک جانے سے
مین نہ سمجھا ہون نہ سمجھون گا مگر اے ناصح | تیرا بھی پیٹ بھرا مغز عدو کھانے سے
جو نظر باز ہین وہ دیکھتے ہین در پردہ | شمع فانوس مین چھپتی نہین پردا نے سے

۱۱۴	موت حیران سر بستر غم ہے عاقل اور رہی مشکل مری ہوگئی غم کھانے سے	۵

کرتے ہین خدائی بُت کیا بات بھلا اُن کی | ہان حُسن سے پیارے وہ سُنتا ہی خدا اُن کی
عاشق وہ ہوے تھے یا مرنے لگے ہم اُنپر | انصاف تو کر اے دل کچھ بھی ہے خطا اُن کی
یہ میری بُرائی ہے وہ اُن کی بُرائی ہے | ہے یاد وفا اپنی بھولا ہون جفا اُن کی
کہہ دیجو تو اے ہمدم اُن کو نہ کہین ہو غصہ | مین جان نہین دیتا کڑھتی ہے بلا اُن کی

۱۱۵	کہتا ہے کوئی گر ہے عاقل کی عجب حالت کہتے ہین تیجنتر سے مشکل ہے شفا اُن کی	۱۴

نہ سُنیے حال تغافل سے تو گلا کیا ہے | مگر سنو تو یہ ہر بار کیا کہا کیا ہے
جو چُپ رہون تو کہین کہیے ماجرا کیا ہے | جو مدعا کہون کہتے ہین مدعا کیا ہے
ستم سے باز وہ آئین نہ مین شکایت سے | وہ سنگدل ہین مین بدخو ہون پھر گلا کیا ہے
وہ آئین گھر پہ مرے اور رقیب کے ہمراہ | الٰہی خیر ہو یہ آج ماجرا کیا ہے
جو بعد قتل لگا رو تم اپنے کشتہ کو | جواب دے دہنِ زخم پُر جفا کیا ہے
تمام ہوگئی فرقت کی یاد مین شب وصل | ہر اک گھڑی یہی کہتے تھے وہ سجا کیا ہے
جفائین - ہجر - توقف بوصل - سب کچھ ہے | یہ اضطرار مگر دل کو اے خدا کیا ہے
نہ اور کچھ سہی وہ گالیان تو دے دین گے | چلو بھی حضرتِ دل آپ کا گیا کیا ہے

گلہ جو بے خبری کا کرون تو کہتے ہین
خبر نہین کہ تمہین آج کل ہوا کیا ہے

جو کہیے اُن سے دہن آپ کا نہین معلوم
سخن ہے گو مگو اس جا معاملہ کیا ہے

قطعہ

تو کہتے ہین کہ تمہاری نکالتے ہم آنکھ
پر آپ اندھے ہین پھر آپ سے گلا کیا ہے

جو بد زبانی کا شکوہ ہو پھر تو کہتے ہین
دہن تو رکھتے نہین پھر بھلا کہا کیا ہے

١١٦	اگرچہ بندۂ عاصی ہون مین مگر عاقل علی کا بندہ ہون پھر خوف حشر کا کیا ہے	۵

دشمنون کا سر سے جھگڑا اے ستمگر کاٹیے
دست و بازو تیرے کے دو چار کا سر کاٹیے

خط لکھا مین نے مرے ہاتھ ای ستمگر کاٹیے
کیا خطا اسکی نہ بازو ے کبوتر کاٹیے

کہتے ہین قاصد کہ کل آئے گا وہ صبح امید
دلمین ہم یہ سوچتے ہین رات کیونکر کاٹیے

دل مین کٹ جائین گے دشمن مجھسے ہنسیئے تو سہی
آج باتون سے انھین بے تیغ و خنجر کاٹیے

١١٧	ہم چرخ تیری ہاتھ سے کب مطمئن پھرے مصرف ١٢٣ الٹی ہوا جہان کی پر اپنے نہ دن پھرے	۶

غیر دہر سے آج ہے مشغول نظارا کوئی
دیکھین اس سمت بھی ہوتا ہے اشارا کوئی

دشمنون کی تو شکایت کے مزے اُٹھتے پر
دوست ملتا ہی نہین ہاے ہمارا کوئی

نہین معلوم کہ وہ پردہ نشین تھا کہ نہین
آج چلمن مین سے کرتا تھا نظارا کوئی

دل کا ناسور نہین قابل مرہم جراح
نہین کرسکتا ہے اس زخم کا چارا کوئی

انھین بانون پہ تو عشاق بیسے جاتے ہین
کہنا پھر جانے والا ہے ہمارا کوئی

چارہ گر قابل مرہم نہین ناسور جگر ١١٨	ہنس کے یہ کہتے ہین کیا بس نام ہی کے عاقل ہو بے خودی سے جو نہ سمجھا مین اشارا کوئی	۷

تیرہ روزی سے نظر آتے ہین جلوے نور کے
ہین سیاہی سے بشارت بخش پتھر طور کے

بعد مردن یہ اثر ہین عشق خال حور کے
مشکنافے بن گئے ذرّے ہماری گور کے

آنکھ سے عالم کی پوشیدہ ہین اور عالم مین ہین
ظاہرا ہم ناتوان مسمردم ہین چشم مور کے

خاک ہوکر آئے ہم دنیا سے اور لائے نہ خاک
خاک سے بھرتے ہین ہاسم گویا دہن کو گور کے

موج نور کوکب دندان کا یہ پرتو نہین
پہنے ہین نازک کلائی مین وہ چھلّے نور کے

تیشہ سے فرہاد کیون مرتا اٹھاتا بار عشق
تھی وہ شیرین کی نزاکت بھیس مین مزدور کے

ضعف مین جاتے تو حد خاکساری تک پہین
سدّ رہ ذرّے غبار کاروان مور کے

ہو قیامت گر لب دریا چلین وہ چند گام
ہر زبان موج پر پیدا ہون نالے صور کے

پیچ و تاب اپنے گئی جب وہ ہوئے خانہ نشین
ہم بھی کیا موج خرام ناز تھے اُس حور کے

دیکھتے ہین آپ مین ساری خدائی کی بہار
اہل بینش خاک مین سمجھے ہین جلوے نور کے

چشم پروانہ بنین جوہر نظارہ کے لیے
استخوان شمع گر دستہ مین ہون ساطور کے

شیخ کو کیون بار تقوی سے تپ نخوت نہ ہو
تن مین بڑھتی ہے حرارت بوجھ سے مزدور کے

جنت رز سے عقد ہی ہم مے پرستون کو حلال
رند کب پابند ہین واعظ کسی دستور کے

یہ تجلّی کوکب دندان کی اُڑ اُڑ کر گری
* پڑ گئے چہرے پہ اُنکے چند برقعے نور کے

دفن ہوتے ہی ہمارے بند لب اُسکے ہوے
کیا ہمین تھے لقمۂ شیرین دہان گور کے

وادئ ایمن مین آیا جب وہ بحر حسن و ناز
بہ گئے بنکر حباب نور شعلے طور کے

موت کی صورت نظر آتی ہے عیسی کو یہان
آئینہ ہین نزع مین طور آپ کے رنجور کے

ضعف تن دیتی ہے مجکو زندگانی لطف حشر
میری ہی آواز پا مجھکو ہین نالے صور کے

کیا تمہین دیکھین کہ حاجب ہے نظر کو عکس حسن
شہ نشین مین آپنے ڈالے ہین پردے نور کے

زخمی تیغِ نگاہِ ناز ہین جسم ناتوان — زخم ٹانکے جائین تارون سے نگاہِ حور کے
فرد کو میرے گناہون کی نہ کاٹو تیک قلم — کچھ نشان کر دیجیے منظور و نامنظور کے
واہ دورِ چرخ میرا گوشت کھانے کے لیے — استخوان میرے بنے دندانِ دہانِ گور کے
ہو نہ وصفِ ذات حاصل نام کی تجنیس سے — زخم کے انگور کب دانے بنین انگور کے
خون سودائے گیسو فصد کا ہے خواستگار — ہین رگین جوہر نہین ہین یہ تری ساطور کے
قطعہ
مین نے لکھا تھا کہ دوری مجھکو کرتی ہی ہلاک — رحم اب تو چاہیے کچھ حال پر مہجور کے
دیکھنا شوخی لکھا دوری مین ہو کیونکر وصال — حرف تک مل کر لکھے جاتے نہین جب دور کے

١١٩	شوقِ پابوسی مین کیون عاقل بنے نقشِ قدم پائے نخوت تو فلک پہ ہین بتِ مغرور کے	٢٢

غیرونکی دہان آمد و شد پیشِ نظر ہے — کیا آنکھ مری خانۂ دلدار کا در ہے
پھر تا فلکِ پیر جو یون آٹھ پہر ہے — کیا یہ بھی کسی عاشقِ آوارہ کا سر ہے
وان تیر کمان مین ہی۔ یہان لیس جگر ہے — وان ہاتھ مین تلوار ہی یان سینہ سپر ہے
گر خاک ہو پتھر بھی تو وہ نورِ بصر ہے — سرمہ کی جگہ آنکھ مین ای اہلِ نظر ہے
گو ٹھیر گیا مُلکِ عدم اپنا سفر ہے — پر ہجر مین تیرے یہ سفر شکلِ سفر ہے
برساتے ہین سب طفل مری جسم پہ پتھر — یہ باغ مین ~~الفت~~ (محبت کا ۱۲) کے ثمردار شجر ہے
کس دل سے اُسے چھوڑ دون مین کسکا جگر لاؤن — * برسون ہوے ناصح کہ نہ دل ہی نہ جگر ہے
ظالم کو نہین حاجتِ اسبابِ ستم کچھ — محتاجِ فشان کی (کیون ہوکہ ۱۲) نہین شمشیرِ نظر ہے
رندون نے اسی ضد سی تو مئی آپ یہ ڈالی — پھر کہئیے گا واعظ مرا دامن نہین تر ہے
دولت کیلیے حد ہی فقیری ہی وہ دولت — درویش جہان بیٹھ گیا بس وہی گھر ہے

× [illegible]

ای کاشش نہ دل پر ہو ہجوم غم و حسرت	کہتے ہین کہ بیکس کی دعاؤن مین اثر ہے
دل جل گیا کثرت جو ہوئی اہل جہان کی	جنت کو سمجھا ہون کہ یہ یار کا گھر ہے
آتا ہے تو آجلد تو اسی شب کہین ای مرگ	اُس شوخ کے آنے کی سحر گرم خبر ہے
مشتاق شہادت کو یہ ہے جوہر خنجر	زلف اُس کی لٹک کر جو گئی تا بہ کمر ہے
کس طرح بنے اُن سے کہون زلف کو گر شام	کہتے ہین وہ رخ اپنا دکھا کر کہ سحر ہے
کہتا ہے کہ ہے حسنِ بتان قدرت اللہ	یہ شیخ ریائی نہ اِدھر ہے نہ اُدھر ہے
مین ہجر کا خوگر ہون مجھے وصل مین کیا چین	سچ پوچھیے تو آپ کے ملنے مین ضرر ہے
گہہ آپ کا دھیان اور کبھی غیرون کا تصور	ویران نہین رہیگا کہ دل آپ کا گھر ہے
ہے گرمئی نظارہ سے بھی غم میرا افزون	ہر قطرہ عرق گویا کہ اک دیدۂ تر ہے
تجھ سے ہی نہ مین طرز دعا سیکھتا ظالم	کیا جانتا تھا مین تری باتون مین اثر ہے
کب دیکھ سکین اہلِ جہان پختہ سرون کو	سرسبز وہی ہے کہ جو کچھ خام ثمر ہے

۱۲۰	میخانہ مین آج آؤ بھی ای حضرتِ عاقل کل کون جیے کون مرے کس کو خبر ہے	۱۲

غیر سے ہوگی رقابت کی لڑائی آپکی	رنگ لائے گی کبھی یہ خودنمائی آپکی
انکو ہے بار نظر فرطِ نزاکت سے گران	کیا اُٹھائے بوجھ پہنچی کا کلائی آپ کی
ہو گئی تنگئ مرقد وسعتِ صحنِ جنان	بعد مردن جب مجھے صورت دکھائی آپکی
کان کے پردہ سے اُٹھا لطف وقت گفتگو	خوب جھنکر کان مین آواز آئی آپ کی
مثل انگشتِ زلیخا ہو دل یوسف کا خون	دیکھ لے گر وہ سر انگشت حنائی آپکی
تم اگر مجھکو نکالوگے تو جاؤن گا کہان	جانتا ہون مین کہ ہے ساری خدائی آپکی

خوف ہی آگے نہ بڑھ جائے یہ تم کو چھوڑ کر / دم بہ دم بڑھتی ہے عارض کی صفائی آپکی

جامۂ تن مین مرے آئی وہ مثل بوئی گل / جب محبت غیر نے دلسے اُٹھائی آپ کی

ہے گرانی آرزو کی زینت چشم فراق / ہڈیان سرمہ ہوئین جب یاد آئی آپکی

تنگ ظرفی سے ملی اُسکو ذرا دلمین نہ جائے / بوالہوس نے اسقدر الفت بڑھائی آپکی

عکس کو میرے کیا ہی آپکی صورت سے وصل / ہوگئی دلِ آلالہ رنگت کی صفائی آپ کی

۱۲۱

کیون کہا اُن سے کہ تم کو چاہتے ہین اور بھی
اپنے حق مین آپنے عاقل بُرائی آپ کی

۲۷

کیا رہنمائی ہو خضرِ احتمال سے / رتبہ ترا بلند ہے میرے خیال سے

اتنا ہے عشق چشمِ بُت سرمہ جمال سے / منت بھی مانتا ہون تو روحِ غزال سے

ہے مجھکو شوق سروِ قد مہ جمال سے / جلتا ہون بھڑکے مثل صبا ہر نہال سے

اسکو مٹاؤن تل کے دہن اپنا گال ہی / لون اسطرح نظر کیلیے جائے خال سے

سایہ کی طرح مہر وشون کی جمال سے / ہم روز گھٹتے بڑھتے ہین انکے خیال سے

ہے مانعِ وصال مری خستگی انھین / فرصت سے جو ظلم و جفا کے خیال سے

ہون لاکھ پیچ و تاب یہ ہوتا نہین فروغ / ابروے مرج کو نہین نسبت ہلال سے

تیرے کمین کے خوف سے صیاد وقتِ رم / ہرگز جدا ہو نقش نہ پائے غزال سے

صیاد ہم غزال اسیرِ کمند ہین ؟ / اُلجھے رہینگے تا دمِ مردن خیال سے

جھنک کر ملا کسی سے نہ وہ سرو باغِ حسن / جی مین ہی لیکے دون خم قامت ہلال سے

یہ مجھ سیاہ بخت کے اختر کا عکس ہی / ثابت ہوا ترے لب نازک کے خال سے

ہی عشق شعلہ خو کہ نکلتی ہے دل سے آہ / تمثیل ایک یہ بھی ہے مدلول و دال سے

اُس سے بناؤن گا تری صورت کا ایک بُت
لیتا ہون تیری گرد نظر اس خیال سے

یہ بھی ہے میرے طالعِ برگشتہ کی شبیہ
ثابت ہوا یہ گردشِ چرخِ کلال سے

آنکھین ہین شرم جلوۂ جانان سے آب آب
آنسو نہین نظارۂ مہرِ جمال سے

بیٹھینگے ہم بھی دائرۂ غم مین نقطہ وار
بنوائین گے مکان غبارِ ملال سے

دنیا مین ہون کبھی۔ عدم آباد مین کبھی
تنگ آگیا ہون وسعتِ دشتِ خیال سے

ہو کشتۂ فراق کے مرقد پہ اُسکی شمع
کافور ہاتھ آئے جو صبحِ وصال سے

عکس شفق ہے آئینۂ آفتاب مین
چہرہ تمہارا سرخ نہین ہی جلال سے

دیکھا تو اوج مند کے طالع مین کچھ نہین
ہین محو حرف لوحِ جبینِ ہلال سے

دردِ سرِ خمار کی اجرت ہے مے ہمین
مُنہ کس طرح سے پھیر لیے اکلِ حلال سے

دیوانہ ہون مجھے ہے پراگندگی پسند
قائم مرے حواس ہوی اختلال سے

کیا ناشتا مرے سی غذائی الم کا ہو
دندان اگر ملین مجھے سینِ سوال سے

تارِ نگاہ چشمِ تصور سے دو مثال
دیکھو کبھی جو مجھکو نگاہِ خیال سے

ہی ضعف گر یہی تو نہ اُٹھے گا بارِ عشق
قد جھک گیا زیادہ ندامت کی دال سے

شغلِ سخن کو چشم ہے تشریف داد کی
بہتر کہان ملے گا مخاطب جلال سے

۱۲۲	دنیا کے مکر وکید سے عاقل کو کیا غرض کب مختلط ہو مرد جوان پیرِ زال سے	۱۶

خوشی سے آپ کی ہمنے جو کچھ اشعار خوانی کی
جہان مین ہو گئی شہرت ہماری خوش بیانی کی

عجب کیا ہون مین شادی مرگ تو نے مہربانی کی
اجل بن تیرے تو مرمر کے مین نے زندگانی کی

کھنچی تصویر تو خوب اُس گُلِ باغ جوانی کی
یہ قابل کھینچنے کے تھی اُس گھر مین تصویر بانی کی

اگرچہ بڑھ گئی ہے حد سے طاقت ناتوانی کی
مگر ہم مین بڑی قوت ہے باقی سخت جانی کی

کوئی پیرون کے دل سے پوچھے کیا دل پر گزرتی ہے
جو باتین یاد آتی ہین ضعیفی مین جوانی کی

جہان کی جتنی تکلیفین ہین وہ ہی عین راحت ہین
کہ رہتی ہے تمنا نزع مین بھی زندگانی کی

ہمارے حال کو دیکھو نہ تم کیون ہم نہ کہتے تھے
دلیل اب تو ملی صاحب ہماری لن ترانی کی

مے و معشوق و نغمہ چھوٹ جائین گے ضعیفی مین
خفا ہوتے ہو کیون واعظ یہ باتین ہین جوانی کی

تمنائے وصال متنع مین جان دی ہم نے
تمہارا ہجر حسرت ہے ہماری زندگانی کی

کہا مین نے کہ قصہ میرے دل کا بھی فسانہ ہے
تو بولے تم نے کی ہے نوکری افسانہ خوانی کی

یمن رخ ہے دہن ہے کان لب یاقوت ہین تلسی
یہ جلوہ ریزیان ساری ہین اس نجم یمانی کی

مرے دل کو ملایا خاک مین تلووں سے مل مل کر
اور اُسپر کہتے ہین ہنسکر کہ کیون کیا قدردانی کی

جو سچ پوچھو تو زلفون کے تمہاری سر پہ احسان ہین
کہ گنج حسن کی اِن افعیون نے پاسبانی کی

کرین کب رازداری نرم دل آتش مزاجونکی
صدا دیتی ہے گر ڈالو توے پر بوند پانی کی

ہماری آرزوؤنکی ہمین بھی داد مل جائے
کہ اک شہرت ہے عالم مین تمہاری قدردانی کی

۱۲۳	عبث روتے ہو اُس ناقدر کے آگے تم اے **عاقل** جو گوہر سنج ہو وہ قدر جانے دُر فشانی کی ؛	۱۹

غزل پڑھنے مین ہین داؤد پگھلے قلب دشمن بھی
ہمارے زمزمون سے موم ہو جاتا ہے آہن بھی

مرے اس بیکسی سے ہم کہ سب آئی ہین دشمن بھی
جنازہ پر ہمارے آئیگا اب تو وہ پرفن بھی

گریبان کا نہین اب تار تک جنگل کو جاتے ہین
کرینگے پرزے پرزے آج ہم صحرا کا دامن بھی

جلایا دل کو میرے فصل گل مین آتش گل نے
وہ آہین کین کہ گلشن بھی پھنکا اپنا نشیمن بھی

ہمارا دل ہوا آدھا کہ اُسنے قہر سے دیکھا
غضب ہی ہمدمو تیغ نگاہ چشم پرفن بھی

الٰہی تو بھی [illegible] پھر سنون کسکی
ادھر کچھ شیخ کہتا ہے اور اُس جانب برہمن بھی

اب جان بخش سے گشتہ اگر مجھکو کیا تمنے
کفن سینے کو میرے چاہیے عیسیٰ کی سوزن بھی

محبت در پہ ہوتے ہو جان من انہین سر کیا لوگے
ہے وقف صد الم دل بھی جگر بھی جان بھی تن بھی

[illegible] کہتے ہین کہ ڈرتے ہو تو کیون ملنے کی خواہش کی
کبھی خط مین اگر لکھتا ہون اُنکو مشفق من بھی

تم اپنی تیغ ابرو سے کرو دو حصہ دل میرا
مژہ بھی مانگتے ہین مردمان چشم پرفن بھی

بسی تھی خار و خس مین باغ کی جو بوی گل ہمدم
کیا برباد ہم نے اشتیاق سے اپنا نشیمن بھی

دشمن قاتل کی آتش بھی سر سے اُٹھے شعلے
اگر آب دم شمشیر پہنچے تا بہ گردن بھی

صدا جانے تمہاری کس ادا پر جان دیتے ہین
تمھین سمجھو کہ ہے معشوق یون تو مہر روشن بھی

مرا دل ہو گیا خون تو عبث تم ناز کرتے ہو
لبون سے ہین تمہارے خون دل یاقوت معدن بھی

عطا کی ذغوری نے بے نیازی خواب سے مجھکو
کسی نے آج تک دیکھی ہی غافل چشم سوزن بھی

مجھے دیکھا تو کہتا ہے کہ کس پر جان دیتے ہو
کہون کیا دوستو ظالم بھی ہے وہ اور پرفن بھی

الٰہی کس طرح طے ہو گی راہ منزل الفت
تقاضا شوق بے اندیشہ کا بھی ہی خوف رہزن بھی

تمہارے حسن کی حیرت نے یہ نقشہ بنایا ہی
کہ پتھرائی ہوئی آنکھین ہین دیوارونکی روزن بھی

۱۲۲	کسی کی چشم کو گر دیکھنا منظور ہو غافل جلاؤ گھر مین کاجل کو گل نرگس کا روغن بھی	۵

داغ خدا کے پاس جاینگے ہم مے پیے ہوے
مدت ہوئی ہے توبہ سے توبہ کیے ہوئے

مشتاق خرام گور غریبان مین کیا ضرور
محشر بپا کرینگے یہ مُردے جیئے ہوئے

خاموش کیون ہین شہر خموشان کی ساکنین
گویا دہن ہین تار نفس سے سیئے ہوئے

ناآزمودہ کاری حسن انکی ہے غضب
شرمائے پھرتے ہین وہ میرا دل لیے ہوئے

یہ وہ دیوانی ہے میکدہ میں جوشش بیخودی
آئے ہیں آج حضرت واعظ پئے ہوئے

لب شیرین پہ ہے دشنام کی لذت وہ چند
اٹھنے دیا نہ ہاتھ نزاکت نے ہی ستم

منفرق دیگر

بے مزہ ہوتے ہیں جب وہ تو مزہ ملتا ہے
ہم سر جھکا کے رہ گئے قاتل کے سامنے

۱۲۵

ہر نفس اک زندگی ہے زندگی عمر جہان
ہجر کی شب تا سحر لاکھوں ہی محشر ہو گئے

۱۲

تن سے گر جان نہ نکلی شب فرقت میری
تو قیامت میں بھی ہوگی نہ قیامت میری

دل مرا پاس تو رکھ اپنے امانت میری
اور ترے پاس ہے گم ہو نہ امانت میری

متغیر ہے ہر اک وقت جو حالت میری
تو کسی شکل سے کھنچی نہیں صورت میری

ناز ہوتا ہے انھیں دیکھ کے حالت میری
مجکو آئینہ بنا دیتی ہے حیرت میری

میں نہ پہنچا تھا کہ ہونے لگی غیبت میری
واں مرے جانے سے پہلے گئی عزت میری

گلشن پاس میں ہر وہ ہی لطافت کی
موج بوئے گل حسرت ہے طبیعت میری

گھر میں بیٹھا ہوں پہ سر آٹھ پہر پھرتا ہے
کیا وطن کو بھی پسند آگئی غربت میری

زیست میں مجکو زمانہ کے مزے حاصل ہیں
ہے جہان آرزوں کا شب فرقت میری

شور کے خوف سے جنت میں مجھے بھیج دیا
اک قیامت ہے قیامت میں قیامت میری

کسی صورت سے تو بک جاؤں میں اس طفل کے ہاتھ
کھینچ دو کاغذ بادی ہی پہ صورت میری

نقش پا دیکھ لیا ہے کسی ہرجائی کا
کہ گری پڑتی ہے ہر وقت طبیعت میری

ہے کدورت سے درخانۂ دل پر تنغیا
کس طرح نکلے گی یا رب کوئی حسرت میری

ہی مگر بھول بھلیاں کا حساب اس کو میں
کہ وہاں جانے ہی گم ہو گئی طاقت میری

میری بیماری نے سیکھے ہیں تمہاری انداز
میرے ہی دل کو جلاتی ہی حرارت میری

۵	خاک مین سامنے غیرون کے ملاؤ گے کسے	۵	کچھ نہین آپکے نزدیک ہے عزت میری	۵
	پہنچین کیا عمر طبیعی کو یہ اطفالِ سرشک		طوقِ منت نہ بنی گردشِ قسمت میری	
	شیفتہ ہے یہ تصور یہ تمہاری شائد		میرے سر سے جو نہین ٹلتی مصیبت میری	
	وصل مین شکوہ سے نادم وہ ہین بیار بنے		عرقِ شرم مین رگِل ہوگی کدورت میری	
	انکی عادت نے کیا غیر کو دشمن اُن کا		رشک سے سُن نہین سکتا وہ شکایت میری	
	جسقدر تجھ سے ہو کھا جان مری صبح تلک		آج مہمان ہے تو ائی شبِ فرقت میری	
	(یون ۱۲) بو ڈرایا ہے سیاہئ شبِ ہجران نے		(کی شب تھی ۱۲) وصل مین دل سے نکلتی نہین حسرت میری	

۱۲۶	قیس و فرہاد کا تھا رنج جنھین ای عاقل آگیا صبر اُنھین دیکھ کے حالت میری	۴

اُس انجمن مین رہتا جو ہی بے وقار ہے		جو وان سے اُٹھ گیا وہ مرا اعتبار ہے	
یارب کوئی ستم کی نہ حسرت ہوئی ہو خاک		میری طرف سے یار کے دلمین غبار ہے	
تسکینِ اضطراب کرے کون ایخدا	×	پہلو مین ایک دل ہے سو خود بیقرار ہے	

۱۲۷	دھڑکا یہان تو یہ کہ گناہون کی حد نہین بخشش کو ناز وہان کہ کرم بے شمار ہے	۸

یون نہسین جین تو غفلت کا ستم اور سہی		ہم یہ سمجھین گے کہ افزائشِ غم اور سہی
تم نہ آؤ گے تو کیا جان نہ جائے گی مری		آمد و رفتِ نفَس کی کوئی دم اور سہی
کہتے ہین ظلم کے بعد آہ کروگے تو کیا		لشکرِ جور و جفا مین یہ علَم اور سہی
جھک کے ملنے سے تمہاری مجھے خوف آتا ہے		گو یہ خم اور سہی تیغ کا خم اور سہی
اصل مین جلوہ یہ کس کا ہے تو ہی کہہ واعظ		تیرا رب اور سہی میرا صنم اور سہی

وعدۂ وصل کی تکرار یہ کہتے ہیں کہ جھوٹ جشن جمشید میسر ہے کہ دل رکھتے ہیں	انھیں عہد وان میں ترے سر کی قسم اور سہی جام یہ اور سہی ساغر جم اور سہی

۱۴۸ —	خوب ہے تم میں جفا کی نہ رہے گی عادت نہ سہی مجھپہ تیرے بدلے بھی رقیبوں پہ کرم اور سہی	۴۳

امرت نہیں تو زہر ہی ای مہربان سہی گر غیر ہے دہان تو جہنم ہمیں قبول پوشیدہ مہربانی کو کیونکر چھپا سکیں	بوسہ اگر نہیں تو نہیں گالیاں سہی تیر مکان رشک ہے یا فرجنان سہی ای جان اگر یہ غیر ہمراز دان سہی

۱۲۹	۱۰
گل کیا ہے داغ کی کثرت نے ای گلرو مجھے	کیا عجب اپنے گلے کا ہار کرنے تو مجھے
گرد میں کیا کیا بدلواتا ہے ای مہرو مجھے	دل بھی سمجھا ہے تمہاری بات کا پہلو مجھے
مثل گل رکھے جو اپنے پیرہن میں تو مجھے	اپنا مسکن چھوڑنا لازم ہو مثل بو مجھے
کام آئے کیا یہ بختی میں دل کی پیچ و تاب	لوگ سب کہتے ہیں تمہارے سایۂ گیسو مجھے
بزم میں اغیار سے ہردم چھپاتے ہو جو تم	کیا تصور کرتے ہو اپنی جفا کی خو مجھے
زاہدا میں بھی ہوں شب بیدار ہجر یار میں	نیند آتی ہی نہیں اب تو کسی پہلو مجھے
بزم میں گر اختلاط غیر سے ہوں بدمزاج	الٹا قائل کرتا ہے کہہ کہہ کر وہ بدخو مجھے
عشق کی رونق کا باعث جانو وہ بھی تو نہیں	کاش کے سمجھو گل رخسار ہی کی بو مجھے
کیا کشش ہے عشق (اثر ۱۲ حسن ۱۲) کلکہ آئینہ بن جاتا ہوں میں	جب نظر آتی ہے کوئی صورت نیکو مجھے

۱۳۰	گر شب فرقت میں ضعف ایسا ہی ہے تو بزم میں نیند اڑ جانے آئیگی ساتھ اپنے ای مہرو مجھے	۵

وصل کی شب ہاتھا پائی ہو گئی	—	باتوں باتوں میں لڑائی ہو گئی

مصرع اول		مصرع ثانی
آہ کرنے میں برائی ہو گئی	—	[illegible] نکلی اور برائی ہو گئی
آشنائی تیری اے نا آشنا		اپنے سے نا آشنائی ہو گئی
آتش و سیماب کا عالم ہوا	۳	وصل ہوتے ہی جدائی ہو گئی
سارے عالم سے ہوئی نا آشنا	—	جب سے تم سے آشنائی ہو گئی
تنگئ دل سے ترے حیران ہوں میں		ظلم کی کیونکر سمائی ہو گئی

۱۳۱	حضرت عاقل سے ہم بھی مل لیے آج صورت آشنائی ہو گئی	۹

مصرع اول		مصرع ثانی
مثال تار نظر اپنے ہم مکاں سے چلے	—	ہٹایا پاؤں نہ واں سے کبھی جہاں سے چلے
رہ تلاش تو ہے اک نفس میں طے اے خضر		یہ کام وہ نہیں جو عمر جاوداں سے چلے
چمن سے جان بچا کر نکل گئے گلچین		جو مثل برق تڑپ کر ہم آشیاں سے چلے
عدو کے گھر میں بھی وقت تھی میرے جینے سے		چلا جہاں سے جب میں تو وہ وہاں سے چلے
مثال شمع مروں کیوں نہ غم سے گھل گھل کر		جو سوز عشق مرے مغز استخواں سے چلے
ادب نے بے خبری کے طریقے سکھلائے		رہ تلاش میں آگے جو لامکاں سے چلے
پرائے ہاتھ پڑے خاک کر کے ہم تن کو		کہ جس جگہ سے بگولا اٹھا وہاں سے چلے
لیا ہو دل تو مرا اور دلبری اس سے		چرا کے آنکھ وہ کل میرے راز داں سے چلے

۱۳۲	ہوئی جہاں میں شہرت کلام سے عاقل کہ نور شمع کی مانند ہم زباں سے چلے	۴

مصرع اول		مصرع ثانی
دل کہاں ہے کہ جو باقی رہے ارمان کوئی		رہ گیا ہو نہ ترے تیر کا پیکان کوئی
نکلے خاک شہدا کی بھی الٰہی حسرت		آئے مقتل میں سنبھالے ہوئے داماں کوئی

بے گناہی سے خجل ہوں گا میں کیا یارب
محشر میں ہوگا اگر سر بگریبان کوئی

۱۳۳
دل سے ۱۲ ا ۲ ۱۲
جھکو
دل کو تڑپاؤ نہ اتنا بھی شبِ وصل میں تم
کہیں گھبرا کے نکل جائے نہ ارمان کوئی
۴ ۵

منع کرتے ہیں وہ وفا کے لیے
کیا بہانا نہ ملا جفا کے لیئے

آشنائی ہے آشنا کے لیے
بُت سے ملتے ہیں ہم خدا کے لیئے

سب ستم کیوں ہیں ابتدا کیلیے
کچھ اُٹھا رکھیے انتہا کے لیئے

دیکھنا اُس نگہ کی صفا کی
دل لگا ہیں بچا بچا کے لیئے

۱۳۴
اُس پہ چوری کا جب لگا الزام
سرِ محفل جتا جتا کے لیئے
۱۲

یارب نکال چاہِ زنخدان کی چاہ سے
یوسف کو جس طرح کہ نکالا تھا چاہ سے

کیا ڈر گیا ہے وہ مرے بخت سیاہ سے
قاصد جو اُلٹے پاؤں پھر آیا ہی راہ سے

انکار وصل کرتے ہو چشم سیاہ سے
تم کاٹتے ہو بات کو تیغِ نگاہ سے

اک میرا حال دیکھیے چشم سیاہ سے
اک اپنا حال دیکھیے میری نگاہ سے

شائد کہ نکلے کام مرا دودِ آہ سے
کچھ یہ بھی کم نہیں مرے بختِ سیاہ سے

عالم سیاہ آنکھوں میں ہے دودِ آہ سے
کچھ یہ بھی کم نہیں مرے بخت سیاہ سے

آواز نالہ سُنکے چمکتے ہیں گھر میں آپ
ہے حسن آپ کا نمکین شورِ آہ سے

وقتِ وداع کہتے ہیں گھبراؤ کس لیے
گر سچ ہے جذبِ دل تو پھر آئینگے راہ سے

آنکھوں میں گھر کیا تو رُلاؤ نہ اسقدر
ہے تیرا ۱۲ لیوں ۱۲
گر جاؤ گے تم کہیں نہ ہماری نگاہ سے

ہنس کر کہا کہ اتنی بناوٹ سے فائدہ
جس دم گیا میں سامنے حال تباہ سے

اذن فغان سے حسن ترا ہوگا بد نمک
عالم سے شور اُٹھے گا مری شورِ آہ سے

۱۳۵ — ۴ —
عاقل ادب ہے مانعِ نظارۂ جمال
الٹی مری نگاہ پھری آتی ہے راہ سے
۵

چارہ وحشت کا مری آہ کہان ہوتا ہے
تیری باتون سے تو ناصح خفقان ہوتا ہے
ضعف سے میری زبان کا ہے اٹھنا دشوار
کہ وہی پردۂ رخسار بیان ہوتا ہے
کیا ڈھٹائی ہے لڑے غیر سے اک بوسہ پر —
اور پھر سامنے میرے وہ بیان ہوتا ہے
پردہ داری ہے غضب پلکین جھپک جاتی ہین
آپ کا نور بھی آنکھون سے نہان ہوتا ہے

۱۳۶ ۴
رنگ بیڈھب ہے خدا خیر کرے ای عاقل
آج کچھ کل سے زیادہ خفقان ہوتا ہے
۷

خاموش ہین کچھ وصل کا انکار نہین ہے
یان شوق کو کچھ حاجتِ اقرار نہین ہے
گو رحم کے قابل یہ گنہگار نہین ہے
پر عدل کی تاب ای مرے غفار نہین ہے
غیرون پہ مگر لطف سے تم صرف کروگے
یہ صرفہ نگاہون کا بھی بیکار نہین ہے
دل لے کے نہ میرے دلِ آوارہ کو پوچھا
دلبر ہے وہ خودکام پہ دلدار نہین ہے
ہین خار مژہ زینتِ گلزارِ رخِ یار —
دیکھو چمنستان کوئی بے خار نہین ہے
وہان پرسشِ پنہان کے لیے چشم سخنگو
یان ضعف سے ہلتا لبِ اظہار نہین ہے

۱۳۷ ۴
پہلے بھی برا حال تھا اور اب تو زیادہ
عاقل تمھین کچھ عشق سزاوار نہین ہے
۱۹

بیداد نہ جا حشر کے انداز سے جانے والے
چپ نہ بیٹھین گے ترے ناز اٹھانیوالے
رکھتے رنگین زبان کیا ہین زمانے والے
پاک دامن کو بھی ہین داغ لگانیوالے

غیر کے نام پہ ہوتا ہے خفا کیا کہنا
کیوں بگڑتا ہے تو او بات بنانے والے

بے وفا کہہ کے لگاتے ہیں وہ ٹھوکر سر قبر
نام کی طرح نشان بھی ہیں مٹانے والے

ہائے کیا دن تھے کہ دل دیکھے نہ بچھتاتی تھے
یاد آتے ہیں ہمیں اگلے زمانے والے

مژدہ اے وعدۂ فردا کہ قیامت ہے بپا
سنتے ہیں پانوں میں مہندی ہیں لگانے والے

قبر میں بھی نہ دیا چین شب فرقت نے
کہ نکیرین بھی آئے تو ڈرانے والے

در و دیوار گرا دے ندا اے جوشش اشک
کہ وہ ہمسائے ہیں مہمان ہیں آنے والے

دل گیا صبر گیا شرم گرا اے جان حزین
دیکھ اس طرح چلے جاتے ہیں جانے والے

بزم اغیار میں کیونکر نہ کروں ضبط سرشک
کہ یہاں سب بیٹھے ہیں طوفان اُٹھانے والے

وعدہ آپہنچا قیامت ہوئی پر تم ہی نہ آئے
دیکھو اس طرح چلے آتے ہیں آنے والے

ان کو بھی خود نہ رہی اپنی جفا کی برداشت
کیا سبکدوش ہوئے ناز اُٹھانے والے

ہوگیا جسم فنا میرا گران جانی سے ز ت
ہیں سبک دوش جنازہ کی اُٹھانے والے

ضعف یہ اور یہ برداشت خدا کی قدرت
ناز کرتے ہیں ترے ناز اُٹھانے والے

وحشت غربت میں صدا دیتی ہے ہمت ہم کو
ہٹ نہ پیچھے قدم آگے کو بڑھانے والے

منزل عشق کی بھولیں نہ کبھی راہ۔ اگر
پچھلی باتوں پہ چلیں اب کے زمانے والے

غمزہ و عشوہ و انداز حیا طرز خرام
یہی دو چار تو ہیں دل کے چُرانے والے

شاعری کا سبب نقص ہے اظہار کمال
لڑتے پھرتے ہیں طبیعت کے لڑانے والے

۱۴۸	واعظا سوچ سمجھکر سر منبر ہو وعظ آج یاں حضرت عاقل بھی ہیں آنیوالے	۱۹

بلا نہ حبیب کوئی ایذا کا ڈھب جہان کے لیے
فلک زمین بنا کوچہ بتان کے لیے

ازل مین جب کہ تلوّن بنا بتان کے لیے
رکھا کچھ اُن سے زیادہ مرے گمان کے لیے

کبھی ٹھہر سکے نہ بوسے اُس آستان کے لیے
غضب یہ روز کی گردش ہو آسمان کے لیے

اجل ہے تنگ مری جانِ ناتوان کے لیے
نہین ہے ایک نفس جسم مین نشان کے لیے

مدام ہوے جو اُس سنگ آستان کے لیے
ملا دہن اُسے پا بوسیٔ بتان کے لیے

فغان کے لفظ مین بھی لب سے لب نہین ملتے
اثر ملے تو ملے کیا مری فغان کے لیے

وہین نہ تھمنے دیا کیا کہون ہین گردش کو
کہ چھوڑ بیٹھا ہون مین دوجہان جہلنکے لیے

مرا وہ حال ہے تم بھی نہ جسکو دیکھ سکو
بلاؤ بزمِ عدو مین نہ امتحان کے لیے

کدورتین جو مرے دل کی ہین ترقی پہ تو
یقین ہے کہ بنے قبر آسمان کے لیے

خموشیون مین بھی سو حسرتین جھلکتی ہین
زبان لال ملی ہے مجھے فغان کے لیے

کھِلائین ٹھوکرین دشمن کو اُسکی قسمت نے
کہ سخت ہو کے بنا سنگ اُس آستان کے لیے

وصال آپ کا ممکن نہ ہو تو چین پڑے
کہ یاس چاہیئے ہی صبر جاودان کے لیے

مُغان کے نشہ مین توڑے ہزار خم ہمنے
غضب ہے توڑین نہ توبہ کو ہم مغان کے لیے

یہ مجھسے ضد ہے جو زنجیر اُسنکے در کی ہلی
تو حلقہ حلقہ کا مُنھ کھُل گیا فغان کے لیے

بُلا کے گھر مین کھلاؤ نہ زہرِ رشکِ رقیب
اُٹھا رکھو یہ کسی اپنے میہمان کے لیے

تمہارا وصل بھی طوفان ہے قیامت ہی
کہ عمر نوح نہ کافی ہو امتحان کے لیے

جسے کہ کہتے ہین اُردو زبان دہلی ہے
ق
یہی دلیل ہے کافی مرے بیان کے لیے

کسی کو اُنکنے اگر ہمسری کا دھیان آئے
بنائے لفظ نئے دعویٔ زبان کے لیے

١٣٩	کردن ہجو راز محبت کو فاش مین عاقل زبان اُٹھ کے ہو پردہ رخ بیان کے لیے	۵

صورتِ عیشِ وطن یاد آئی — تلخیٔ رنج و محن یاد آئی

ہائے قسمت کہ لگا کر اک وار — اُن کو گلگشتِ چمن یاد آئی

نالوں سے پھول جھڑے مثلِ شرار — جب تری غنچہ دہن۔ یاد آئی

شامِ غربت میں ہیں کیا کیا جلوے — آج کیوں صبحِ وطن یاد آئی

۱۴۰	چُپ لگی آپ کو کیوں اے **عاقل** صحبتِ اہلِ سخن یاد آئی	۴

جو شجر شررفشان ہے وہ جو برق اک جہان ہی — وہ جہان پہ باغبان ہی وہین اپنا آشیان ہے

مرے زخمِ دل کا دامان اسیواسطے ہی جانان — سرِ رہگذر ہے نادان تری تیغ خونچکان ہے

یہ ستم کہ دل ہی لینگے یہ جفا کہ پھر نہ دینگے — یہ غضب کہ چُپ رہینگے جو کبھی کہون کہان ہے

۱۴۱	یہ نفس کی ہی روارو کہ ہین خوف دل کو سوسو یہ ہوا مین شمع کی لو کبھی گم کبھی عیان ہے	۱۷

دردِ معشوق پہ مرنے سے سوا ہوتا ہے — روح کھنچنے سے کب انسان دوا ہوتا ہے

حیلہ مہندی کے لگانے کا سدا ہوتا ہے — مژدہ ائے شوق وہ پابندِ وفا ہوتا ہے

مرتبہ گردشِ قسمت سے بڑا ہوتا ہے — آسمان مرجعِ امید سدا ہوتا ہے

اُٹھنا آپس کی صفائی کا بُرا ہوتا ہے — عکس بھی آئینہ ہٹنے سے جدا ہوتا ہے

تری تلوار کو مین دستِ جنون سمجھونگا — کہ مرا پیرہنِ جسم قبا ہوتا ہے

حور کے ذکر پہ واعظ بھی مرے جاتے ہین — سُن لیا ہے کہ محبت مین مزا ہوتا ہے

اشکِ پُرشور مگر غیر کے پوچھے تمنے — پھیکا پھیکا سا جو کچھ رنگِ حنا ہوتا ہے

مری اُفتادگی اُسکو ہے یہان تک منظور — ذکر چلتا ہے جو میرا تو خفا ہوتا ہے

چپ رہا کرتے ہین اسواسطے اُس بزم مین ہم
کہ ہر اک بات مین غیرون کا کہا ہوتا ہے

گل داغِ دلِ عشاق وہ بن جاتا ہے
نقش پا جب ترے قدمون سے جدا ہوتا ہے

بزمِ احباب کا ہے رنگ بنارس مین کچھ اور
جو کہ اُٹھ جاتا ہے اُس کا ہی گلا ہوتا ہے

تم نہ ڈالا کرو دامانِ نگہ غیرون پر
کہ وہی پردۂ رخسارِ حیا ہوتا ہے

عکس تیرا جو ٹھہرتا نہین شوخی کے سبب
خانۂ آئینہ مین حشر بپا ہوتا ہے

ناصحا آپ سے ناکس کی سنین ہم باتین
سچ کہا عشق کا انجام برا ہوتا ہے

تیرا انداز بھی ہے تیری طرح سے بدخو
سارے عالم کے حسینون سے جدا ہوتا ہے

لغزشین کیا ہون مضامینِ کہن مین عاقل
وہی گرتا ہے جو زورون پہ چڑھا ہوتا ہے

۱۴۲

کب ہمین چین ملا چرخ کے ہاتھون عاقل
آج محرومیٔ قسمت کا گلا ہوتا ہے

۷

پھر جفا اضطرار کی سی ہے
یادِ روئے نگار کی سی ہے

پھر جلایا کسی نے محفل مین
بو دلِ داغدار کی سی ہے

پھر مژہ یاد آ گئی کوئی
اِک خلش دل مین خار کی سی ہے

پھر کسی زلف کا بندھا سودا
حالت اِک انتشار کی سی ہے

پھر ستایا کسی کے وعدہ نے
شکل کچھ انتظار کی سی ہے

پھر خبر ہے کسی کے آنے کی
آمد آمد بہار کی سی ہے

۱۴۳

تیرے ثواب کو پھر اے عاقل
آرزو وصلِ یار کی سی ہے

۵

یہ پہلو مین رکھنے کے قابل نہین ہے
جسے پھیرتے ہو یہ وہ دل نہین ہے

عدو باتین کرتا ہے آنکھین ملا کر / تری تیغ ابرو کا گھائل نہین ہی

رہو ساکت پر دو دن مین آنکھون کے میری / کوئی پردہ اسے جان حائل نہین ہی

یہ ضبط اور تڑپ دیکھنے کی ہے قابل / پھڑکتا ہے دل اور بسمل نہین ہی

۱۴۴

توہی سامنے ہی نہ شرما تو اتنا / یہ آئینہ تیرے مقابل نہین ہے

۲۲

جہان رستہ بہکتا راہبر ہے / وہی قاصد کسی کی رہ گزر ہے

نہین شوقِ شہادت کس قدر ہی / گرا آنسو کا جو قطرہ وہ سر ہے

چمک بجلی کی ہے درد جگر مین / شبِ فرقت کی اپنی یہ سحر ہے

کیا تھا وعدہ فردا تو آجا / قیامت آج یان ای فتنہ گر ہے

جسے تم کم سے کم سمجھے غمِ ہجر / وہی تو بیشتر سے بیشتر ہے

شبِ اقرار کیون لون منتِ صبر / وہ آئین یا نہ آئین کیا خبر ہے

اسے کسطرح مین دل سے نکالون / ترا پیکان مرا لختِ جگر ہے

سنا ہے حشر مین بے پردہ ہونگے / قیامت مین قیامت کی خبر ہے

ہمین صبر آئے انکو رحم آئے / یہ ہے دشوار وہ دشوار تر ہے

مجھے کیون دل کی ویرانی کا صدمہ / اجاڑین یا بسائین انکا گھر ہے

انھین بزم عدو سے وہ تو جان آئے / مدارِ زندگی اب حشر پر ہے

شبِ فرقت ترے رخ کا تصور / سحر ہے پر قیامت کی سحر ہے

فلک کے بدلے قسمت کو نہ الٹا / ہماری آہ مین الٹا اثر ہے

وہ بھولے آج راہِ خانۂ غیر / مقدر اب ہمارا راہ پر ہے

دعا مقبول اُٹھے گر ضعف مین ہاتھ
دعا کہتے ہین جس کو وہ اثر ہے

ہین لاغر ہون رگِ سنگ حوادث
چراغ زندگانی اک شرر ہے

ہوئی بیکار اَی قاتل تری تیغ
کہ بال اُسمین ترا عکسِ کمر ہے

ہوا کیا بو الہوس چاہی جو تسکو
خطا ہو جاتی ہے آخر بشر ہے

جو لڑکے ہم پہ برساتے ہین پتھر
ہمارا نخلِ وحشت بارور ہے

ہوا ہے لاغری سے ظلم کا جز
ہمارا دل پہ تیرِ نظر ہے

لڑین آنکھون سی جب آنکھین تجھ دیکھین
نکل آئے کوئی دل مین اگر ہے

۱۴۵	زوال اُسکو ہے جو کامل ہی عاقل ہمارے عیب کا مرجع ہنر ہے	۹

اُس سے کیونکر جان اَی ناصح بچائی جاتی ہے
اک ادا معشوقیت کی جسمین پائی جاتی ہے

عقل کہتی ہے بتون سے بچ کے چلنا چاہیئے
اور طبیعت ہی کہ دل دینے پہ آئی جاتی ہے

مر مٹے جب ہم تو اُن کی قدردانی دیکھنا
غیر کو الفت ہماری اب جتائی جاتی ہے

وعدۂ فردا پہ ہم سمجھے تھے ہوگا حشر آج
وان تو ہمدم پاؤن مین مہندی لگائی جاتی ہے

جنگجوئی سے بر آیا مدعا اغیار کا
آنکھ اُنسے اب سرِ محفل لڑائی جاتی ہے

ناتوانی مین ذرا طاقت ہماری دیکھنا
روز سر پر اک نئی آفت اُٹھائی جاتی ہے

رفعتین مجکو ملین خفت سی بزمِ غیر مین
بات میری وان ہنسی مین اُڑائی جاتی ہے

جانِ بن دم توڑنے کی اُسمین طاقت ہی کہان
یہ ترے بیمار کو تہمت لگائی جاتی ہے

۴۶	کیون نہ اَی عاقل کہون فرمائش بہرام جنگ قدردانی کی لگاوٹ بھی تو پائی جاتی ہے	۵

حیرت افزا نہ اگر یار کا جلوہ ہو جائے
پھر زمانہ مین خدا جانے کہ کیا کیا ہو جائے

دیکھکر جیتا ہون اُس چشم فسون ساز کو مین
ای تری شان کہ بیمار مسیحا ہو جائے

غمزہ و ناز کے لشکر کی حفاظت کیجیے
آپ کے کوچہ مین ای جان نہ بلوا ہو جائے

ناتوانی سے ہے خاموش ترا آزاری
حشر آجائے یہ بیمار جو اچھا ہو جائے

۱۴۷

مین اور اسطرح تماشائی بزم حیرت
تو اور آئینہ کا یون محو تماشا ہو جائے

۱۵

کار سحاب لینے لگے اب زبان سے
حسرت برس رہی ہے ہماری بیان سے

دربان پہ کیون خفا ہو۔ اُٹھون آستان سے
تم بھی تو میری جان کہو کچھ زبان سے

یہ سامنے ہے حشر کا میدان چلے چلو
کچھ فاصلہ نہین ہے تمہارے مکان سے

بجلی چمک رہی ہے یہ حسرت تو دیکھنا
بیٹھے ہین منہ لگائے ہوئے آشیان سے

ایذا طلب یہ تھا جو کرم تیرا ای خدا
مینہ کی طرح برستی بلا آسمان سے

گھیرا ہجوم یاس نے ارمان یار کو
یہ کیا سلوک کرتا ہے دل میہمان سے

دیوانگان وحشت سے جبین جو جبین ہر دشت
موجین جو بنگئی ہین ہوا کی نشان سے

دانتون کی ضو کو ہنسنے مین للہ دکھینا
بجلی تڑپ کے نکلی ہے موتی کی کان سے

جس طرح سے نشیب کی جانب روان ہو آب
ہوتی ہے اور طبیع روان امتحان سے

آتے ہین کیون تصور وصلت کو عش پہ عش
پوچھون گا ایک دن مین کبھی تیری دہان سے

پچتاؤ کیون عدو سے نظر باز یونکی بعد
یہ تیر اب تو چھوٹ چکا ہے کمان سے

مطلب تو ہے یہی کہ نہ غیرون سے بات ہو
اچھا یون ہی سہی نہ کہو کچھ زبان سے

صورت بھی کوئی چاہیئے سیرت کے واسطے
کعبہ مین بت کو لائیے ہندوستان سے

ٹکراتی ہوگی سر در و دیوار سے صبا		ای نامہ بر تو جائیو وان اس نشان سے
۱۴۸	عاقل بلند شعر ہین فکر بلند سے بائین زمین کرنے لگی آسمان سے	۹
اقرار کی خصلت مرے قاتل مین نہین ہے تو نجد مین اور دشت تصور مین ہے لیلیٰ اس سادگیٔ وضع پہ سقا کی عالم کیا خوش ہون شب وصل مین ارمان جو نکلا شہرہ ہے کریمون کیلیے شور مچانا	×	پر منھ سے نکلتی بڑی مشکل مین نہین ہے اے قیس تمنا تری محمل مین نہین ہے منہدی بھی کف حور شمائل مین نہین ہے حسرت یہ وہی ہے جو مرے دل مین نہین ہے گویائی کی طاقت لب ساحل مین نہین ہے
۱۴۹	ہم تو کفنی پہنے ہوئے آئے تھے گھر سے لو آج ہی خنجر کف قاتل مین نہین ہے	۲۴
افشان کے گر ستارے جبین پر بنائین گے بانین وہان ندیم مقدر بنائین گے بگڑے گا دل تو صورت محشر بنائین گے ہوتے ہین قتل ظلم کی رونق کے واسطے ہوجائے یاس ہم کو ذرا اتنا صبر کر چمکا رہے ہین بہ تو عکس جمال سے بیدل ہوے ہین دل ہی کی خاطر سے جان من تقدیر نے بٹھا دیا مسند پہ فقر کی ہے کم نگاہیون کی جو مجھ پر زیادتی	×	بگڑا ہوا وہ میرا مقدر بنائین گے بگڑی ہوئی وہ بات کو کیونکر بنائین گے تصویر تیرے قد کے برابر بنائین گے ہم اپنے خون کو تیغ کا جوہر بنائین گے پھر تجھکو ٹھیک اے دل مضطر بنائین گے آئینہ کو وہ بخت سکندر بنائین گے اب ہم بھی اپنے دل ہی کو دلبر بنائین گے ہم خاکسار خاک کو بستر بنائین گے تیغ نگاہ ناز کو خنجر بنائین گے

شب و روز وقت خدا جانے ہر کرے ایک سا عالم
ٹھہر کر دم یہ شاید دورۂ ایام لیتا ہے
ذرا دیکھو تو عاقل صحبت بہرام جنگ اگر
کوئی بخشش یہ آمادہ کوئی انعام لیتا ہے

ہمیں ہون افتادہ عاقل پر مرا مشکلکشا وہ ہے
کہ جسکا نام ہی گرتے ہوون کو تھام لیتا ہے

اشعار متفرق

بت پرستی مین بسر ہو یا خدا کی یاد مین
مشغلہ کچھ چاہیے ہے دل لگی کیواسطے

دیگر

یون ہم آوارہ وطن اپنے وطن سے نکلے
بوئے گل جیسے پریشان چمن سے نکلے
نہ وطن مین رہے ہم اور نہ وطن سے نکلے
مثل معنی کے نکل کر نہ سخن سے نکلے

دیگر

بوتل سے شراب ابل رہی ہے
شیشہ سے پری نکل رہی ہے
جلتی ہے جو شمع تیرے آگے
پروانہ کی جان جل رہی ہے

دیگر

انصاف کوئی غیر کرے تو وہ ظلم ہی
تم ظلم بھی کرو تو خوشی سے قبول ہی

دیگر

شب وصال مین ہی ہی وہ اُن کا شرما کر
دبی زبان سے کہنا کہ آرزو کیا ہے

دیگر

وہ بد نصیب ہون کہ فرشتون نے بعد مرگ
لکھدی عوض گناہ کے حسرت گناہ کی

دیگر

نذر آنکھون نے دیئے دستِ قفرہ پر رکھکے اشک
یان تمارض تھا کہ تم آؤ عیادت کے لیے

دل مین شاہون کی طرح سے یاد آئی آپ کی
ہو گئی اپنی اجسل بے اعتنائی آپ کی

دیگر

گالیان دین اُس نے سب لے گنج ہمین
ناصحا لطفِ جوانی پھر کہان

ہم نے بوسے بھی تو گن گن کے لیے
کیون پھنسین آفت مین دو دن کے لیے

دیگر

روئے روشن یار کا بخت سیہ میرا ہوا
کہتے ہین ہم آئین کیونکر گو اندھیری رات ہی

دیگر

کیون جوانی مین تجھے پیری کی زاہد فکر ہے
ذکرِ پیری آج تو اضمار قبل از ذکر ہے

دیگر

کسی کے آتے ہی یہ ہاتھ پاؤن بھول گئے
گلے جو یاد تھے برسون کے دم مین بھول گئے

دیگر

باغ مین اُس گل کی بو پاتا ہے کون
ہو نہ ہو بادِ صبا کا کام ہے

دیگر

نگہِ گرم کی تاثیر عیاذاً باللہ
سینہ مین دیکھتے ہی آگ بھڑک جاتی ہی

دیگر

یہ روح قصر دہر ہے یا نکہتِ بہشت
کیونکر ترے مکان کی تصویر کھینچیے

دیگر

اک تیرا جلوہ ہے اور اک ہے حیرت باقی ۔ جلوہ دی ہے میری انکھ کی فرصت باقی

دیگر

قطعات

کل اک تماشا دیکھا ہم نے کہ میر عاقل ۔ مسند نشان بزم جن کی مشہور تسبیح عالی
گر وضع غور کیجے وضعیت حقیقی ۔ صورت پر غور کیجیے تو اک حیرت خیالی
پانوں میں کفش پہنے تسبیح کھٹکھٹاتے ۔ سر پر عمامہ بھاری رومال دوش شالی
جاتے تھے چوک میں وہ اک میکدہ کے آگے ۔ پانی بھر آیا منھ میں صورت مگر بنالی
بیٹھے ہوئے جو تھے واں رندان جام آشام ۔ اک مرتبہ سبھوں نے حضرت پہ آنکھ ڈالی
یہ شیخ دھر واعظ وہ لشکر شیاطین ۔ یہ وضعدار اور وہ رندان لاابالی
بے ساختہ کسی نے اک قہقہہ لگایا ۔ آہستہ سے کسی نے اٹھکر بجائی تالی
انکو دکھا کے کوئی غٹ غٹ لگا پڑھانے ۔ پاس آنکر کسی نے اک چھینٹ ٹُکی ڈالی
یہ دیکھ آپ کو بھی غصہ نے آ کے گھیرا ۔ پڑھنے لگے وہ مغفرت جو ہم تھے جلالی
دامن سمیٹ گاہے رندوں پہ بھی بگڑے چلنا ۔ کہنا کبھی کہ تم میں کوئی نہیں حلالی
ناگاہ اک طرف سے اک طفل کفر ملت ۔ رخ جس کا مہر تاباں اور زلف جسکی کالی
جب سامنے وہ آیا بے اختیار ہو کر ۔ قدموں کی راہ آنکھیں نیچی وہ ٹکڑا اٹھالی
اک آہِ سرد بھر کر اس سے ہوئے مخاطب ۔ کب تک رہے گی ظالم یہ تیری لاابالی
سنتا نہیں تو میری اس ظلم کی بھی حد ہے ۔ سمجھو یا مت بھی الگری پانوں ہی میں وہ ڈالی

جب سن چکا وہ سب کچھ بولا کہ میرا صاحب
اس وضع پر یہ باتیں! تم خوب ڈھب نکالی

دیگر

خدا کے واسطے ای چارہ ساز و
یہ مجھپر کیون ہجوم اتنا کیا ہے

عوض مین نسخہ کی لکھو تم اُس کو
ترا بیمار ہجران مر رہا ہے

ہمیشہ جان دیتا تھا جو تجھپر
مرض مین موت کے وہ مبتلا ہے

دیگر

کل حُسنِ اتفاق سے آئے وہ میرے گھر
اس چال سے کہ جان قیامت فدا کرے

آنکھون مین نشہ مین کیفیتِ سرور
ذوقِ نگہ کہ عشوۂ حسرت فزا کرے

ہر بار دوش سے وہ سرکنا ڈوپٹہ کا
ذوقِ نگاہ شوق کہ دیکھا کیا کرے

انداز پائنچون کے اُٹھانیکا ہی غضب
محشر بھی دیکھکر پئے تعظیم اُٹھا کرے

لب پر صدائے ترنم سے الفاظ التفات
وہ خوشنما صدا کہ ہمیشہ سُنا کرے

صبر و سکون و تاب و توان نذر ہر قدم
اب دل مین ہوش کب ہی کہ جانکو فدا کرے

اس بیخودی سے بیٹھے کی پاس اور پھرا کے مُنھ
بولے کہ اپنے ہوش کی کوئی دوا کرے

آنے کی جب ہمارے کسی کو نہ ہو خبر
بدنام کیون ہمین کوئی بے فائدہ کرے

بے اختیار مین نے کہا دل سنبھال کر
جلوہ ہی ہے یہ ہوش ربا کوئی کیا کرے

اک دم کے وصل کیلیے کیا ہوش مین وہ آئی
جو عمر بھر فراق کی صدمے سہا کرے

پاسِ وفا جو تم کو نہین پھر تمھین کہو
اِس التفات کا کوئی کیا آسرا کرے

ہان ہوشِ رفتہ میرے ابھی ہوتے ہین بجا
وعدہ وفا کا تم سا جو اہل جفا کرے

ہنسکر کہا نگاہِ حقارت سے دیکھکر
تھا قبل تمھین بھی عقل کچھ آئی خدا کرے

اُس سے زیادہ کون جہان مین ہی بیوقوف
جو ہم سے دل لگا کے امید وفا کرے

مخمس بر غزل غالب مرحوم

یہ ہم نے مانا کہ عاشق کی آبرو کیا ہے　　یہی کہ شوخیوں کو دہشت عدو کیا ہے
خدا کیواسطے لیکن، یہ تم مین خو کیا ہے　　ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمھین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

خراش ناخن دست جنون کی نذر ہے تن　　قبا کہین سے بنین چاک اپنی نا دامن
عبث ہی ناصحون کو فکر رشتہ و سوزن　　چپک رہا ہی بدن پر لہو سی پیراہن
ہمارے جیب کو اب حاجت رفو کیا ہے

گہر سمجھ کے کیا رد کہا کہ کیا ہو گا　　نہ پہلے سمجھے کہ یہ دل ہی کام کا ہوگا
جلا کے ڈھونڈھنے سی کچھ نہ فائدہ ہوگا　　جلا ہے جسم جہان دل بھی جل گیا ہوگا
کریدتے ہو جواب راکھ جستجو کیا ہے

کہا کہ عشق مین جاتا ہی دم نہین قائل　　تو ہنس کی بولے کہ بنتا ہے دم نہین قائل
بدن مین جان ہوا در ہو نہ دم نہین قائل　　رگون مین دوڑتی پھرنیکے ہم نہین قائل
جب آنکھ ہی سی ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

کبھی نہ بخت کا لاتی تھے ہم سخن اُس سے　　مخاطب آج ہوا پھر وہ کم سخن اُس سے
اس التفات کی ہین دم بدم سخن اُس سے　　یہ رشک ہی کہ وہ ہوتا ہی ہمسخن اُس سے
وگرنہ خوف بد آموزی عدو کیا ہے

تو دست جان کی پیر مغان نہ کر تکرار　　ذرا فریب تو اضع مین آنا ہی دشوار
مثل یہی ہو کہ "نادان بکار خود ہشیار"　　پیون شراب اگر خم بھی دیکھ لون دو چار
یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے

کسان آرزو ... زبان ... کا نام آیا
کبھی نہ ... قیامت ... سنایا تھا
مگر وسیلہ سے کمال فروغ ہے پاتا
ہوا ہی شہ کا مصاحب پھرے ہی اتراتا
وگرنہ شہر مین غالب کی آبرو کیا ہے

مخمس بر غزل مرزا صابر مرحوم

جب تو سمند ناز پہ مثل ہوا سے چلے
ہم مٹ گئے پہ ساتھ ترے دلربا چلے
پھر کوئی خاکسار ترے ساتھ کیا چلے
کب تجھ سے مثل نقش قدم ہم جدا چلے
ہر گام جسم تو سے ترے زیر پا چلے

سخت سیہ سی ہین مری دن رات ایکسان
ہر دم رہ تلاش مین ہو روشنی یہان
دل ڈھونڈھنے کو جاتا ہے اپنے کہان کہان
مجھ تیرہ روز کی نہ چھپین نیک چلنیان
لیکر چراغ شعلۂ آوازہ پا سے چلے

مثل حباب محو ہون کبر جہان سے غیر
بنکر بخار آپ اٹھین اُس مکان سے غیر
مانند موج اُلجھین نہ مجھ ناتوان سے غیر
اڑ جائین قوم عاد کی مانند دہان سے غیر
ایسی ہی ایک روز الٰہی ہوا چلے

کرتے ہو کیون مثال شجر زندگی پہ ناز
دیکھو ہمین تو دیدہ دل ہو تمہارا باز
کھو و متاع عمر بہ ہرگز نہ چشم آز
آگر اذان سُنی تھی پہ چلے تو ہوئی نماز
ہم عرصۂ حیات مین کیا آئے کیا چلے

برباد بختیان مری اے چرخ گل نہ ہون
امواج نور گم صفت موج گل نہ ہون
باغ فروغ نام سے پژمردہ گل نہ ہون
تن پر چراغ داغ ... گل نہ ہون

ہمکو بُرا بھلا رہے کہتے ہماری بعد — پھوڑے جہان نے دل کے پھپھولے ہمارے بعد
ہین یادگار طور ہمارے ہماری بعد — اُٹھتا نہ بار عشق کسی سے ہمارے بعد

ہم اور اپنی جان کو اُسمین کھپا چلے

دشمن ندیم اُنکی جو صحبت کے ہو گئے — آشفتہ شکل نکہتِ گل دلمین ہی رہے
مثل چراغ صبح وہان پا نہ تھم سکے — اُس تنگدل نے دلشکنی کی تو بزم سے

بنکر شکست آئینہ کی ہم صدا چلے

عاقل جو ہون اشارے اُنھین اکتفا کرین — ہو آنکھ تو معائنہ بے آئنہ کرین
اور یہ اگر نہین تو بھٹکتے پھرا کرین — صاؔبر نظر نہ ہو جو کسیکو تو کیا کرین

دنیا کو حال زار ہم اپنا دکھا چلے

مخمس بر غزل ذوق

اپنی حشمت ہی مین دیوانے ہین حشمت والے — کس کی عزت کو سمجھتے ہین یہ عزت والے
والی کشور دل ہین جو ہین الفت والے — کیا غرض لاکھ خدائی مین ہون دولت والے

اُن کا بندہ ہون جو بندے ہین محبت والے

زجر و توبیخ کرین لاکھ شریعت والے — کس کی سُنتے ہین یہ رندانی طبیعت والے
شور ہر چند کرین سر پہ قیامت والے — ساقیا ہون جو صبوحی کے نہ عادت والے

صبح محشر کو بھی اُٹھین نہ ترے متوالے

ہزرا عاشق لبہا حسرت سے دمِ سرد بھرے — کامیاب اُسکو تو اک بوسۂ لب سے نکرے
ہائے وہ کیا کہ ہزار دن اسی حسرت مین مرے — کس مرض کی ہین دوا یہ لب جان بخشش ترے

جان لب ہین ترے آزار محبت والے

جو کہ طماع ہین گو لاکہ وہ رکھین حشمت
پہ نہین فکر سے خالی کوئی اُن کی ساعت
ہاے بے چین سے بیٹھین کوئی دم کیا طاقت
حرص سے کے پھیلتے ہین پانون اقدار وسعت

تنگ ہی رہتے ہین دنیا ہین فراغت والے

حال جو اُسکے تصور مین ہی واقف ہین سبھی
دیکھ لون ایک نظر اُسکو تو چین آئے ابھی
ہائے صورت کو ترستا ہون جو لکھواؤن کبھی
ہائے رہے حسرت دیدار مری ہائے کو بھی

لکھتے ہین ہائے دو بیتی سو کتابت والے

جب تلک جیتے تے ہر کوئی ہمارا تھا یار
بعد مرنے کے کسی نے بھی نہ پوچھا زنہار
ہان مگر سوز جگر والے سبنے ماتم دار
نہین جز شمع مجاور مری بالین مزار

نہین جز کثرت پروانہ زیارت والے

ہم تو غم خوار ہین غم کے ہین غم کی خواہش
ہے نہ بی ناز فروشی کی الم کی خواہش
نہین ظاہر پہ بطون آہ ہے ستم کی خواہش
نہ ستم کی کبھی خواہش نہ کرم کی خواہش

دیکھ تو ہم بھی ہین کیا صبر و قناعت والے

گو کہ بیماری ہجران بھی ہے اک محنت بلا
طعنے لیکن ہین عزیزون کے عجب رنج فزا
تیرے آنے ہی پہ موقوف ہے اب میری شفا
تو جو آجائے تو ہو اثر درد محبت کی دوا

میرے بیمار دہون بیدرد نصیحت والے

دل کی حالت کو مری پوچھتے ہو یار و کیا
یہ وہ بیمار ہے جس کا نہ طبیب اور نہ دوا
ہان مگر پوچھنے کو از رہ الطاف و عطا
کبھی افسوس ہی آتا کبھی رونا آتا

دل بیمار کے ہین دو ہی عیادت والے

ای خوشا بخت میری صورت کے … کہ بے کھینچین میں احمد جان
یہ کشش ہو کسی کے دل کی مگر … اسکے باعث ہوئے ہین مہدیخان
مین ہوان آئینہ تو وہ ہین منفعلیں … کھینچے کھینچے پھر ابن پا ہین جہان
دیکھ لین گر یہ مانی و بہزاد … شکل تصویر ہی رہین حیران
مین جو رکھتا تھا عیب صورت کا … نقش کے پردہ مین کیا ہے نہان
ڈالتے جان ہین یہ صورت مین … فن صورت گری کے ہین یہ جان
مین سمجھتا تھا اپنے کو بے مثل … پر انھین کہیئے بےمثال اس آن
یعنے مجھ جیسے بے مثال کا مثل … نقش کے پردہ مین کیا ہے عیان
مرحبا ای نشاط عیش خوشی … حبذا ای سرور قلب جہان
بارک اللہ ای مصور روح … فرخا ای قبول خاطر و جان
سجع عاقل نے یون کہا تیرا … دل ایمان علی ہین احمد جان

قطعہ در شکریۂ آغا مرزا نواب سرور جنگ بہادر استاد حضور پرنور دام ملکہٗ۔ کہ در فروخت اخبار سعی فرمودند

مجھسے پوچھے کوئی کہتے ہین کسے خلق و کرم … کوئی دنیا مین نہین جانتا ہے میرے سوا
مین بھی کیا جانون مگر از رہ فیض و اخلاق … آغا مرزا نے بتایا کہ یہ ہے لطف و عطا
لطف وہ لطف کہ جس لطف پہ قربان ہی لطف … خلق وہ خلق کہ جس خلق پہ ہے خلق فدا
حبذا ای کرم خالق فیضان و کرم … جب سکئے حق سے لے تر زیان … [illegible]

آب نیسان ہوا پانی کی عوض اُسمین شریک
گوہرِ فیض تری ذات کا پھر نام ہوا

تاکہ ہو جنس حقائق کا نہ سودا ارزان
آگ کے بدلے ملی گرمیٔ بازار سخا

تھی نسیم کرم اُس وقت ہوا داری مین
اس کرم النفسی کا ہے رکھا نام ہوا

گرد آئینہ ہوئی خاک کے بدلے جو خمیر
تو ہوئی آئینۂ دل مین صفا جلوہ نما

رونگٹا رونگٹا ہو جائے اگر تن پہ زبان
سعی مشکور کا تیری مین کرون شکر ادا

سعی تیری میری امید کو تسکین فراغ
تیری تسکین مرے امراض کو داروی شفا

شکر ہے تیری عنایت نے کیا تھا ہمین
کچھ خوش آمد نہین عاقل جو ہوا مدح سرا

یہ دعا ہے کہ ہمیشہ ہو دعا تیری قبول
میری خواہش کی طرح ہو ترا اقبال سوا

قطعہ در تہنیت عید با صیام بحضور نواب نظام یار جنگ بہادر دام اقبالہ

گھبرا کے کہان چلا تو ہمدم
ہان غور سے سُن مری کہانی

دلچسپ عجیب داستان ہے
مشہور ہے میری قصہ خوانی

اللہ رے میرا ضعفِ قسمت
پیری پہ نثار ہے جوانی

مرتا ہون بقائے دنیوی پر
ہے موت کی شکل زندگانی

دشمن نکلا وہ آخر کار
سمجھا جس کو مین یارِ جانی

دنیا کے سرد و گرم دیکھے
دیکھا تو ہین جمع آگ پانی

تکلیف کے بعد پائی راحت
راحت مین جفائے آسمانی

ہاتھ آیا نہ گوہرِ تمنا
گو سارے جہان کی خاک چھانی

شاہون کے کبھی مزار دیکھے ۔ وان سمجھ کہ ہے جہان فانی
نے تخت نہ تاج لیک مرقد ۔ باقی ہے فنا کی اک نشانی
گہ بزم خیال مین جو دیکھا ۔ فرعون کا زور ہر اک ثانی
غفلت کی شراب چل رہی ہے ۔ ہر ایک ہے مست زندگانی
مسجد مین گیا جو بھولے بھٹکے ۔ عقبیٰ کی سُنی وہان کہانی
جنت کا سبز باغ دیکھا ۔ دوزخ پہ وضو کا ڈالا پانی
کعبہ کی طرف کیا کبھی رُخ ۔ دیکھا نہ خدا تو دل مین ٹھانی
اب دیر کی چل کے سیر کیجے ۔ کچھ حق کی ملے وہان نشانی
یہان بھی صورت پرست دیکھے ۔ صورت کشِ حسرت معانی
مرقد پہ کسی ولی کے جا کر ۔ منت کوئی گاہ مین نے مانی
گہ بزم مشاعرہ مین جا کر ۔ دکھلائی طبع کی روانی
کچھ خاص نہ پائی داد وہان بھی ۔ دیکھا تو ہے عام قدردانی
اک کوچۂ دل رُبا مین گزرا ۔ بس آگئی خون مین روانی
جان آگئی اُس گلی مین جا کر ۔ دینے لگی کچھ مزا جوانی
بچھا ہوا فرشِ گل تھا گویا ۔ تھی ہر طرف [illegible] خونفشانی
اللہ اللہ ہجوم عشاق ۔ اُف اُف کی صدا سے نوحہ خوانی
دن بھر دیکھا کیا تماشا ۔ شام آئی کہ مرگ ناگہانی
اک جلوۂ دل فریب دیکھا ۔ وہ نکلے [illegible] کی کچھ نشانی
وہ شان وہ آن بان ہے ہے ۔ اٹھتی ہوئی اُن کی وہ جوانی

وہ زلف کہ دام [illegible] سی
وہ مانگ کہ خطِ کہکشانی

وہ آنکھ کہ قاتلِ جہان تھی
ابرو تھی کہ تیغِ اصفہانی

کیا کہیے نظر گئی کہان پر
سینہ پہ تو پھٹ پڑی جوانی

کیا اُس کی کمر کا وصف کیجے
گویا کہ عدم کی تھی نشانی

آواز قدم یہ کہہ رہی تھی
اک دن ہے یون ہی قیامت آنی

غش ہوگیا دیکھکر یہ جلوہ
کچھ روز وہین کی خاک چھانی

چین آیا نہ رشک سے وہان بھی
قسمت مین تھین رہ اُنھین جو پانی

لی دشتِ جنون کی راہ وہان سے
منظور تھی سر پہ خاک اُڑانی

آپہنچا غرض کہ حیدرآباد
اب مین نے جنون کی قدر جانی

دیکھا تو عجیب چہچہے ہین
ہے عید کی سب کو شادمانی

پھر مجکو خوشی سے کیا علاقہ
ہنسنے ہی نہ دے غمِ نہانی

پھرتے پھرتے جو تھک گئے پانون
ہمت کو تھی قسمت آزمانی

بٹھلا دیا لاکے ایک در پر
تھی جس سے خجل بلند شانی

دربان سے پوچھا کس کا در ہے
جس کی یہ تجھے ہے پاسبانی

کہنے لگا ہنس کے بے خبر ہے
ہے بابِ امید یک جہانی

یہ در ہے اسد علی کا جس پر
قربان نوابی صدقہ خانی

جب مین نے سُنا یہ نامِ نامی
بس آگئی طبع مین روانی

سونچا کہ ہے عید ماہِ روزہ
کچھ تم بھی کرو قصیدہ خوانی

لکھے پھر سونچ کر کچھ اشعار
از راہِ امید قدردانی

چشمے سے ترے کرم کے نواب
ہمت کو ہے گو کہ فکرِ عالم
دروازہ کا ہے گدا جو تیرے
آنکھوں کا اشارہ کرم ہے
تقریر مین تیری جان فزائی
امید کے پھول چن رہا ہون
تحریر ہے موجِ بحرِ جودت
کرتا ہے دعا یہ خستہ عاقل

خورشید بھی بھر رہا ہے پانی
آتی نہین طبع پر گرانی
ہے حاتم طائی کا وہ ثانی
مردون کو نویدِ زندگانی
اللہ ری تیری خوش بیانی
ہر بات مین ہے جو گل فشانی
دیکھے کوئی خامہ کی روانی
آخر کب تک یہ قصہ خوانی

عید رمضان تجھے مبارک
اور مجکو یہ تیری مدح خوانی

رباعی

واجب ہوئی ممکن سے قدامت تیری
ہے آنکھ اگر تو دیکھ لے گا عاقل

کثرت سے نمودار ہے وحدت تیری
روشن ہی مجاز سے حقیقت تیری

دیگر

یارب آرام آب و گِل مین دیدے
پروا نہین کرتا ہی خردمند طبیب

تسکین مرے دردِ جان گسل مین دیدے
کچھ درد بھی بیدرد کے دل مین دیدے

نامہ

ای دل آزار دلبرِ دلدار
نہ مرے حال پر ترس کھایا

ای ستم پیشہ ای جفا کردار
رخِ تابان نہ مجکو دکھلایا

چُرا کے کھاتے تھے جب حاجی صاحب آم آم
تو اپنے فتوے لیسے کر دیتا تھا مین اُن کو حرام

خلاصہ یہ کہ مجھے بیخودی غم سے ہے حلال
کہ زیست ہو گئی اب مجھکو مثل بادہ حرام

وہ ڈھیر لگنے لگے الفنون کے دیکھو تو
وہ حکم ہو گیا سرکار کا کہ بھیجو آم

بس آم کھا لیے اب پیٹ بھر گیا اُٹھو
وضو کے بعد دوگانہ ہو شکر کا انجام

اور اُسکے بعد خداوند کو دعا یہ ہے دو
الٰہی تا بہ قیامت رہے یہ بخشش عام

تاریخ طبع دیوان سخی

خدا کا شکر دیوان سخی چھپکر ہوا شایع
نتیجہ میر مقصود علی کی کوششون کا ہے

کیا ہے طبع فرزند سعادتمند نے اُنکے
سخن کے کالبد کیو اسطے جان تمنا ہے

کمائی نیک تھی اُنکی خلف ایسے سلف ویسی
یہ دیوان لخت دل لخت جگر نے اُنکے چھاپا ہے

خدا بخشے عجب کچھ شاعری کیساتھ تقوی تھا
بنارس مین مصنف کو کبھی مینے بھی دیکھا ہے

پڑی ہے جان تازہ شاعری کی جسم مین گویا
لکھی تاریخ عاقل ذکہ نظم روح افزا ہے

۱۳۰۸ھ

قطعہ درشان فلک نما و نذر عالیجناب وزارت مآب نواب

سر وقار الامرا بہادر دام اقبالہ و زاد اجلالہ

کس جگہ آج یا خدا پہنچا
مین ہون اور رفعت آزمائی ہے

ہو گئی اب نصیب کو معراج
آج تقدیر کی بن آئی ہے

آہ عاشق مین بن گیا یا رب
کہ فلک تک مری رسائی ہے

یا منجم کی ہو گیا مین نگاہ
آنکھ مین یہ زمین سمائی ہے

زاہدون کا مگر خیال ہون مین — ذہن مین حدِ عرش آئی ہے
اس مکان کو نوان بہشت کہون — روح نے راحت ایسی پائی ہے
اس مکان کے مکین کا کیا کہنا — جاہ حصہ مین جن کے آئی ہے
وہ ہے اقبالِ دولتِ آصف — جس کا اقبال خود خدائی ہے
یہ سخا یہ کرم یہ خُلق و عطا — سچ کہو کس کے ہاتھ آئی ہے
خانخانان کے لطف کے صدقے — جس کی یہ خُلق انتائی ہے
مین کہان ورنہ اور یہ بزم کہان — اسی دم کی یہ جان فزائی ہے
چشمِ بد دور ربط آپس کا — ربط کی قدر کیا بڑھائی ہے
اصل مین ایک ہی ہے روح لطیف — پاک گو جسمون مین سمائی ہے
خطِ قسمت کو خود مین پڑھ لون گا — مین ہون اور یہانکی جبہ سائی ہے
عاقل خیر خواہ کر تو دعا — اب زیادہ سخن سرائی ہے
دولون اقبال ہون ترقی پر — اسمین سب کیلیے بھلائی ہے
یہ تو مطلب مرا تمام ہوا — اب ذرا طبع آزمائی ہے
میر کاظم علی کی شادی ہے — اُن کی امید کیا بر آئی ہے
کیا حرارہ لیا ہے پیری نے — آئی جوانی تری دُہائی ہے
ہو مبارک خدا کرے یہ بیاہ — بات تقدیر کی بن آئی ہے
ہے معاً خضاب کا مشکل — بات اک میرزدمین آئی ہے
تھا کہن قصر نوجوانی کا — لیپ پوت اُسکی یہ لگائی ہے
مہندی مل کر جو ہاتھ دھوئے ہین — یہ لگائی ہے وہ بجھائی ہے

یا ضعیفی کی دیکھکر ہمت
تہنیت کو جوانی آئی ہے

پہنی پوشاک ہے جو شاہانہ
صدقے خود شان خودنمائی ہے

سہرے ضعیفی کے آج سر سہرا
کیا خزان مین بہار آئی ہے

قطعہ و تاریخ در تہنیت صحت عالیجناب نواب خانخانان بہادر دام اقبالہ

ہوئی خانخانان بہادر کو صحت
مبارک سلامت سلامت مبارک

مسیحا سے کہدو کہ ہے فخر کی جا
مسیحا ے حکمت سے نسبت مبارک

ہوا خواہون کو شکر انعام شانی
عدو کو فلک کی شکایت مبارک

ہمین اُسکے دروازہ کی جبہ سائی
فلک کو یہ بے سود رفعت مبارک

یہ ذوق تمنا یہ شوق تماشا
یہ خلوت مبارک یہ جلوت مبارک

بہت جلد اس دن کا ارمان نکلا
ہوئی تمکو عاقل یہ حسرت مبارک

مسیحائی تاریخ مین غم نہین ہے
مرض جب گیا غسل صحت مبارک

قطعہ در مسرت مراجعت عالیجناب نواب خانخانان بہادر دام اقبالہ از سفر کلکتہ

کیا ہی چمکے تھے بخت کلکتہ
وہان غم ہجر ہے نمایان آج

حیدر آباد رشک کرتا تھا
کہ مرا قدر دان گیا وہان آج

مرے نواب وہان سے پھر آئے
شکر ہے بخودی سے نقصان آج

پھر دکن مین بہار آئی ہے
کوچہ کوچہ ہوا گلستان آج

عید ہو کیون نہ چشم عاقل کو
دیکھا دیدار خان خانان آج

قطعہ در تہنیت عید البقر بخدمت عالیجناب نواب خانخانان بہادر دام اقبالہ

مرے نواب کو مبارک ہو
عید اسلام یعنے عید بقر

وہ کہ جس کے سلام کو ہر صبح
سر کے بل آتا ہے شہ خاور

وہ کہ جس کے نثار ہونے کو
چرخ کھاتا ہے رات دن چکر

وہ کہ جس کا جمال دیکھنے کو
خود سکندر بنا ہے آئینہ گر

وہ کہ جس کی رکاب بننے کو
بڑھ کے گھٹتا ہے ہر مہینے قمر

وہ کہ قبضہ مین جس کے رہنے کو
بنا مریخ صورت خنجر

وہ کہ چٹکی مین جس کی رہنے کو
کہکشان شکل تیر آئے نظر

وہ کہ جس پر نثار کرنے کو
ابر نیسان مین لاتا ہے گوہر

ہان بتاؤ کہ خانخانان سا
کون دنیا مین ہے عطا پرور

ہان بتاؤ کہ کس کے در کا گدا
مثل حاتم کے ہے سخا گستر

ہان بتاؤ کہ کس کی جود سے ہے
قسمت جود بندہ ہے زر

ہان بتاؤ کہ بے سوال کسے
کون دیتا ہے سیم و گوہر و زر

ہان بتاؤ کہ کس کی چوکھٹ کا
ہے ہر اک ذرہ مہر کا ہمسر

ہان بتاؤ کہ کس کا خلق عمیم
خاص اور عام کو کرے چاکر

ہان بتاؤ کہ کس کی تیغ کی ہمن
گیسوئے حور کی طرح جوہر

ہان بتاؤ کہ کس کے گھوڑے سے
برق شرمندہ اور خجل صرصر

ہان بتاؤ کہ کس کے لب کی دعا
روز رہتی ہے ہم عنان اثر

ہان بتاؤ کہ کس کے ہاتھ کو ہے
نسبت جود خالق اکبر

ہان بتاؤ کہ کس کی آنکھون مین
خود کرم بن گیا ہے شکل نظر

ہان بتاؤ کہ اس زمانہ مین
کون کرتا ہے قدر فضل و ہنر

ہان بتاؤ کہ کس امیر کا آج
کون عاقل سا ہے ثنا گستر

وہی عاقل کہ جس کے مثل و نظیر
نہین دنیا مین اب سخن پرور

وہی جس کے خیال کے ہمراہ
دو قدم بھی نہ جائے وہم بشر

آیا اُس کی زبان پر جو کلام
ہوگیا رتبۂ سخن برتر

سچ ہے فیض ثنا یہ کرسکتا ہے
کیون نہ ہو ہر سخن مین لطف و اثر

پھر وہی شعر پڑھکے ختم کرون
جسمین ایسی دعا کہ خود ہو اثر

میرے نواب کو مبارک ہو
عید اسلام یعنی عید بقر

سہرا جو عالیجناب نواب بہرام جنگ بہادر دام اقبالہٗ کی شادی کی مبارک موقع پر پڑھا گیا

آج یہ کس گل رعنا کے ہے سر پہ سہرا
گوندھتے ہین گل معنی کا سخنور سہرا

یہ تڑپ سے رخِ انور کے ہے مضطر سہرا ۔۔۔ کہ دکھاتا ہے تڑپ اپنی تڑپ کر سہرا

سارے عالم مین اُڑی ہے جو خبر شادی کی ۔۔۔ شہرتِ حسنِ عروسی کو بنا پر سہرا

رشک سے کٹتا ہے رنگِ گُلِ گلشن ہر دم ۔۔۔ تیغ ابروے لطافت کا ہے جوہر سہرا

کرمِ حسن نے تیرے جو کیا ہے گستاخ ۔۔۔ کیسا بے باک چڑھا ہے ترے مُنہ پر سہرا

لن ترانی کا ہر اک آنکھ کو دیتا ہے پیام ۔۔۔ پرتوِ رخ کی طرف سے ہے پیمبر سہرا

مردمِ چشم مری عاریتاً لے نرگس ۔۔۔ کہ تری آنکھ کی پتلی مین کرے گھر سہرا

ہے اسی بزم مین گلگشتِ چمن سبکو نصیب ۔۔۔ دیکھیے باغ ہوا جاتا ہے کھل کر سہرا

ترے آئینۂ رخ نے کیا باطل دعویٰ ۔۔۔ نہین بمثل کہ ہے سہرے کے اوپر سہرا

تا نگاہین نہ پڑین بے ادبانہ رخ پر ۔۔۔ بنگیا نور کی چلمن ترے رخ پر سہرا

لعل و یاقوت و زمرد کی ہر ین صلِّ علیٰ ۔۔۔ اے تری شان کہ اس طرح ہو پتھر سہرا

خوابِ مخمل بھی ہے نرمی پہ گلونکی صدقے ۔۔۔ نظر آرام طلب ہے تو ہے بستر سہرا

رخ پر نور سے لڑتی تھین نگاہین سبکی ۔۔۔ فیصلہ کرتا ہے اب بیچ مین پڑ کر سہرا

ہے اسی سہرے کے مضمون کی اطاعت منظور ۔۔۔ دخترِ فکر کا اسوقت ہے شوہر سہرا

قدر دان قدر فزا جمع ہین یہان ای عاقل ۔۔۔ کیا عجب ہی کہ رہے آج ترے سر سہرا

قصیدہ ناتمام در مدح عالیجناب نواب حسام الملک خانخانان بہادر دام اقبالہ

دلمین ہی اُنکے ملنے کی اسقدر آرزو بھری ۔۔۔ اُنکا خیال کیا مجال کر سکے جلوہ گستری

آج وفا ہے کل جفا یہ بھی طریق ہے نیا
کس سے نباہ ہو گی بھلا طبع مین ہی جو خودسری

حور کے ذکر حسن پر مجھسے فرشتے لڑتے ہین
قبر پہ میری آئے گو کہ ہو آتا سو سری

سرو قدون کی یاد مین قمری نالہ کش ہون
جب تو بنایا واعظا دل کو مرے صنوبری

ہجر مین دیکھنا ذرا فیض خیال وصل کا
آنکھ سے میری اڑ گئی نیند بھی بن گئی پری

پھر عیادت آئے ہین غیر کو ساتھ لائے ہین
ہائے یہ مہر پروری ہائے یہ ظلم گستری

دل کو جلایا واعظا میکدے مین جو آنکر
شیشہ اتار لائیے سامنے ہی گزک دھری

انکی نزاکتون نے کیا شور مچایا رات کو
کام نہ آئی وصل مین حیف ہماری لاغری

دل کو ہمارے دیکھکر منھ نہ بناؤ جانمن
سیکھ لو آئینہ سے تم ناز و ادائے دلبری

دیکھیے آئینہ مین شکل زاہد بارہا ذرا
سجدے کا ہی نشان یا آپ کی تیرہ اختری

ہائے یہ کیا ستم کیا تم نے ستم بھی کم کیا
ظلم کیا کرم کیا لطف مین ظلم پروری

دلمین ہین گو کہ لاکھ داغ جیسے کھلا ہوا باغ
پر نہین غم سے انفراغ غنچہ ہی دم مین صرصری

ہاتھ کسی کے کیا لگے نقد مراد آج کل
کھوٹ ہی دلمین چرخ کی بات کہونگا مین کھری

صاحب جوہر و صفا حیرتون مین ہو مبتلا
ہو نہ یقین تو دیکھ لو آئینہ سکندری

تو دہ کینہ ہے فلک تیر کمال چاہیئے
کھینچیے چلہ بے دھڑک ہے یہی اب کمان گری

اہل کمال اب کہان ہین تو کہین ہین نہان
تیرگی نصیب کو انکی ملی ہے معجری

کوئی کہے تو کیا کہے کوئی سنے تو کیا سنے
کس کو دماغ قدر ہے کس کو سر ہنروری

مومن دہلوی مگر خوب یہ شعر کہہ گیا
شاعری جس کی ساحری سحر بھی سحر سامری

وہ قدر ہنر کو چاہیئے عقل و تمیز و درک و فہم
دست کشادہ دل فراخ منعمی و توانگری

ایک مجھی کو دیکھ لو گو مین نہین ہون ہمہ کمال — لب ہون مقابل فلک تو بھی ہی جنگ زرگری

فلک کو میری غم دیا غم کو بھی اک الم دیا — یعنی کہ غم بھی کم دیا جس سے نہ طبع تنگ بھری

میرا کمال ہی زوال مجھکو زوال ہی کمال — پھر نہ ہو کیونکر ایک حال بہتری زبون تری

سر نہ اُبھرنے دی فلک پاؤن نہ رکھنے دی زمین — بہ پدری ہین شفقتین اور وہ مہر مادری

ایسا مین تیرہ بخت ہون میری سیاہ خانی کی — مہ کو ملی ہی کرکی مہر فلک کو اخگری

اخترِ بخت اسقدر اونچا ہوا کہ ناگہان — آنکھ سے میری چھپ گیا چاہی جو مین نی برتری

کیف مئ سخن ہو کیا جب کہ خمار فکر ہو — رطل گران پہ چاہیئے کچھ تو مجھے سبک سری

مدح کسی کی کیا لکھون قصد قصیدہ کیا کرون — خالی ہو دل تو کچھ کہون وہان تو ہی گرد غم بھری

کاغذ و خامہ کی تلاش کرتے ہی دن گزرتے ہین — آج سے پہلے کل تلک تھی یہی شان لاغری

آج تو روز عید ہے عید ہے اور سعید ہے — کس کے قدم کی دید ہی جس پہ نثار سروری

کس کا جہان مین نہین شکل و نظیر آج کل — ہے بھی اگر تو اسکو بس اپنے سے ہی برابری

جام جہان نما کی سیر دیکھنی ہو تو دیکھ لو — بزم مین کس کی مل گئی چشم جہان کو ساغری

کس کا سحاب مکرمت آج برس رہا ہی یون — کشتِ امید دیکھنا ہو گئی کچھ ہری ہری

نسبت طائی بے درنگ کسکے غلام کو ہی ننگ — میر انظام یار جنگ جس پہ نثار سروری

مدح حضوری مین لکھون مطلع تازہ کوئی اب — سُنکے جسے جلے عدو یعنی یہ چرخ چنبری

مطلع

چرخ کی کیا بساط ہی سُنکے صلائے داوری — بردہ گوش صور مین چھپ گیا شور محشری

تیرے خیال عدل نے جمع حواس کر دیئے — ورنہ جہان مین جو دسے ہو ہی چلی تھی ابتری

قہر خدا غضب ترا مانع جرم بندگی — لطف خدا کرم ترا باعث بندہ پروری

روح فزا نگاہ مہر مرگ نما نمود قہر — شانِ خدا شکوہ جاہ رشک شکوہ قیصری

مرجع کامل و کمال منبع بخشش و نوال — مرکز فکرت و خیال مظہر پاک گوہری

مدح طراز رزم مین قوت بازوی جہان — حیرتیان بزم مین آئینہ سکندری

صورت آئینہ ہے صاف بزم نشاط کا محل — اب مین کہونگا شک ہے کیا بارہ دری کو شذری

سستا کرم کرم ہی ہی نرخ ستم پہ ظلم ہے — قیمت جان و دل نہین نیم نگاہ دلبری

تیرے سخا و جود سے کان عدم مین دُر چھپے — آنکھ مین عاشقونکی بھی نام کو اب نہین تری

ملتے نہین ہین آجکل تیرے کرم سی لعل و دُر — سنگ تراش کی دُکان اب ہی دُکان جوہری

زندگی حشم کو اب دم سی ہی تیرے بُحاری — عمر کا ایک ہفتہ ہے حاصل ہفت کشوری

عید کا آج جشن ہے آئی کہان ہی بخت عیش — لے لے جو ہو نصیب مین بخت کی اپنی برتری

سُن کے نوای جانفزا نکلے زبان سی واہ واہ — آئین جو زاہدان خشک دفع ہو تنگی و کری

غلغلۂ طرب سے ہے ایک زمین و آسمان — زہرہ ہے نقد جان لیی عیش ابد کی مشتری

تیری نگاہ مہر کا معجزۂ کرم نما — ایک یہ ہی کہ ہوگیا ذرہ بھی شاہ خاوری

فیض کرم سے ہو گئی ضرب مثل جہان مین — میری کمال فطرتی تیری کمال پروری

قصیدہ در مدح عالیجناب نواب حسام الملک خانخانان بہادر دام اقبالہ

کیا ہوا مین ہی عطر افشانی — ہے معطر دماغ روحانی

جوش برسات کا ہی چرخ نے بھی — ابر کی اوڑھ لی ہے بارانی

ہے عروس بہار پہ جو بن — سر سے پا تک لباس ہی دھانی

جیسے معشوق پر پڑین آنکھین — یون شب و روز پڑتا ہے پانی

دیکھنا برشکال کی برکت — اسکو کہتے ہین فضل یزدانی

مردہ فیروزہ بن گیا سبزہ — ہوگیا لالہ لعل رُمّانی

کچھ زمین کی بدل گئی رویت — آج گل منہ پہ پھر گیا پانی

سبزہ رنگون نے زہر کھایا ہی — دیکھنا سبزۂ کہستانی

اودے اودے یہ ٹکڑی بادل کے — اور محاذی ارض بستانی

رشک گلشن ہے سبزۂ زنجیر — باغبان بنگئے ہین زندانی

اللہ اللہ رے نمو کا جوش — دنگ ہے جس سے عقل انسانی

تخم انگور بوئین باغ مین گر — یہ ہو بحر نمو کی طغیانی

جڑ کے بدلے بھی کو بلین پھوٹین — باغبان کو ہو سخت حیرانی

کوبلون کی عوض ثمر نکلین — دور کیا جلد پختگی آنی

اُنسے فوراً ٹپک پڑے شیرہ — جس کا ہر قطرہ قوت روحانی

اور وہ جس خاک پر گرے آگر — خاک ہو رشک کشت دہقانی

یعنے ہر قطرہ سے اُگے اک نخل — ہو مشکّل بہ شکل انسانی

اور وہ انسان گروہ میکش سے — مستیون مین کرے غزل خوانی

غزل

ساقیا ہے ہوا زمستانی — دے خدارا اکھنچا ہوا پانی

دخت رز سے لڑائین کیا آنکھین — چشم ساغر کی ہے نگہبانی

کیسی برسات مین چلی ہے ہوا — کشتیٔ مَے ہوئی ہے طوفانی

مَے برستی ہے آسمانسے آج — تہ کرو شیخ سبحہ گردانی

نشہ مین لطف [illegible]اہد سے — کیون کہا ہاے میری نادانی

توبہ کے توڑنے کو کافی ہے
باغ پر اسطرح گھٹا چھانی

گلشن و ابر و جام و ساقی و مے
اور پھر دعوئے مسلمانی

توبہ عاقل کرے جوانی مین
کہ مثل ہے جوانی دیوانی

پھر پڑھون ایک مطلعِ دلچسپ
طرز مین اپنی ہو جو لاثانی

مطلع

واہ ساون مین عیدِ فطر آنی
فطرتی ہے نشاط روحانی

سبزہ سے باغ ہو گیا ہر گھر
ہے خوشی مین بہار دیوانی

مار ڈالا ہے اس سحاب نے آج
ہائے تھم تھم کے قطرہ افشانی

باغ ہر ایک باغ جنت ہے
خود ہوا کر رہی ہے رضوانی

باغبان کا نہین ہے خوف مگر
ہائے چھپون مین ہے مرغ بستانی

اسقدر شور عندلیب خموش
سامنے میرے اور خوش الحانی

چپ ہو سُن ہان مرے قلم کی صریر
جس پہ صدقے ہزار دستانی

شکر ہے گلشنِ آفرین سیری
قافیہ ہے زمین کا بستانی

باغبانِ جہان نے دی مجھکو
جنتِ شاعری کی رضوانی

خود سخن رتبہ جانتا ہے مرا
نہین محتاج اپنی دانی

حبذا دقّتِ معانیٔ نو
مرحبا بندشون کی آسانی

اس ترانے مین کیا تعلّی ہے
مجھکو کہتے ہین رشکِ خاقانی

اُس کو حاصل تھی کب یہ مداحی
کس کی کرتا ہون مین ثنا خوانی

وہ مرا مرتبہ شناس امیر
ختم جس پہ ہوئی سخن دانی

وہ مرا صاحب حشم نواب
کرے منذر و رستم کی دربانی

وہ کرم پیشہ و کرم گستر — سامنے جس کے ابر ہے پانی

وہ کہ اُس پر جو ہیبت گئی آکر — فخر کرتی ہے خانخانانی

وہ کہ ہے بہر شہ حسام الملک — ہے سپہر جس کی لطف سلطانی

وہ کہ حسن آفرین صورت فکر — قدر جس نے خیال کی جانی

وہ کہ ہو رزم مین جو بزم آرا — نغمہ ہو جائے شور میدانی

وہ کہ ہو بزم مین جو رزم پسند — قصہ ہو جائے داستان خوانی

وہ کہ بن جائے میزبان جہان — کرے کوئی جو اُس کی مہمانی

وہ کہ جان بخشیان دکھائے تو ہو — شکل جان دار صورت مانی

وہ کہ جو اُس کا مدح پیرا ہو — خلق اُسکی کرے ثنا خوانی

مدح حاضر مین وہ پڑھون مطلع — کہ پھڑک جائے روح قاآنی

مطلع

بذل کو ہے ترا قلم مانی — کھینچتا ہے وہ شکل انسانی

مجھ سے پوچھے کوئی وقار فلک — خاک اس مین کی مدتون چھانی

سبز چشمی نہ جائے گی نبری — کہ پلک کرتی ہے نگہبانی

یہ تری بزم باغ جنت ہے — کہ ہے ہر بات مین گل افشانی

شان ہے اسقدر بلند تری — کہ خجل ہے بلندیِ شانی

فیصل کو آسمان اگر کہیے — تو ہے تشبیہ ایک من مانی

اُسمین یہ عظمت و وقار کہان — ہے زمین آسمان کی حیرانی

اسکی خسرو طوم دیکھنا کوئی — زلف معشوق کی ہے طولانی

دانت ہین یا گرہ ہاتھ پر یو نکے
شام ہے خاتم سلیمانی

ہے قلم خود بخود روان شائد
اسپ کی دیکھ لی ہے جولانی

یہ گیا وہ گیا چھلاوہ ہے
کھینچے تصویر کس طرح مانی

کس سے تشبیہ طبعِ شاعر دے
شکل دشوار ہے نظر آنی

بال مین زلف حور کا جوبن
پہ نہ اُس کی طرح پریشانی

حشر کرتا بپا یہ ٹھوکر سے
عیب لیکن ہے ٹھوکرین کھانی

اسکے آقا کو کیا چنور کا
دُم سے کرتا ہے یہ مگس رانی

چرخ کجرو کرے مقابلہ کیا
کوزہ پشت اور ستارہ پیشانی

[illegible] اگر صبا اسکے
دو قدم چل کے ہو پشیمانی

[illegible] اسکی نصیب ہمراہی
ہان مگر تیری تیغ کا پانی

[illegible] نہین روانی مین
جس طرح سے کہ حکم یزدانی

[illegible] روانی مین
ہو گئی اُس کی دشمنِ جانی

[illegible] خاک مین مل جائے
آب مین ہے ہوائے طوفانی

[illegible] جو سفاک
دشمنِ عمر النسی و جانی

[illegible] لبون پہ لا کہا ہی
سبز جوہر لباس ہی دھانی

جی نہ اس سے چُرا سکے دشمن
چشم جوہر کی ہے نگہبانی

شوخ چشم الیسی کس سے چھپکے گی
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

تھے بہا درستم گری مین جو — آگئی اُن مین خوئے نسوانی

مل گیا قدردان صاحب دل — پھر ہین کرنے لگا غزل خوانی

غزل

پھرستانے لگی گران جانی — پھر ہوئی رنج وغم کی ارزانی

پھر وہی زلف یاد آتی ہے — پھر وہی دل وہی پریشانی

پھر وہی ہم یہ خامشی طاری — پھر رقیبون نے سیکھی لسّانی

پھر پکڑ لائے دشت سے احباب — پھر وہی گھر وہی ہے ویرانی

پھر وہ ملنے لگے رقیبون سے — پھر مجھے سہل ہے قسم کھانی

پھر کہین سے صدائے نغمہ سنی — پھر وہی شغل مرثیہ خوانی

پھر جنون یاد کرتے ہین عاقل — پھر کھلی ہے کتاب نادانی

پھر کرم یاد آگیا تیرا — پھر وہی مین وہی ثناخوانی

مطلع

کہون تجھکو جو حاتم ثانی — سن نہ لے طفلک دبستانی

یہ بھی تیرے کرم کا ہی اک حلم — کہ ہے آئینہ مین ترا نا[illegible]

ہے کرم تیرا مثل فیض ہوا — کبھی شہری کبھی بیابانی

تھا یہ فیض کرم ترا ورنہ — میرا منھ اور تری ثناخوانی

کیون زمین پر قدم مین اب رکھون — خاک کوچہ کی تیرے ہے چھانی

پر یہ ہے فکر ناز کیا سیکھے — نقش پا کی [illegible] ہے حیرانی

یعنے بیدل یہان تک آیا ہون — جاؤن کیونکر یہ ہے پشیمانی

[illegible] گھوڑا اگر مجھے مل جائے — اشہب فکر مین ہو جولانی

مرد [illegible] کو — النوری آسیئے پاکجیا ثانی

شاہ اسپہی بہ انوری بخشید — تھا یہی مایۂ سخن دانی
ہین تو ہون بوا صنف حسام الملک — کیون نہ ہو نازشِ سخندانی
اب قلم کی زبان نہین رکتی — کہ دعا مین کرے گا لستانی
تجھکو جام خوشی مبارک ہو — ترے اعدا کو سنکھیا کھانی
تجھکو یہ عیدِ فطر روز نصیب — دشمنون کو الم فراوانی
تجھکو محمود کی سخا و کریم — قیصر و جم کو تیری دربانی
قدر افزائی کمال تجھے — اور عاقل کو یہ ثنا خوانی

قصیدہ در مدح کمال پرور کامل شناس عالیجناب نواب حسام الملک خانخانان بہادر معین المہام متفرقات دام اقبالہٗ

کیا چمن آج کل ہے جوبن پر — پھسلی جاتی ہے زاہدونکی نظر
گئی فصلِ خزان بہار آئی — کچھ عجب چرخ بھی ہے شعبدہ گر
گل سے پڑھ لو سبق گلستان کا — ہر ورق ہے بہار کا دفتر
کیا خوشی ہے بہار آنے کی — بوئے گل بھی ہے جامہ سی باہر
کٹ گئین کلفتین خزان کی اہل — موج باد صبا بنی خنجر
خواب مخمل ہے یا کہ سبزۂ باغ — بے تکلف جو لوٹتی ہے نظا
[illegible]

گیسوے یار سے نہ بڑھ جائے — بے ادب ہو چلا ہے سنبلِ تر

لبِ معشوق کی سی بات کہان — سوسن اترا نہ تو مسی مل کر

دہنِ یار غنچہ بنتا ہے — چھوٹا منہ اور بڑی ہی بات مگر

لالہ کے کیا داغ پر بہار ہی کیون — عاشقون کا بنے گا داغِ جگر

کیا خوش آیند ہے صدای طیور — خون بڑھتا ہے جس کو سن سن کر

منہ لگایا ہے گل نے بلبل کو — نہین خاموش ہوتی جو دم بھر

سرو کے سر چڑھی مگر قمری — کہ اکڑتی ہے سرو سے بڑھ کر

نہ کہین بوے گل پریشان ہو — چل دبے پاؤن ای نسیمِ سحر

زرِ گل کون اس کو کہتا ہے — جمع ہین بلبلون کے تارِ نظر

نظرِ شوق مین نمو کے سبب — پتہ پتہ ہے باغ کا ہم سر

کیا عجب گر نمو کے جوش سی آج — بول اُٹھے زبانِ سبزۂ تر

اُس سے پیدا ہو نغمۂ بلبل — غنچہ گلشن مین کوئی چٹکے اگر

پھول جھڑتے ہین منہ سی بلبل کی — دامنِ گل مین رکھو چن چن کر

آسمان بن گئی زمینِ چمن — دیکھنے کی بہار ہے دم بھر

دن ہے پر ابر کی سبب سے باغ — شبِ مہ مین فلک ہی خوش منظر

جیسے چھٹکے ہوی ستاری ہون — پھول اسطرح بکھرے ہین گر گر

کہکشان آسمان کی یاد آئی — روشین باغ کی جو آئین نظر

بن گیا سارا باغ میخانہ — مست ہو ہو کے ناچتی ہے نظر

گرد سرشار ... میکش ہین — گلِ نرگس ہے صورتِ ساغر

جھومتے اسطرح ہین نخل چمن		مغبچے جس طرح سے مئے پی کر
ابر مین برق جلوہ گر ہے یا		بزم مین ساقیِ قمر پیکر
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین چلتی ہین		گرم ہو محفلِ مے وساغر
کالی کالی گھٹائین چھائی ہین		یا سیہ کاریون کا ہے دفتر
ہلکی ہلکی پھوار پڑتی ہے		زاہدا ہو کہین نہ دامن تر
تجھکو بھی اک غزل سناتا ہون		واعظا باغ مین ٹھہر دم بھر
بیخودی کی بہار لا ساقی	غزل	ابر آیا کدھر گیا ساقی
کس کا ساغر کہان کا جام بلور		خم کا خم اوک سے پلا ساقی
جھوم کر مثل ابر تو بھی اُٹھ		ابر تیری طرح اُٹھا ساقی
یہی دعوی یہی دعا اپنی		مدعی مین ہو مدعا ساقی
کشتیٔ مے ہے ہوشیار ذرا		چلی برسات کی ہوا ساقی
دختر رز سے عقد کرتا ہون		قاضیٔ شہر کو بُلا ساقی
کاگ اُڑتا ہے دیکھ بوتل کا		مے کو بھی جوش آگیا ساقی
دل نہین مانتا خدا کے لیے		مطلعِ تازہ سُن ذرا ساقی
طبع حاضر ہے لا مے احمر	مطلع	شیخ کو بکنے دے تو ساغر بھر
ہو کے ہشیار پھر سناتا ہون		مدحتِ صاحبِ ہنر پرور
جسکے خلقِ عمیم کے باعث		عطر آلود ہے نسیمِ سحر
ابر سے کہہ رہا ہے جس کا کرم		ابتو کچھ گڑ[illegible]
وہ کہ جس[illegible]		

وہ کہ جس پر نثار ہونے کو — چرخ کھاتا ہے رات دن چکر

وہ کہ جس پر نثار کرنے کو — ابر نیسان مین لاتا ہے گوہر

وہ کہ تبنت مین جس کے رہنے کو — بنا مریخ صورت خنجر

وہ کہ جس کی رکاب تھمنے کو — بڑھ کے گھٹتا ہے ہر مہینے قمر

وہ کہ چٹکی مین جس کی رہنے کو — کہکشان شکل تیر آئی نظر

وہ کہ جس کا جمال دیکھنے کو — خود سکندر بنا ہے آئینہ گر

ہان بتاؤ کہ خانخانان سا — کون دنیا مین ہے عطا پرور

ہان بتاؤ کہ کس کے در کا گدا — مثل حاتم کے ہے سخا گستر

ہان بتاؤ کہ کس کے جود سے ہے — قسمت جود بندہ بے زر

ہان بتاؤ کہ بے سوال کئے — کون دیتا ہے سیم و گوہر و زر

ہان بتاؤ کہ کس کی جوتی کا — ہے ہر ایک ذرہ مہر کا ہم سر

ہان بتاؤ کہ کس کا خلق عمیم — خاص اور عام کو ہے چارہ گر

ہان بتاؤ کہ کس کی تیغ سے ہین — گیسوئے حور کی طرح جوہر

ہان بتاؤ کہ کس کے اشہب سی — برق شرمندہ اور خجل صرصر

ہان بتاؤ کہ کس کے لب کی دعا — روز رہتی ہے ہمعنان اثر

ہان بتاؤ کہ کس کے ہاتھ کو ہے — نسبت جود خالق اکبر

ہان بتاؤ کہ کس کی آنکھوں مین — خود کرم بن گیا ہے شکل نظر

[illegible] کس زمانے مین — کون کرتا ہے قدر فضل و ہنر

[illegible] ہر کا آج — کون کا فضل سا ہے ثنا گستر

وہی عاقل کہ جس کا مثل و نظیر
نہیں دنیا میں اب سخن پرور

وہی عاقل کہ جس کی عقلِ سلیم
عقلِ کل کے لیئے بھی ہے رہبر

وہی جس کے خیال کے ہمراہ
دو قدم بھی نہ جا سکے وہم بشر

وہی جس کا نیاز بے پروا
بے نیازی نیاز سی بڑھ کر

وہی جس نے زبان جب کھولی
نطق خود فخر کرتا ہے اُس پر

وہی جس کا کہ پائے پایۂ نظم
نظمِ پروین کو مار دی ٹھوکر

وہی جس کی کہ نثر کا درجہ
نسر طائر سے بڑھ گیا یکسر

وہی جس کی کہ کلک عطر فشان
کرے تازہ دماغِ اہل ہُنر

وہ جو اخبار کے وسیلے سے
ناصحون کا بھی ہے نصیحت گر

وہ جو کامل اگرچہ ہے لیکن
نقص قسمت کمال سے بڑھکر

وہ کہ جس کو ہجوم عزت سے
ناتوانی مین زندگی دو بھر

وہ کہ نقد بر کے جو ہاتھون سی
جامۂ ہوش کا گریبان در

وہ کہ جو ہمسرون مین ہو ذی قدر
نہین ہوتی پر اُس کی قدر دہر

ہان خبردار باش ای عاقل
تم کہان تھے اور آگئے ہو کدہر

مدح حاضر مین وہ پڑہو مطلع
جو کہ بہتر سے بھی ہو کچھ بہتر

مطلع
یون ہے سب پر تیری کرم کی نظر
جیسے اللہ کا کرم تجھ پر ×××

تیرے رتبہ کو کون دیکھ سکے
وہ فلک اور فلک ہی بعدِ نظر

یہہ بھی ہے انتہا کی بے ادبی
گر کہے کوئی تجھ سے تو بہتر

ختام شد …زحم

تیرے گھر سے جو نہ فیض نہ ہو
حیدر آباد مین ہے کونسا گھر

تو ہے بیشک امیر ابن امیر
خود امارت کو فخر ہے تجھ پر

ہون ہین حاتم دعائین دیتے ہین
تیری ادنا کرم کا ہے یہہ اثر

پر کہون گا تیرے کرم کو بخیل
کہ دیا زر مگر دعا لے کر

ختم کرتا ہون اب قصیدہ کو
غزل عاشقانہ اک پڑھکر

اُن سے ہم کرتے ہین گلہ دلکا
ہو چکا آج فیصلہ دل کا

یون نکلتی ہے دل سے تیغ نگاہ
جس طرح سے نکلے حوصلہ دل کا

وہ چلے اُٹھ کے ہنے آہین کین
جا رہا ہے یہہ قافلہ دل کا

تم سے بیدرد پر یہہ مرتا ہے
حوصلہ سا ہے حوصلہ دل کا

جان کا بھی چکائین گے قصہ
طے تو ہولے معاملہ دل کا

شب فرقت ہے تم بھی آجاؤ
دیکھنے کا ہے حوصلہ دل کا

بے طرح خار غم کھٹکتے ہین
پھوٹ جائے نہ آبلہ دل کا

رہ گئی کھنچتے کھنچتے تیغ اُن کی
رہ گیا دل مین حوصلہ دل کا

دل بڑہی کم سنی مین کیا جانین
کس سے اٹکا معاملہ دل کا

امتحان ناوک نظر سے واہ
دل سے کیجیے مقابلہ دل کا

دل مین وہ ہین یہ ذوق وحدت ہے
رہ گیا پھر بھی فاصلہ دل کا

درد دل اُن سے کہدیا عاقل
آج نکلا ہے حوصلہ دل کا

قصیدہ ۱۲۰ در مدح عالیجناب معلی القاب نواب فخر الملک بہادر دام اقبالہ

معین المہام و وزیر عدالت و امور عامہ سرکار عالی

کس پہ ہوگا حملہ آور آسمان — لے چلا انجم کا لشکر آسمان

صبح ہوتے ہی نیا عالم ہوا — ہے جہان مین نورگستر آسمان

سرخ جوڑا ہے شفق کا زیب جسم — بن گیا دولھا سراسر آسمان

یہہ معما ہم نہ سمجھے تھے مگر — اُمّ آدم کا ہے شوہر آسمان

جھلملائی شمع یان تارے وہان — رنگ لائے گا مقرر آسمان

نور کا تڑکا ہوا چہکے طیور — ہے شگفتہ باغ بن کر آسمان

جھومتے ہین نخل چلتی ہے نسیم — کھولتا ہے خلد کے در آسمان

ہے گل خورشید نازان کہ ہے — مثل گل جامہ سے باہر آسمان

عندلیبون سے ستانے کے لیے — بن گیا برگ گل تر آسمان

خواب سے چونکے صبوحی کش مگر — مہر کا لایا ہے ساغر آسمان

دی موذن نے اذان اور بن گیا — جانماز مہر انور آسمان

اہل عالم کی نظر مین کھب گیا — رنگ کچھ اپنا بدل کر آسمان

میہمانی مہ کی تھی شب کو اور اب — میزبان شاہ خاور آسمان

چاندنی کیسی کھلی تھی رات کو — تھا یہی چاندی کا پتر آسمان

درہم و برہم ہوا شب کا سمان — ہے پریشانی کا دفتر آسمان

شب کو یان تھی محفل عیش و نظر

کون اٹھا پہلو سے جو آغوش میں — لے کر آیا صبح محشر آسمان

کیا بگڑ جاتا بھلا اس کا اگر — وہ ہی رہتا اور دم بھر آسمان

جھک کے چلتا ہے ستم کیواسطے — تیغ کے رکھتا ہے جوہر آسمان

اودے اودے ابر اٹھتے ہین جو یہ — میرے حق مین ہین ستمگر آسمان

میرے ہی سر پر بلا نازل کرے — میرا دود آہ بن کر آسمان

کچھ نکالون مین بھی اب دل کا غبار — مجھ سے رہتا ہے مکدر آسمان

مطلع

نالۂ مظلوم سے ڈر آسمان — گوشۂ مہر و مہ نہ ہون گر آسمان

پھر رہا ہون آج مین بھی گرد عرش — مجھ سے اب لائے نہ چکر آسمان

اس کی خاک در مین تھا قبل ازل گیا — اب نہ قدم رکھیے سمجھ کر آسمان

کس زمین پر لایا ہے بخت بلند — ذرہ ذرہ ہے جہان پر آسمان

آئینہ دار اب ہے فخر الملک کا — بن گیا بخت سکندر آسمان

مدح حاضر مین پڑھون مطلع کوئی — سن ذرا او کینہ پرور آسمان

مطلع

جبہہ سا ہے تیرے در پر آسمان — بن گیا میرا مقدر آسمان

تجھ پہ صدقہ ہونے کا بھوکا ہے یہ — رات دن کھاتا ہے چکر آسمان

شان ہے ہفت آسمان سے اون کی بلند — جس طرح ہے آسمان پر آسمان

عدل پر ہے طبع اقدس چھپ رہے — تیری آنکھون مین ستمگر آسمان

تا کہ ان تلوون سے مین آنکھین ملون — یون گرے قدمون کی اوپر آسمان

اس قدر ہے ڈر تیری تلوار کا — ہٹ گیا سینہ چرا کر آسمان

... ہے دشوار تر — ہر قدم کھاتا ہے ٹھوکر آسمان

تیری آرائش کا ہے رتبہ بلند | مہر و مہ تکیے ہین بستر آسمان
ہے کرم افتادگان پر یون ترا | جیسے چھایا ہے زمین پر آسمان
قلزم فیض آج طغیانی پہ ہے | اب کہان جائیگا بچ کر آسمان
اللہ اللہ جوشش پر ہے اوج موج | دیکھ لو پانی کے اندر آسمان
تیرے منہ کو تکتی ہے امید یون | عاشقون کا جیسے منظر آسمان
سب کو ہے انجم کے زر کی فکر جمع | صبح کرتا ہے نچھاور آسمان
چشم بد کے واسطے ہر شام کو | ہین سپند اختر تو مجمر آسمان
چشم مہ مین یون ہے تیرا نقش پا | جیسے آنکھون مین کرے گھر آسمان
اس قدر ہے شوق پابوسی ترا | اب ہین چسپان آسمان در آسمان
یون ہے ہر گھر مکان تیرا نمود | دیکھتے ہین جیسے گھر گھر آسمان
جشن بسم اللہ خوانی ہے بپا | ہے دبستان اب مقرر آسمان
آفتابی دائرہ ہے آفتاب | اور تختی مشق کی ہر آسمان
کہکشان یا مد بسم اللہ ہے | طفل مکتب ہے یہان پر آسمان
خانخانان کا قدم آیا ہے یان | اب ہے مکتب کی زمین پر آسمان
خانخانان ہے بڑا بھائی ترا | ایک سے ہی ایک بڑھکر آسمان
رسم بسم اللہ اس نے کی ادا | اوج پر تختی ہے بن کر آسمان
دونون بھائی آفتاب و ماہتاب | کیون نہ چمکائے مقدر آسمان
ختم کرتا ہون غزل ایہ طرح اب

ہے بکنار

وصل

قصیدہ در مدح عالیجناب معلی القاب نواب فخر الملک بہادر دام اقبالہ

آئی ہے اب کے سال نئے رنگ سے بہار
جس دل کو دیکھیے وہ ہے داغون سے لالہ زار

چھپا کے پھول کہتے ہین اہل نظر انہین
غم سے جو زرد زرد ہین عشاق کے عذار

مژگان پہ عاشقون کے ہین یون قطرہائے خون
جسطرح شاخ گل پہ گل سرخ آشکار

بنتا ہے گل کی شکل جو بلبل کا نقش پا
یعنے کہ عاشقون کے ہے زیر قدم بہار

قمری کا دل بڑھانے کو اللہ رے نمو
دو دو دکھائی دیتا ہے ہر سرو جوئبار

شادی ہے آمد آمد فصل بہار کی
نالے ہین درد ہجر ہین یا نغمۂ ہزار

دیوانون کی بلا کو غرض ہے کہ جائین دشت
وحشت کو دن لگے کہ ہر اک گھر مین ہے بہار

فیض نمو بھی ہو گیا دیوانہ آج کل
ہے شاخ سبز جامۂ وحشی کا تار تار

کہتے ہین بوئے گل اسے صاحبدلان دہر
حاصل جو ہے طبیعت عاشق کو انتشار

آہون سے عاشقون کی کھلی شاہدون کی آنکھ
باد صبا سے جیسے کھلے غنچہ ایک بار

بجلی تڑپ رہی ہے جو ابر بہار مین
رونے مین دل کو عاشقونکے ہی جو اضطرار

چشم کرم ہے فصل بہاری کے عشق پر
آنسو یہ بہہ رہے ہین کہ گلشن ہین اشکبار

معشوقون کا تو رنگ جوانی نہ پوچھئے
وہ نخوت ہے سر سے پاؤن تلک مثل سبزہ بہار

چھایا ہے باغ حسن پہ ابر سیاہ کیا
رخ پر جو بکھری بکھری سی ہے زلف مشکبار

دل عاشقون کے ابروؤن مین آ کے [illegible]
[illegible] شکل گل [illegible] وہ مشتاق خنجر [illegible]

[illegible]
[illegible]

جمعیت حواس مین یا تو مثال تھا
اب ہے مثل زلف یار طبیعت کو انتشار

یا تو نکمے کام سے بنتا تھا کام دل
اب کام کی بھی بات ہو تو بھی ہون ہیچکار

یا لاکھہ شعر کہہ کے طبیعت نہ بھرتی تھی
اب ایک شعر ہو تو سمجھتا ہون مین ہزار

یا اختیار طبع پہ تھا جبر کرنے کا
اب مین ہون اور مسئلۂ جبر و اختیار

یا تو کمال مجھہ کو سمجھتا تھا اپنا فخر
اور اب زوال کو مری نسبت ہی ننگ و عار

یا ناز تھا وطن پہ کہ دہلی سا شہر ہے
اب مجھہ کو شرم بے وطنی نے کیا خوار

یا تو سمجھتا تھا کہ بنارس بہشت ہے
اب اُس کا دہیان جیسے کہ دوزخ کی ہون شرار

آخر کوئی تو پوچھنے والا مرا بھی ہے
اے چرخ کینہ کار خبر دار ہوشیار

پوچھے گا کیا نہ خلق انم سے وہ میرا حال
نصفت پناہ اہل کرم معدلت شعار

وہ جس کے خوف داد سے کسرٰی کا تھا غبار
فریادیون کے شور سے ہے روز گیر و دار

وہ جس کے عدل کا جو ہے دہر کا لگا ہوا
ڈر ڈر کے انقلاب مین رہتا ہے روزگار

وہ جسکی بوئے خلق کے فیضان وجود سے
زلف پری رخان زمانہ ہے مشکبار

وہ جس کا دست جود دیے بن نہ پائے چین
جس طرح سے طبیعت عاشق کو اضطرار

عاقل یہہ عقل اور یہہ ابہام مدح مین
ہان نام سے بڑہاؤ قصیدہ کا تم وقار

مطلع

اے فخر ملک فخر جہان فخر روزگار
زیبا ہے تجھہ پہ فخر کرے ذات افتخار

کہوئی یہہ تیرے عدل نے دل کی شکستگی
کیا تاب دل جو توڑے کسی کا کوئی نگار

قوت یہہ بخشی ضعف کو انصاف نے ترے
تن سے نہین نکلتی ہے عاشق کی جان زار

لب تشنگی مرگ عدو کی بجھاتی ہے
دہار اسپ بحر فیض کا یا تیغ کی ہے دہار

رشتہ [illegible] یہہ
یہہ رشتہ ہے سر رشتۂ نصرت کا رشتہ دار

تاب اُس کی خون ناب عدو کا بہائی ہے
گھوڑے کی سوجھتی نہین تشبیہہ دہر مین
کیا لیجے بادِ صبا سے تشبیہہ اس کو دین
سرعت جو ہے نگاہ جہان مین تو اس لیئے
وہ ایک گام ساتھ چلی تھی کبھی ہوا
ہین اپنی طبع رسا نا رسائی سے
ہے مثال آئینہ خانہ مین جائے گر
مطلعِ دل حسبِ حال
بخت کہتا ہے مجھ سے کہ غم مدار
ہے کہ تو جو چاہے تو آسان ہے محال
تیرے کرم کا یہہ ہے کہ جہان پر
زان ہے یہہ سخاوت عطا تیرے عہد مین
تم سخی تھا اور تو ہے خاتم السخا
دستاع جمع نہین کرتے ہین بخیل
فردون کو بیٹھ کے گنا سمجھتے تھے سب محال
کرم سے بڑھ گیا تیرے کرم کا بخل
تیری نگاہ پھر دکھائے جو معجزہ

قبضہ وہ قبضِ روح پہ ہے جس کو اقتدار
سمجھتے ہین اس کو قدرتِ خلّاقِ روزگار
خود جلوہ اس کا دیکھ کے بجلی ہے بیقرار
سرمہ بنایا اُس کا جو پیچھے بچا غبار
اُکھڑی ہے سانس جب سے ہوا ایسا انتشار
قطرہ گرا پسینے کا اس کے جو ایک بار
سرعت سے آئینہ مین نہ ہو عکس آشکار
پر کیا کرون کہ دل پہ نہین مطلق اختیار
مطلع
ان کی نگہ پہ چرخ کی گردش کا ہے مدار
مشکل کو سہل کرنا ترے آگے سہل کار
اُٹھنا ہوا محال زمانے سے اعتبار
عشاق ایک بوسہ پہ دل دیتے ہین اُدھار
نقطہ نے تیرے دل کی یہہ کی رمز آشکار
تیرے کرم پہ بسکہ جہان کو ہے اعتبار
تیرے کرم نے انگلیون پر کر دیا شمار
سائل کو تو جواب نہین دیتا زینہار
ذرہ ہو مہر قطرہ سے بنے دُرِ شاہوار

حسن طلب ہین اس—
ہے زیر پا زمین تو بالا

اب مختصر دعا پہ کروں ختم مدعا
جس مین کہ شاعری کا نہ ہو رنگ آشکار

اتنی دراز عمر ہو تیری خدا کرے
ہر سانس زندگی جہان اور ہزار بار

قصیدۂ ناتمام در مدح عالیجناب نواب بہرام جنگ بہادر دام اقبالہ

قدر دانون کے اکھاڑے مین غضب ہے ہل چل
پہلوانانِ مضامین کا ہوا ہے دنگل

یہ ہر ایک شعر کے آتے ہین نظر دو مصرعے
یا کہ خم ٹھونک کے دنگل مین وہ اترے دو [illegible]

صفحۂ قرطاس کا شاہد ہے اکھاڑے کی زمین
قلم استاد ہے چلتا ہے جو کرتا ہوا [illegible]

یہ صریرِ قلم آواز ہے استادی کی
ڈانٹ دیتا ہے ہر ایک کو کہ خبردار [illegible]

نہین گرتا نہین گرتا کسی صورت سے کوئی
زور دونو نکے برابر ہین ہوے جاتے ہین شل

گاؤزوری بھی کچلیتی بھی ہے ماشاء اللہ
چشم بد دور ہے دونون مین غضب کا کس بل

کیسے سلجھے ہین یہ مضمون و معانی کے پیچ
جن کی فہمید مین الجھن نہ کوئی اور خلل

توڑ جوڑ ایسے تو ہمنے کبھی دیکھے نہ سنے
قابل دید ہے ہوتی ہے عجب رد و بدل

پیچ کرتا ہے نیا مصرعۂ اول ہر ایک
دیتا ہے مصرعۂ ثانی بھی جواب اول

دونون ٹکر مین برابر کی برابر چھوٹین
ہے مناسب یہی تا آئے نہ عزت مین خلل

مینھ برسنے لگا اب ٹھنڈی ہوا چلنے لگی
پڑھون اک مطلع مستانہ کہان کا دنگل

مطلع

[illegible] بہار آتی ہے ہان جلد سنبھل
دیکھ قبلہ سے وہ تعظیم کو اٹھا بادل

میکدہ [illegible] قابل ہے
کل تلک ہم بھی رہین یا نہ رہین آج ہی [illegible]

[illegible]
خوشہ انگور کا ہے دیکھئے جس [illegible]

تحمل گل کی یہہ نہین ٹھنسبان آتی ہین نظر
ہاتھہ بیکش ... وسے تیری دعا گو پہ جل

تلخ کامی بھی ہے گلزار مین اب شیرین کام
تلخی مے کی مشابہ ہے مزے مین خنظل

شیشہ مے نظر آتی ہے ہر اک گل کی کلی
پھوٹ کر رنگ جو نکلا ہے تو جی ہے بیکل

ہے چٹکنے کی صدا غنچہ کی یا قلقل مے
گل احمر سے احمر کا ہے ساغر یہ منقل

... غسان چمن کرتے ہین یون گلشن مین
غل ہے مستون کے ہو بیخانے مین جیسے ہل چل

... ان بلبلون کو خوف دلاتا ہے یون
لطف رندان مین ہو واعظ کے سبب جیسے خلل

... شیشہ مین شاید عرق انگور کا ہے
گل نرگس کے قدح مین جو ہے شبنم کا محل

... ہے نہین کم موج نسیم سحری
وہی آنکھون کی تراوت ہے وہی دلکی ہے کل

... متے دیکھہ لیا مے کدے مین مستون کو
شاخین ہلتی ہین ہوا سے شجر و نکی ہر پل

... بھائی ہے کہ مے نوشی شب کا ہے خمار
صبح دم کھل گئین کلیان تو ہوا عقدہ یہ حل

... یان جھونک مین اُٹھین کہ چلی سرد ہوا
رند انگڑائیان لے لے کے اُٹھے کرتے ہل

... ئی سیر ہے فیض و کرم مستی کی
نہر پانی کی بنی چشمہ مے خم کے بدل

... ب کی آنکھین ہین لگی ہائے جوانی تیری
ساقیا تو ہے مگر باغ کی اُٹھتی کونپل

... ستی باد بہاری کی یہہ خواہش ہے کہ آج
اور ایک مطلع مستانہ پڑہون حسب محل

گر یون ہی فصل بہاری کی رہے گی ہل چل
مطلع
ہم بھی دیوانے ہین جنگل مین کرین گے منگل

منحصر کچھہ نہین گلشن پہ مگر لطف بہار
باغ ہے قدرت خلاق کا ہر دشت و جبل

چھوڑ جاتی ہے شگوفہ یہہ نسیم سحری
دشت وہ باغ ہے جس مین نہین گلچین کا عمل

... وہ ... ہے ... یا

... کیسے مرغان چمن

باد صرصر کا کہین نام نہین جنگل مین
جس طرف دیکھیے ہے باد صبا کی ہلچل

خسرو باد بہاری کی یہی منزل ہے
یہہ سطح ہے کہان باغ مین فرش مخمل

قدرتی ہین روشین جن کو کہین پگ ڈنڈی
ان مین وہ جوش صفا ہے کہ نظر جاتے پھسل

جنگلی پھول کھلے ہین کہ خدا کی قدرت
جن سے ظاہر ہوئی صناعی صناع ازل

سبزہ جنگل کی اگر دیکھنی ہو اسے نرگس
آنکھ مین روغن بادام کا دے لے کاجل

رشک شمشاد و صنوبر ہے بڑی اتنی گھانس
سرو کیون اتنا اکڑتا ہے نکل جائیگا بل

اس قدر جمع ہوا دشت مین سامان بہار
کہ خزان آنکھ سے ہر ایک کی ہوئی اوجھل

جوش برسات کا ہے صل علی صل علے
کہین نہرین کہین تالاب بھرے ہین جل تھل

چشمے جاری نہ سمجھنا کہ بہار آئی ہے
رات دن گریۂ شادی مین ہین مشغول

ان کو بھی چرخ ستمگر نے ستایا ہے کہین
اُڈبے آتے ہین مرے دلکی طرح سے با

مینھ کی اس طرح سے گرتی ہین پیاپے بوندین
جیسے معشوق پہ عشاق کی آنکھین سر پل

اللہ اللہ رے برسات کہ دل بھر آیا
جوشش دیوانگی مین آج سناتا ہون غزل

مطلع
کعبہ مین جان دی اور یاد صنم تھی ہر پل
غُسل کو لائے بنارس سے کوئی گنگا جل

ہوش میخانے مین سر پہ رکھا ای واعظ
اپنے عمامے کے مانند نہ غصہ مین اچھل

سخت نازک ہین ترے پائے غرور او غافل
کسی افتادہ کی ٹھوکر نہ لگے دیکھ کے چل

وعدۂ روز قیامت ہے خدا خیر کرے
کل تو آؤ گے مگر آج نہین آئے گی کل

غیرت [illegible] تھا کہ [illegible] گر گیا ہائے مرا
ہم نشین تو نے مگر دیکھا نہ موقع نہ محل

بر د اطراف سے [illegible] کا تڑپ سی ہمدم
آج شاید ہوئی اغیار کی وہان گرم بغل

[illegible] ہو
شب فرقت نہین آتی مری بالین پہ اجل

خالی جاتی ہے الٰہی یونہی برسات کی رات | نہ تو ساغر نظر آتا ہے کہین نے بوتل
نام برسات کا آیا تو نموِ فکر ہے | مطلعِ تازہ لکھا بھول گیا فکر غزل

مطلع

گر یہی جوشش نمو ہے تو ہون گا اکمل | عقل بڑھ جائے گی عاقل کو کہین کے اعقل
ہی جوشش نمو ہے تو بڑھے گی دنیا | دو نظر آئے گی ہر چیز مثال احول
ہی جوشش نمو ہے تو بر آئی امید | کیا عجب نخل تمنا مین جو پھوٹے کوپل
او فیض سے یعنے وہ کرے مجھ کو نہال | آرزوئے دل امید و تمنائے اَمَل
پہنچاتا ہے مرتبۂ فضل و کمال | مدح مین مجھ کو ابوالفضل سمجھے افضل
اقبال زمین و زمن و اہلِ زمان | سیر دا ورِ علی صدر نشینِ اوّل
حاضر مین پڑھون مطلع پر شوکت وہ | سینۂ قبر مین رستم کا بھی دل جائے دہل

مطلع

چ کہا ہے حکمار نے کہ خلا مین ہے خلل | فرش سے عرش تلک تیری نگہ کا ہی عمل
ے اقبال کی اقبال بھی کہاتا ہے قسم | تیرے اجلال پہ اجلال تصدق ہر پل
ں کو تیرے اگر کاتب اعمال لکھین | ہو زیادہ سے زیادہ بھی مفصّل مجمل
یراترے اقبال کی روشن ہے دلیل | جس سے دبتے ہین بلندی و تشیّن مین جبل
ما اسے میری سیہ بختی سے نسبت دیجے | کیون کہین رنگ کو رنگِ رخِ لیلیٰ پہ مثل
یون کہین یہہ کہ سیاہی ہین شب ہجران ہی | کیون کہین یہہ کہ ہے دودِ دلِ عاشق کاجل
یون نہ کہیے کہ ہے شب پر شبِ قدرِ رمضان | کہ سیاہی سے نہ ظلمت مین کوئی آئے خلل
یون نہ کہیے کہ سیاہی مین بھی ظلمت ہی نمود | جبلِ طور سے آ[illegible] افضل
یون نہ کہیے کہ ہے ا[illegible]
کوہ تمکین [illegible] ٹلے گا

نام شوخی کا نہین اس مین مہذب ہے یہ		اس کے بدلے بھی ہلی گھوڑے کو تیرے چھل بل
تیز تو سن ہے کہ ہے قدرت صناع ازل	مطلع	ڈال دیتا ہے ارادے مین بھی پہلے ہل چل
سبزہ گل دار ہے یا ہے یہ چمن کا طاؤس		دُم اسی طرح چنور ہے وہی گنڈے کا ہے بل
قدم ایسا نہ ہلے پرٹ کا پانی مطلق		اور طے دو قدمون مین کرے سب دشت و جبل
اُس کی مشہور ہے شعلہ نفسی گرم روی		دو قدم برق بھی گر ساتھ چلے جائے وہ جل
چار چاند اس نے لگائے ہین زمین کے موقع		کیون زمین سے نہ ملے رشک مین چرخ اوّل
کھینچے تصویر مصور تو وہ خود حیران ہو	ق	دل مین کہتا ہے کہ کیا ہو گیا اے خرد جبل
لینے سب عضو تو بن جائین بہ صد شکل مگر		پاؤن جس وقت بنائے نہ چلے کوئی بھی کل
ہاتھ سے کاغذِ تصویر اُڑے یہ ہوش کی طرح		جیسے آندھی مین اوڑے کاغذ بادی پشتل
اس کے قدمون کی لگے ہاتھ اگر خاک کہین		اُس سے آئینہ شمشیر پہ کیجئے صیقل
یعنے یہ تیری عداوت کا عدو کو ہے پھل	مطلع	کہ اس آئینہ مین آ جائے نظر شکل اجل

قصیدہ در مبارکبادی شادی نواب [illegible] جنگ [illegible] الدولہ میرزا [illegible] علی خان بہادر دام اقبالہٗ

کس کی شادی کے ذکر کی ہے بہار	صفحہ کاغذ کا ہو گیا گلزار
[illegible] جلتا ہے	ہے قلم اس طرح روان ہر بار
[illegible] مین [illegible] کے تھا	[illegible] حرف نقطہ ہین [illegible]
[illegible]	اب کھلے گا یہ ہے گمان ہر بار

نہین ہین السطور چھوٹے ہین
بے تکلف ہے دامن گل چین
ہر الف ہے نہال سرو سہی
شاخ گل کیون کہین نہ اہل نظر
ہے کہ خوشے ہین پاس نقطون کے
کیا کھلا ہے چمن فصاحت کا
جَدوَلین پٹریون سے کیا کم ہین
صفحہ پر پڑتی ہے نظر ایسی
لفظ مین اس طرح نہان معنی
چہچہاتے ہین جیسے مرغ چمن
پھر پڑہون ایک مطلعِ دلچسپ
مطلع — کس کی شادی کا ذکر ہے ہر بار
ہے بپا محفلِ نشاط و کرم
شورِ شادی بپا ہوا اتنا
اور اگر کچھ نہین تو پیر فلک
غم امروز نے غم فردا
بیٹھ واعظ نہ مسجدون مین آج

قدرتی ہین چمن مین بہہ انہار
جس قدر ہین حروف دامن دار
ہے خجل جس سے قدِ گل رخسار
کشتون پر اُسی طرح ہے بہار
پھول کی پنکھڑی ہے جس پہ نثار
جو کھٹکتا ہے لفظ ہے وہ خار
صاف جس سے دل حقیقت نگار
جیسے گلگشت مین کوئی عیار
جیسے پھولون مین بو ہو وقتِ بہار
بول اُٹھتا ہے قافیہ ہر بار
کہین غافل مجھے جو ہین ہشیار
ہے صریر قلم کہ نغمۂ یار
گا کے مانگین گے ہین گدا ہشیار
میرے طالع بھی ہو گئے بیدار
کہکشان کا بجا رہا ہے ستار
یون گذرتی ہے اپنی لیل و نہار
کہ اُٹھا دین گے یہان سے بادہ گسار

اللہ اللہ رے—

ہے خرید و فروخ...

ہان خدارا ذرا سنو تو سہی ۔۔۔ ہے اذان یا نوائے موسیقار

اس طرح خوش ہے آج تو کوئی ۔۔۔ کہ بغل مین ہو جیسے کوئی نگار

پتلیون کا تماشا دکھلائین ۔۔۔ مردم دیدہ کیون رہین بیکار

کس کی یہہ محفل عروسی ہے ۔۔۔ ناچتے مین کھڑے در و دیوار

دیکھا ان گلون کی قسمت کو ۔۔۔ ہو گئے ہین گلے کا کس کے ہار

چشم بد دور کہہ کے دیکھو تو ۔۔۔ کس کے سر پہ ہے طرۂ زرتار

میر داود علی کی شادی ہے ۔۔۔ جس پہ شادی ہزار جان سے نثار

ق

سہرے کا باندھنا مبارک ہو ۔۔۔ تو ہوا کہہ خدا مبارک ہو

ہجر کے دن کٹے الٰہی شکر ۔۔۔ وصل کا مدعا مبارک ہو

گوش گل مین یہہ چپکے چپکے سے ۔۔۔ کہہ رہی ہے صبا مبارک ہو

ہو مبارک خدا بنے کو بنی ۔۔۔ اور بنی کو بنا مبارک ہو

عاقل مدح خوان خوش گوئی ۔۔۔ یہہ دعا یہہ ثنا مبارک ہو

قصیدہ در مدح کمال پرور کمال شناس معلی القاب قمر رکاب ہز اکسلنسی امیر اکبر سر آسمانجاہ جنت آرامگاہ سابق مدار المہام سرکار عالی

سرکا [illegible] ۔۔۔ زائلہ کبھی نہ ہو [illegible] ان کا کبھی اب زوال

اِس سمت چھپے ہین تو اُس سمت قہقہے
مرغان باغ کا ہے خوشی مین عجیب حال

غنچہ چٹخ گیا جو سُنا شورِ عندلیب
آخر ہنسی ہنسی مین یہہ پیدا ہوا ملال

مانند زلف یار پریشان ہے بوئے گُل
نازک دماغیون کا مگر آگیا خیال

بادِ صبا نے چھوڑا شگوفہ کوئی نیا
غنچہ کے کھل کھلانے سے ہوتا ہے احتمال

یا ہے کہ آج گُل کی بھی رُکتی نہین ہنسی
شاید کہ آیا نغمۂ بلبل سے اُسکو حال

سری کو اپنے سر پہ بٹھایا ہے سرو نے
مستی بہار کی بھی بدلنے لگی خصال

ہوشیون مین کہ گیا مطلب بہار کا
ہر برگ گل سے نے کی ہے یہہ پیدا زبان حال

ب رگ مین خون کی طرح سے جوش بہار ہے
گل کا سرورِ عیش سے چہرہ ہے لال لال

د صبا سے جھوم رہے ہین تمام نخل
رندان بادہ کش کا ہوے پیکے جیسے حال

انون کو ہے حکم کہ گلشن مین کیون رہین
بادِ صبا نے کر دیا سبزہ کو پائمال

بسل جو سرو پر ہے تو گُل پر ہے فاختہ
کس طرح بے خودی مین ہو تمیز کا خیال

لھیلون نے سے پاؤن زمین پہ نہین رکھا
کچھ آج تو نسیم سحر کی نئی ہے چال

ش بہار سے یہہ ہوئی عاشقون کی قدر
بلبل کا نقش پا بھی بنا پھول کی مثال

شن کا آج نخل تمنا ہرا ہوا
ہر شاخ سر فراز ہے ہر نخل ہے نہال

للہ رے نمو نظر اشتیاق کا
غنچے نہین بہار کے ہین سربسر جمال

کیا جانے کس کے پاؤن کے سر ہوگا اسکا خون
مینہدی کی ٹٹیون نے کیا دل کو پائمال

عاشق ہے چرخ اور ہے شاہد زمین باغ
تارِ نگاہِ شوق [illegible] نے یادہ [illegible]

نادم ہوا ہے کیا ہی بہار زمین سے یہ
تار [illegible]

شرمندہ ہے پہ مست [illegible]

پانی سے ہیں درختوں کے تھالے بھرے ہوئے — یا مے کی ہے سبیل بہ افضال ذوالجلال

آنکھیں ہوں گر تو دیکھ لو نرگس کی بھی بہار — ساغر بکف ہے جیسے کہ ساقیِ نیک فال

بلبل کدھر ہے جھوم رہا ہے وہ نخلِ گل — گرتا ہے مست ہو کے خدا کے لیے سنبھال

گل کس طرف ہے سن تو ذرا شور عندلیب — دل کو دکھا رہی ہے اسے باغ سے نکال

مجھکو ہے قدر درد کہ میں اہل درد ہوں — ان نالوں سے حواس میں رہنا مرا محال

ای ہم صفیر باغ سے جانے دے اب مجھے — کیسی بہار کس کا چمن دل ہی ہے نڈھال

ساغر اٹھا کہ غم سے ہوئی زندگی حرام — دل جس کا خوش ہو اسکے لیے مے بھی ہے حلال

ہمدم خدا کے واسطے قصہ میرا نہ سن — یہ بد نصیبوں کا میرے مختصر ہے حال

مطلع

راحت کا خواب میں بھی اگر آگیا خیال — آنکھیں جو کھولتا ہوں تو گذرے ہزار سال

کم ظرف سے ہے فلک نہیں کچھ نفع کی امید — کب آب چاہ میں ہو گھر بھر کی مثا[illegible]

مشکل ہے رستگاری جان اسکے ہاتھ سے — شمشیر کی طرح سے معلق ہے اسکی چال

دیتا ہے کب غریب کو ظالم غذائے گوشت — تنکا اگر ہوا بھی میسر ہے خلال

پیسا ہے اس لئے یہ دل خون گشتہ کو میرے — ہر ہر نفس کے ساتھ اڑاتا ہوں میں گلال

پہلے کتاب میں نظر آتا ہے حرف لا — جب اپنی بہتری کے لیے دیکھتا ہوں فال

گردوں گھٹا گھٹا کے بناتا ہے ماہِ نو — اک شب جو مثل بدر میں حاصل کروں کمال

یہہ لاغری میں آتش غم کا ہجوم ہے — تارِ شعاع مہر کا ہوتا ہے احتمال

بھرتا ہے [illegible] وان چشم سے میں اشک — یاں متحد ہیں موسم سرما و برشکال

اقلیم فہم عقل [illegible] م کا ہو گئی — آیا حواس ظاہر و باطن میں اختلال

نصیب [illegible] — انگر یہ ہے سپند رخ آتشین کا خیال

شاید میری سرشت ہے گرد ملال سے | رہتی ہے خاک خاک میری جان پر ملال

کیا درد دل میں ہے کہ اسی اضطراب میں | مطلع ایک اور سوجھ گیا اپنے حسب حال

مطلع

مرتا ہون اور نہیں مجھے دم لینے کی مجال | گویا کہ زندگی میں ہوا اپنا انتقال

ناسور دل کو دیکھ کے کہتے ہیں چارہ گر | یہہ زخم وہ نہیں ہے جو ہو جائے اندمال

ہر زندگی کی فکر نے مجھکو سکھایا ہے | تار نفس کا ہونے لگا مجھ پہ احتمال

ہا ہوا ہون خاک زمانہ کے ہاتھ سے | جیسے بنائے گل سے کوئی آدمی کلال

ناسازگاری میں ہوئی محو سرنوشت | آئینہ جبین میں نہیں صورت ملال

اپنا سا کیچھ دیا آسمان نے | جس طرح سے کہ پان کا بیکار ہو اگال

یہ بخت خفتہ تجھ کو مگر موت آگئی | سویا ہے اس طرح کہ ہوا جاگنا محال

بسکہ یہ سے مگر اپنی ہے سرنوشت | مجھ سا جہان میں کوئی نہیں ہے شکستہ حال

بیمار حال زار کا یارا نہیں مجھے | لبریز خون دل ہے دہن اور زبان ہے لال

رہے دل پہ حسرت و ارمان کا ہجوم | عشاق و کوئی یار کا ہوتا ہے احتمال

تا ہے جسم اور ہین آہین شررفشان | نخل چنار سے یہ برسنے لگی ہے رال

ناراستی کی فکر میں سوکھا تو کیا خوشی | کہنے لگے ہیں لوگ الف کلمۂ ملال

ہے ہی بخت خفتہ نے فوراً جگا دیا | گر بعد عمر خواب میں آئی شب وصال

قلعتون کی کہون کہ ہو صحبت مجھے نصیب | مثل کتان دریدہ ہے میرا ایمان و پایمال

بڑھ چشم فروغ چشم زدون میں بگڑ گئی | بڑھ کر گیا نہ شوق ... نے بادہ لب ...

مانند شمع کاٹتا ہے سر میرا فلک | یہ | بارشت ...

عالم کو اکتساب ہے کیون میرے ...

ہر آشنا کو مجھ سے تنفر نہیں فقط
ہو قصد ڈوبنے کا تو پانی بھی دے اچھال

نیرنگی فلک سے ہین احباب بے خبر
میرے زوال کو جو سمجھنے لگے کمال

غم تھا یہی کہ خوش ہین ابھی غم سے یارب
مطلع یہہ لکھہ کے فکر نے مجھکو کیا بحال

مطلع

میرے کمال کو نہ کبھی آئے گا زوال
بننے سے مجھے زوال ہین حاصل ہوا کمال

مژدہ سنا دے کوئی یہ امید زیست کو
قسمت ضعیف ہی تو ہے دم توڑنا محال

خوش ہون کہ ایسے غم مین بھی بھولا نہین ہون مین
یادِ ثنائے جان و دلِ بخشش و نوال

لطف شعار و قدر شناس و کرم پناہ
خورشید آسمان شرف مرجع کمال

عادل کریم باذل و فیاض و نکتہ دان
اقبال آسمان و زمین مہبط جلال

کیوان خدم سپہر حشم آفتاب ور
مریخ قہر و زہرہ نگاہ و قمر جمال

معنی شناس صورت دل داری صفا
صورت پرست معنی جان آئینہ مثال

امید آرزوئے دل عاقل حزین
رتبہ شناس بندہ مسکین و پر ملال

ہے آسمان جاہ مین اکبر امیرون مین
گھستا ہے جس کے در پہ جبین بندہ سان ہلال

ہان اب شرف خطاب کا عاقل کرو حصول
ہے غائبانہ مدح مین کیون اتنی قیل و قال

مطلع

ثانی ہے ممکنات مین تیرا بہت محال
اپنی نظیر آپ ہے اپنی ہے خود مثال

پرتو سے رخ کے کرتا ہے کسب صفائے قلب
آئینہ دیکھتا ہے ترا اگر کبھی جمال

یہہ [illegible] رہے عدل کو یہ تیرے عہد مین
بے خوف بنگیا ہے ہر ایک شخص کوتوال

بھرتا ہے [illegible] وان جتیم سے عہدا [illegible]
ہے ظالمون کا خوف سے ایسا ضعیف حال

اقلیم دہر عت [illegible] م کا ہو گئی
آئینہ مین ڈھونڈہ ڈھونڈہ کے نقش سم غزال

[illegible] نصیب
انگر [illegible] سے گرگ بھاگ گئے ہین صورت شغال

تو وہ عطا شعار ہے کشمیر بخش دے
تیرے جو دستِ فیض کو عادت ہے جود کی
اتنا دیا جہان کو زر تو نے بے طلب
عالم غنی ہوا تیری دولت سے اے کریم
ہے مجھ کو احتمال کہ یہ حرف ترک ہون
لکھین نہ اب حروف تہجی مین لام الف
کچھ ساکنانِ دہر کا کیسہ نہ پُر کیا
اطفال پیدا ہوتے ہین دنیا مین خالی ہاتھ
جب ہے کرم کا ذکر تو پھر کیون مین چپ رہون
موقع غنیمت آج ملا حسب اتفاق
غربت نصیب مین تہی ہو امداد وقت سے
اخبار کا شیوع ہوا میری ذات سے
میرے قلم کے زور نے کیا کچھ دکھا دیا
ہر شخص جانتا ہے میری خیر خواہیان
حیرت نہ کیون ہو جب مین نکو کار بھی تھا
اب جس قدر عنایتِ سرکار مجھ پہ ہے
[illegible] اِس قدر ہجوم ہے
دے [illegible] طرح بھلا

سایل طلب کرے جو کوئی تجھ سے ایک شال
رکھنا گرہ مین کان کو زر ہو گیا محال
دامان بے نیازی مین چھپنے لگا سوال
دے اور لا زبان سے کہنا ہوا محال
تیری زیادہ بخشی سے اے لُطف نوال
ہو حرف یا کے ساتھ نہ مربوط حرف دال
آیندگانِ ملکِ عدم کا بھی ہے یہ حال
باعث یہ ہے کہ دیتا ہے تو مفلسون کو مال
گر تو سنے تو کیون نہ کرون اپنا عرض حال
تجھ سا کریم مجھ سا گدا اے غنی خصال
اس شہر مین وطن کی طرح گزرے آٹھ سال
بلدہ مین ورنہ تھا نہ کسی کو کبھی خیال
مین نے کیے ملے کتنے ہی انفصال
ہر روز اس خیال کو سہتا رہا کمال
پہلے ہی سے خطاب ملا ہے نمک حلال
سچ تو یہ ہے کہ میرے لیے ہو وہی وبال
مجھ جیسے ناتوان سے سنبھلنا ہوا محال
بارے خرچ سو ہوئے خستہ جو کی کمال
مدد انہون نے مٹایا میرا کمال

یہہ کچھہ مبالغہ نہین مجھہ شاعری نہین
کامل نہین ہوا ہون اگرچہ ابھی تلک
ہندو دکن مین اٹھتی ہین ہر سمت انگلیان
ہر قسم شعر پر میری قدرت ہے آشکا
عوے ہو جس کو آکے وہ کر لے مقابلہ
زیا درس جہان کی ہے ذات باصفات
قصود تھا کہ سن کے ملے مجھکو میری داد
ذ اور میرے دل کا نہ مطلب سمجھہ سکے
کے سی۔ اور آئی۔ ای۔ جو ملا ہی تجھے خطاب
ہبھی خدا کے لطف کی اک صاف ہی دلیل
ن دو مسرتون کا ہوا اس قدر و فور
اقل کی یہہ دعا ہے کہ جب تک جہان رہے
ہو اس نئے طریق سے تیری درازِ عمر

سچ سچ مین عرض کرتا ہون کچھہ شعر حسب حال
پر فن شاعری مین گنوائے ہین بیس سال
ناقص اگر رہا بھی تو ہون صورتِ ہلال
شاعر ہون گو یہ جھوٹ کہون کیا میری مجال
پر تجھہ سا قدردان ہو منصف کرم خصال
اس واسطے ہوئی ہے مجھے عرض کی مجال
ورنہ یہ ایک شعر ہی کافی تھا حسب حال
مین اور تیرے سامنے کھولون لب سوال
سرکار قیصری کی عنایت یہ ہے یہ دال
خلعت دیا حضور نے جب خوش ہوئے کمال
دہری خوشی مین مژدہ ہی بس ہو گیا یہ سال
١٨٨٨ء
تو اور تیرا فیض جہان مین ہو بے مثال
ہر سال کے حساب مین نکلین ہزار سال

از نتیجۂ فکرِ صائب رشکِ عرفی و صائب یکتائے زمن اُستادِ فن جناب مولوی حاجی سید محمد کاظم حسین صاحب شیفتہ کنتوری

فصاحت بلاغت ہے دیوان میں باہم — نرالی تھی طبعِ سخن دانِ عاقل
بلند اُن کا پایہ ہے فکرِ سخن میں — ہوا طبع دیوان بڑی شانِ عاقل
طبیعت کی جدت مضامین کی شوخی — یہہ دونوں تھے ہر وقت مہمانِ عاقل
کبھی خشک ہونگے نہ گلہائے مضمون — ہمیشہ ہے تازہ گلستانِ عاقل
مرے وجد سے لکھ دیا سالِ ہجری — چھپا ہے بہت خوب دیوانِ عاقل
۱۹۱۰ء

از نتیجۂ فکرِ شاعرِ نازک خیال ناظمِ شیریں مقال جناب مرزا محمد بہادر آمد وکیل درجہ اول سرکارِ عالی شاگردِ حضرتِ عاقل مرحوم

اِس کو ہم دیوان کہیں یا مخزنِ نظم کلام — حرف حرف گلگون جس کا فرخ روزِ عید عقل ہے
مصرعِ تاریخ اُس کا کلکِ یاور نے لکھا — عاقلِ مغفور کا دیوان کلیدِ عقل ہے
۱۸۹۸ء

دیگر

استاد کا دیوان جو ہوا طبع دکن میں — یاور نے لکھا فکر میں تاریخ کی اُس آن
یارانِ دکن پڑھ کے اسے دیکھ لیں عاقل — ہے چھپا ہی گیا عاقلِ مرحوم کا دیوان
۱۳۱۶ھ

ایضاً

[illegible] اِسی میں اسپ[illegible] — اک دریائے فکر کا بستان یہہ ہے
— عاقلِ خوش طبع کا دیوان یہہ ہے
۱۳۱۶ھ

دیدم کلامِ عاقلِ مرحوم این زبان
بر جیس گفت مصرعِ تاریخِ انطباع

اے حبذا کمال زہے رفعتِ سخن
دیوان بے مثال بشد طبع در دکن
۱۳۱۹ھ

[illegible] امیر احسن صاحب رضوی کوکب شاگرد جناب میر نفیس صاحب مرحوم مغفور

یہ فرمان نواب بہرام جنگ
کیا نظم کوکب نے مصرع سال

کلامِ سخن سنجِ ذی شان چھپا
بہت خوب عاقل کا دیوان چھپا
۱۳۱۹ھ

نتیجۂ طبع جناب میر کوثر علی صاحب [illegible] کوثر تخلص [illegible] شاگرد آغا [illegible]

ان دل چسپ ہے یہہ نظمِ عاقل
تاریخ فضلی ہم نے کوثر

کہ طرز غالب شیریں زبان ہے
کلام شاعر شیریں بیان ہے
۱۳۱۰ف

کلک جواہر سلک جناب میر محمد علی صاحب تیغ تخلص شاگرد نواب فصیح الملک مرزا داغ دہلوی

طبع ہونے تو سیکڑوں دیوان ہوئے
مصرعہ تاریخ لکھا رنج نے

ہاں مگر عاقل کا یہہ دیوان ہی خوب ہے
کس قدر عاقل کا یہہ دیوان ہے خوب

عجب دیوان ہے فرحت فزا یہ کہا ہے رنج نے منقوط مین سال		نہین دیوان اک گلشن کھلا ہے کلام حضرت عاقل چھپا ہے ۱۳۱۵ھ

در فصلی

واہ عجب دیوان کہا ہی واہ عجب دیوان یہ ہی دلمین خیال آیا جو یکایک سال ہوا یہ فصلی مین رقم		کیون نہ کہین [illegible] سب ہاتھ جب ایسی رنج نے بھی تاریخ کہی یون نظم عاقل صاحب ۱۳۰۷ف

مترشحۂ قلم جواہر رقم جناب سید صادق حسین صاحب غبار دہلوی

ہی کند بزم سخن دان روشن مصرعۂ سال رقم کرد غبار		رشک طور است کلام عاقل شمع نور است کلام عاقل ۱۳۱۹ھ
چہ دیوانے کہ یکتا بے گمان است غبار از روئے بہجت گفت سالش	ولہ	وقار شش بر سخن سنجان عیان است کلام عاقل جنت مکان است ۱۳۱۹ھ
کہا [illegible] رشک سو مین لاکھہ مین پچیس مین [illegible] سنہ کہہ غبار	ولہ	فرد یہ دیوان ہے دنیا مین بیس مین طبع رنگین نیرہ سو انیس مین ۱۳۱۹ھ

حبذا اوجِ خیالِ عاقل | ولہ | بود کم یاب مثالِ عاقل
مصرعۂ سال رقم کرد غبارؔ | | بہترین ست کمالِ عاقل
۱۳۱۹ھ

عجب دیوان ہوا ہے مشتہر جو فرد و یکتا ہے | ولہ | مضامین صاف بندش چُست ہے اہلِ سخن دیکھیں
غبارؔ دہلوی نے سال صوری معنوی لکھا | | چھپا دیوانِ نامی تیرہ سو انیس ہجری میں
۱۳۱۹ھ

ب دیوان سے یہ کیا لکھنا | ولہ | جس سے بڑھتا ہے طمطراقِ عشق
کچھ لو اسے غبارؔ فصلی میں | | اس کی تاریخ ہے مذاقِ عشق
۱۳۱۱ھ